سلسلۂ یوسفیہ

شمارہ (۶)

مثنوی

سیف الملوک و بدیع الجمال

سنہ ۱۰۳۵ھ

از

غواصی

مرتبہ

میر سعادت علی رضوی ایم اے

سنہ ۱۳۵۷

مجلسِ اشاعتِ دکنی مخطوطات

سرپرست

عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر

(۱) مولوی سید محمد اعظم صاحب ام۔اے۔ بی۔ایس۔سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج — صدر

(۲) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ام۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) — نائب صدر

(۳) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی۔اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پرووسٹ جامعہ عثمانیہ — رکن

(۴) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام۔اے۔ ال۔ال۔بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) — رکن

(۵) مولوی عبد القادر سروری صاحب ام۔اے۔ ال۔ال۔بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) ... رکن

(۶) مولوی سید محمد صاحب ام۔اے۔ .... (لکچرار اردو سٹی کالج) — معتمد

(۷) مولوی میر سعادت علی صاحب ام۔اے۔ .... شریک معتمد

پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات
ایک عرصہ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ولی اورنگ آبادی
جو گیارویں صدی ہجری کے رُبع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے
بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک
پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دیکر ولی کے ان شعرا کو، جنھوں نے ولی کی تقلید میں
فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔
لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ولی اورنگ آبادی
سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنتیں بہمنیہ

کے آخری زمانے میں اور اس کے بعد اسکی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی
کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال
کے لئے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔
خصوصًا قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں
کی خاص سرپرستی نے اسکی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کردی، اور انکی شخصی دلچسپی سے
جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطب شاہ بانیٔ شہر حیدرآباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس
زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے
بعد اُردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لئے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں
کچھ مدت کے لئے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم
ہونے کے اُردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور
اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت مسلّم
ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے
جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بنیاد قائم ہے اور جنکے مطالعے سے ہم نہ صرف
اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشن یادگار ولی کے موقع پر "دکن کے مخطوطات" کی جو نمائش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں جنکی اشاعت سے نہ صرف اردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہو گئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اردو سے خارج کرکے اس کو خالص ہندوستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کر سکیں گے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اردو کی خراد پر چڑھ کر اردو یا ہندوستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسن اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر مدفیوضہٗ نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا اور

اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی:-

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہوسکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبان تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشاپرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرمانروایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعراء وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور یہ چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اسلئے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر ہیں۔ بہرحال اس اہم کام کی تکمیل کے لئے ایک جماعت منتخب کرلینی چاہیئے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدرشناسی سے یہ بھی فرمایا کہ:-

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کرکے

شائع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار رہوں"

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کی گئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لیکر انکی اشاعت کی ابتدائی مراحل طے کئے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۴) مولوی عبد القادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔ اے۔۔۔۔۔۔۔۔ (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام اے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لئے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل

صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر ناقص اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابلِ اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوانِ ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ اربابِ ذوق کی پسندیدگی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کو مختلف طریقوں سے جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

[illegible] آخر میں عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر کی [illegible] ڈاکٹروں جولیانت [illegible] نے شرح [illegible] صاحب کے اس انہماک اور [illegible]

[illegible]
1-6



سلطان عبداللہ قطب شاہ

مقدمہ

(۱) حالاتِ زندگی

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملّا غواصی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ ہمعصر شعراء اور خود غواصی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اُس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جاسکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔

غواصی کی تاریخ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمّد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوی۔ وہ سرکاری مُلازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔

باوجود کوشش کے اُسے دربار شاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی ۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہدِ حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سُلطان عبداللہ کے تختنشین ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو برآنے کا وقت آچکا ہے چنانچہ اس نے سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنّا کا اظہار سُلطان عبداللہ کو مخاطب کرکے اس طرح کیا :—

جو سُلطان عبداللہ انصاف کر — میرے جوہراں پوتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بھوت مان پانوں — اُمس دور نتے نا گریبان پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے — تو تازا میرا طبع گلذار ہوئے
کہ غمگیں ہوں میں سخت سنسار تے — دھروں غذ غے لاک اس آزار تے
پریشانگی میں جمیا خیال میں — لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
بہرحال یو نظم الہام سوں — کیا میں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰۳۵ھ تک غواصی عسرت ہی کی زندگی بسر

کر رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا ۱۰۴۵ھ میں بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار بیجاپور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوی کہ پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دنیوی مراتب و اعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہوگئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۴۹ھ) کے آخر میں اپنے دنیا دار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیہ کرلیتا ہے۔ اس کا دل دنیا کے ساز و سامان۔ عیش و عسرت۔ مال و دولت سے سیر ہوچکا ہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزومند ہے۔ غواصی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنئے:-

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص
لگا عشق اپنے خدا سات خاص

چلیگا کتا نفس کے کئے منے
کتا ہوئیگا نانوں کے پچے منے

اچھیگا کتا در ریائی ہنوز
کریگا کتا خودنمائی ہنوز

ہو بیدار یکبار اس خواب تے
نکل بھار اس غم کے گرداب تے

جو ہے رہنما پیر حیدر ترا
ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا

چلچ خواست تیرا ہے سب اپن پو چھوڑ　　دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا　　پو بچھاندا ہے درویش ہور شاہ کا
سنبھال اپیں اے یار اس دام تے　　نکو غافل اچھ آپنے کام تے
اچھا دم حجم اللہ کے نام سوں　　منارہ سدا عشق کے جام سوں (طوطی نامہ)

یہ کسی طرح نہ معلوم ہوسکا کہ غواصی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوئی اور ملک الشعراء کا خطاب کس سلسلہ میں عطا ہوا۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ سلطان عبداللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر غواصی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں ایک واقعہ درج ہے کہ سلطان عبداللہ کو ۱۰۴۱ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا تو وجہی اور غواصی نے تاریخ ولادت کہی۔ اصل عبارت اس طرح ہے :-

"اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است "آفتاب از آفتاب آمد پدید" (۱۰۴۱) و ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است این کلمہ را مادۂ تاریخ ساختہ است "محفوظ باد" (۱۰۴۱)۔"

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کرسکتے کہ حقیقتاً غواصی نے سوائے دو مثنویوں کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا۔ بہت ممکن ہے کہ

آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہو جائے۔ البتہ اتنا ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غواصی صرف ایک شاعر ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملات سلطنت میں بھی دخیل تھا چنانچہ ۱۰۴۵ھ میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ ۱۰۴۵ھ میں محمد عادل شاہ بیجاپور نے اپنے درباری شاعر ملک خوشنود کو گولکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ منجانب محمد عادل شاہ سلطان عبداللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجاپور کی حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ ملک خوشنود جب بیجاپور واپس ہونے لگا تو "بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند" غواصی کی دربار عادل شاہ میں خوب آؤ بھگت ہوی اور مراجعت کے وقت "حضرت عادل شاہ میرزین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق متقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند" (حدیقۃ السلاطین)

غواصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا

ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لیے اس کی آخری زندگی بالکل گمنام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں قرین قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا۔

(۳) غواصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل تھا قریب قریب ناممکن ہے۔ غواصی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی کی شاگردی کی یا خود ساختہ شاعر تھا۔ مثنوی سیف الملوک کے شروع میں اس نے اپنی خوب ہی خودستائی کی ہے چنانچہ کہتا ہے :—

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں — دھر تھا رہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب میرے پاس آئے — میرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے
چڑے ہات موتی یو جس راج کے — تو سر پر رکھے جوڑ او پر تاج کے

ان کا بہا کوئی دے نا سکے / بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے

نکل آ فصاحت کے میدان توں / بچن کے ترنگ کوں دے جولان توں

کہ اس ٹھار تج بن نہیں کوئی اب / لجا توں بلاغت کیرا گوئے اب

مرا دل خزینہ جوں معمور ہے / بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے

میرا گیان عجب شکرستان ہے / جو اس تے میٹھا سب ہندستان ہے

جتنے ہیں جو طوطی ہندستان کے / بھکاری ہیں منج شکرستان کے

شکر کہا میرے شکرستان تھے / میٹھے بول اُٹھے او اس گیان تھے

لطافت منے میں سخن سنج ہوں / دھر بھار لک غیب کے گنج ہوں

جو میں ہم سوں طبع آزمائی کروں / تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں

سکے کوں ملنے میرے طور میں / کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں

عطارد سو ہے کلک مج ہات کا / دوات ہے سو میرا جینڈرات کا

گگن سا تو دفتر مرے شعر کے / ستارے سو جوہر مرے شعر کے

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ باوجود تنگدستی اور افلاس کی حالت میں بسر کرنے کے وہ شاعری میں اپنا مد مقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف دکن کی حد تک نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعراء کو اپنا

خوشہ چین سمجھتا ہے اکثر دکنی شعرا نے اپنے اپنے تصانیف میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے ۔ نصرتی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابوالمعالی کا حال لکھا ہے ۔ وجہی نے باوجود غواصی کی طرح اپنی خودستائی کرنے کے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعروں فیروز و محمود کی تعریف کی ہے ان کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے اسی طرح ابن نشاطی نے فیروز کو استاد فن کے لقب سے یاد کیا ہے لیکن غواصی نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر شاعر کا ذکر کیا ہے نہ متقدمین کا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فن شعر میں کس قدر اعلیٰ اور اکمل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی۔

غواصی کی اس تعلّی اور ہمہ دانی کا ثبوت اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوئی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اور طوطی نامہ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں اتفاق سے فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اپچی تصنیف نہیں ۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوت تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہوسکتی ہے۔

حدیقۃ السلاطین کے الفاظ "ملّا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است" یہ بتاتے ہیں کہ غواصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت حاصل کر لی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا ملک الشعراء تھا محمد قلی قطب شاہ کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا لیکن غواصی کی بڑھتی ہوی شہرت نے وجہی کو گمنام بنا دیا تھا۔ وجہی باوجود غواصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روز افزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی فرمایش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر 'سب رس' کی شکل میں دیا۔

غواصی نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے اصل کی صورت اختیار کر لی یہ اس کی قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔ وہ نہایت پرگو شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی چنانچہ وہ خود کہتا ہے :۔

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں کیا ختم یو نظم دن تیس میں"

مثنوی سیف الملوک سے بعض ایسے مقامات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں

جن سے غواصی کے تخیل۔ بلند پروازی، مبالغہ۔ حسن تعلیل۔ تشبیہہ اور رزمیہ نگاری پر روشنی پڑے۔

مثنوی کے تمہیدی حصہ میں غواصی نے 'سخن' کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا تسلسل اور روانی قابل داد ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تخلیق عالم میں پہلا نمبر سخن کا ہے یہی ایک صفت انسان وحیوان میں مابہ الامتیاز ہے۔ سخن کی فضیلت وہ ہے جس کی حد کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ دنیا کے تمام کام اسی سخن سے چلتے ہیں۔ خدا کی تعریف۔ نعت ومنقبت۔ سوال جواب۔ فتح وشکست۔ شہرت۔ نیک وبد کا امتیاز سب سخن ہی سے وابستہ ہیں۔ آخری فیصلہ کن شعر اس نظم کا حسب ذیل ہے:۔

بچن تے چلیے دین و دنیا تمام بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام

ان اشعار میں آمد کی شان نظر آتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر سخن کے متعلق ابھی اور کہنا چاہتا ہے یا کہہ سکتا ہے لیکن طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے۔

غواصی کے کلام میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے بعض مقامات پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمداً دکنی لفظ استعمال کر رہا ہے۔ چنانچہ اسی نظم میں جو تعریف سخن کے عنوان کے تحت ہے وہ بجائے 'سخن' کے

'بچن' کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح ۔ جیو ۔ جیب ۔ بھوان ۔ جگت ۔ گڑان ۔ فام ۔ رتن ۔ کہان ۔ بہان ۔ وغیرہ ۔ دکنی الفاظ کی ہر جگہ بھنات ہے اور غواصی بے تکلف استعمال کرتا چلا جاتا ہے ۔

عشقیہ مثنویوں میں عموماً معشوق کا سراپا لکھتے وقت شاعر کے پیش نظر یہی ہوتا ہے کہ معشوق کو حسن و خوبصورتی کا مجسمہ بنا کر پیش کرے ۔ یہی مقام ہے جہاں تقریباً تمام شاعر مبالغہ کر جاتے ہیں لیکن غواصی نے ایک نہایت بدصورت حبشن کے سراپا کی صراحت میں زورِ قلم صرف کیا ہے اور اس کے سراپا کا بیان اس طرح کیا ہے کہ پڑھنے والے کے چشم تصور کے آگے ایک تصویر کھنچ جاتی ہے مثلاً یہاں چند شعر نقل کیے جاتے ہیں جس سے غواصی کی قادر الکلامی ثابت ہوتی ہے ۔

کہ زشتاں منے سخت و زشت تھی ۔۔۔ بنٹے روسیاہی میں انگشت تھی

کہ تھا تھوبڑا اس کا جیوں فیل کا ۔۔۔ سر اُس کا سو کالا رنجن نیل کا

انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کے ۔۔۔ دو دیدہ بہتر جوں تیخر گار کے

چڑیا ہونٹ اُپراں کا ناک پر ۔۔۔ تھوڈی پر پڑیا ہے تلیں کا اوتر

لڑکتی جو چنڑاں پہ چوٹی دسے ۔۔۔ سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دسے

سوئے سار سینڈلیاں او پر تیز بال ۔۔۔ نہ تھی جگ میں ڈائن کوئی اُس کے مثال

گندی پیارکے ڈل پر وچھیل کر ۔۔۔ گلے میں حمائل نمن ھیل کر

اسی کے ساتھ ساتھ بدیع الجمال کے حسن کی تعریف میں بھی غواصی نے کمی نہیں کی :-

عجب نور کیرا انتھا مکھ پہ تاب ۔۔۔ کہ قربان اس مکھ پہ لک آفتاب

سمن پت بھری ہو او یک نازنن ۔۔۔ سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن

دیکھیا جو چندر اُس موںڈی کاڑکر ۔۔۔ سٹیا پیرہن آسمان کے پھاڑکر

ستارے دیکھ اس کا نچل نور سب ۔۔۔ لئے ہات شرمندہ ہو ور سب

کلیاں سب چمن کے دیکھ اس بھان کوں ۔۔۔ کیاں چاک اپنے گریبان کوں

دیکھ اس کے نین بن کے نرگس تمام ۔۔۔ ہو بیہوش لڑتے تھے کھس کھس تمام

دیکھت اس کے پیچاں بھرے کنڈلاں ۔۔۔ سب آئے تھے کل برزمیں سنبلاں

کہ دو نار او نار کچ حور تھی ۔۔۔ نہ کچ حور وو عین سمدور تھی

ان اشعار میں تشبیہہ استعارہ اور حسن تعلیل کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں۔ رزمیہ نگاری میں غواصی کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے وہ بزم کے میدان کا شہسوار ہے مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے باندھا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہپال اور

بادشاہ دریائے قلزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی تشبیہہ دی ہے جو قابل نوٹ ہے۔ دریائے قلزم کے کنارے یہ لڑائی ہو رہی ہے۔ دیووں کے سر کٹ کٹ کر پانی میں گرتے جا رہے ہیں اور جسم الگ دریا میں ڈوب رہے ہیں اس کی تصویر غواصی نے اس طرح کھینچی ہے :-

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا گگن اُسپو کشتی ہو چلنے لگیا

سراں تیرتے لہو کے سمدور تے جو دستے انچھے بُڑ بُڑے دور تے

دھڑاں سب ہنپٹ موج کے لوٹ مار نچھے ڈُبتے نکلتے نہنگاں کے سار

ڈوبتے ہوئے سر دور سے پانی میں حُباب کی طرح نظر آتے تھے اور جسم مگرمچھ کی طرح سطح آب پر نمایاں ہوتے اور ڈوبتے تھے۔ یہ تشبیہہ بہت لطیف اور انوکھی ہے۔

---

(۳) زبانؔ اورطرزِ بیانؔ

غواصی کے کلام میں ہندی الفاظ زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کلام سادہ اور تصنع سے پاک ہے۔ مبالغہ آمیز تخیل بہت کم ہے۔ غواصی کی زبان تین سو برس پہلے کی خالص دکنی ہے اکثر الفاظ اور محاورے آج کل متروک ہیں جنہیں

دکنی لوگ بھی مشکل سے سمجھ سکتے ہیں۔ فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ کہیں کہیں سنسکرت اور ہندی کے لفظ بھی مخلوط ہیں۔ مثنوی سیف الملوک کا ابتدائی حصّہ غواصی کی اچھی پیداوار ہے۔ حمد نعت اور منقبت کے بعد اس نے سلطان عبداللہ اور سخن، کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے جیسا کہ مدحیہ قصائد کا ہونا چاہیے۔ چند شعر بطور نمونہ نقل کیے جاتے ہیں :—

چندا جو دواں خسروی بُرج کا
امولک رتن حُسن کے درج کا

جلالت بھریا حال دیکھ شاہ کا
کلیجا پھٹے مہر ہور ماہ کا

کیے عدل یو شہ ہر یک ٹھاؤں سوں
کہ نوشیرواں کا چھپیا ناؤں سوں

دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آبدار
کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار

جم اُس شہ کوں یو کامرانی سجے
عدالت میں نوشیروانی سجے

اگر علم کی بات پوچھے سبے
انداز انہیں مارتے دم کسے

منگے ٹک جو دل شاہ گنبھیر کا
پَوَن پر بندھاوے محل نیر کا

نہ شہ سار سورج کس آسمان میں
نہ شہ سار رتن ہے کسی کھان میں

قلم کاف و نون سے جو نکلیا بہار　　سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن تے سدا جیب کوں روچ ہے　　بچن تیج بھرپور سب کوچ ہے
بچن عرش کرسی پو تے دھائے ہیں　　بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن تیج ہووے خدا کا صفت　　بچن تیج ہووے نعت ہور منقبت
بچن تے سوالاں جواباں ہو ویں　　بچن تے حساباں کتاباں ہو ویں
بچن تے ہوی نام نیکی بدی　　بچن تے ہوئے منتہی مبتدی
بچن تے چلے دین و دنیا تمام　　بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں　　بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

ان اشعار سے غواصی کے طبیعت کی روانی ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ما فی الضمیر ادا کرنے میں اسے کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی وہ قلم برداشتہ لکھتا ہے اور سادے الفاظ کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ غواصی کے عہد کی زبان کے قواعد اور اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کر سکتی ہیں :-

(ا) عربی۔ فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آج کل مؤنث استعمال ہوتے ہیں غواصی نے مذکر استعمال کیے ہیں۔ مثلاً۔ مناجات۔ ہتیلی۔ یاد۔ شجاعت۔

روح وغیرہ کو مذکر لکھا ہے :۔

مناجات غواصی کا کر قبول "، ہتیلی تیرا لوح انگلی قلم "، شجاعت تیرا اس ملک گرٹرا ئے ہے "، "تیرا یاد دائم ہے چارا اُسے "۔ " میرا روح پروانہ کے سار کا "

(۲) دکنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے تتبع میں بالعموم ا۔ن کے ساتھ ہے مثلاً

"بنیاں ہور بعضے لیاں ہیں جتنے" ۔ "دیو ہار ساریاں کوں ایاں توں"
"زباں دیوے تو یے زباناں کے تئیں" "فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں"

(۳) فارسی میں علامت اضافت "زیر" ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غواصی نے ان دونوں موقعوں پر (ی) کا استعمال کیا ہے ۔ مثلاً

"جو شاہے یمن شہر سندگار سب" ۔ "نیپٹے نیپٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ"

(۴) الفاظ کا تلفظ اور وزن ۔ غواصی کے کلام سے اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہہ سے شاعر لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کر سکتا تھا ۔ اس کی متعدد مثالیں اس مثنوی میں ملتی ہیں مثلاً :۔

"سچا توں محمد سچا مصطفیٰ "، "زمین تے عرش پر گئے تہ سوا "، "صبح نے گرم دھوپ توں باڑنا "

'جکٹی نج ولایت منے شک جولائے'. 'بچن میچ تے بہار آتے اہیں'.
'خوشیاں سانہ گھر میں تے نکلیا بہار'.

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے مثلاً :-

'سو دفتر انن عشق کا کھول توں'. 'کہ دیتا نہیں ہے کیسے (کسی کو) جاب تو'.
'توں آپس (اپنے آپ کو) کوں (ان کے) یہاں تے بہت سے سنبھال'.

(۶) حصر یا تاکید کے لیے بجائے 'ہی' کے حرف 'چ' لفظ کے آخر میں لگادیا جاتا ہے :-

'بچن تیچ (سے ہی) بھرپور سب کوچ ہے'. 'کہ بہو تیچ (بہت ہی) پکڑیا ہے ہنج دل اُچاٹ'.
'حکومت انن کاچ (کا ہی) ہے ٹھار ٹھار'.

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنے جس طرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے :-
نفع کو نفا - وضع کو وضا - واقعہ کو واقا - اور معنی کو مانا -

کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ سے کیا جاتا ہے مثلاً وضا اور قضا ہم قافیہ ملتے ہیں :-

'دکہ مج تے بچھڑتوں پھر پاکس وضا | کھڑیا آ تیرے سرا و پر کیوں قضا'
'بہت دن بہت ٹھار فاقے دیکھیا | کہیا جائے نا ایسے واقے دیکھیا'

(۴) مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال

(قصّہ کا ماخذ)

غواصی نے مثنوی میں کہیں قصّہ کے ماخذ کا ذکر نہیں کیا اور نہ یہ بتایا ہے کہ یہ ایک فارسی نثر کا دکنی منظوم ترجمہ ہے بلکہ اس کے برخلاف اپنی تخلیقی نظم بتائی ہے۔ تمہیدی اشعار میں کہتا ہے۔

"ہوا عقل کا دست مایا مجے — تو اس وھات خاطر میں آیا مجے
کہ پیجاؤں نا دل تے تاز انگار (پیدا کرو) — جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار
کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال — یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال
ان دوئی کا داستاں بول توں — سو دفتر ان عشق کا کھول توں
نیرے تائیں آیا ہے یو داستاں — ظفر تج کوں لیایا ہے یو داستاں
کہیا میں جو کچھ آئی سو فام میں — کیا نانوں یک روم ہور شام میں
اچایا طرز ایک تازا میٹھا — جگت بیچ پاڑیا آوازا میٹھا"

یہ قصّہ الف لیلہ کے فارسی ترجمہ کا ایک مشہور افسانہ ہے۔ اس میں مصر کے شہزادہ سیف الملوک اور اجنّہ کی شہزادی بدیع الجمال کے حسن و عشق کی داستان مذکور ہے۔ غوّاصی نے اسی فارسی نثر سے دکنی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک عرصہ کے بعد عہد اورنگ زیب عالمگیر میں مرزا بدیع اصفہانی نے شمشیر خاں کی فرمائش پر اس قصّہ کو فارسی میں نظم کیا اور "گلدستہ عشق" نام رکھا۔ غوّاصی کی مثنوی ۱۲۹۰ھ میں بمبئی کے کسی مطبع سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے جس کے نسخے اب کمیاب ہیں۔

اس قصّہ کے ماخذ کے متعلق مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے اپنی تصنیف "یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں لکھا ہے کہ ریو مصنف کیٹلاگ برٹش میوزیم اور ایتھے مصنف کیٹلاگ انڈیا آفس نے اس داستان کے متعلق جو صراحت کی ہے اس کے پیشتر ایک تمہیدی دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ یہ قصّہ کیوں لکھا گیا:-

"بیان کیا گیا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو قصّوں کا بڑا شوق تھا۔
جو شخص ایک دلچسپ قصّہ پیش کرتا انعام پاتا۔
چنانچہ حکیم عنصری نے بھی ایک قصّہ کے معاوضہ میں ہزار دینار
حاصل کیے۔ حسن میمندی جو سلطان محمود کا وزیر تھا اس بے جا خرچ پر

متاثر ہوا اور خود ایک بے مثال قصہ پیش کرنے کا دعویٰ کیا۔ سلطان محمود نے منظور کیا اور اس کے معاوضہ میں ایک شہر انعام دینے کا وعدہ کیا اور قصہ نہ پیش کرنے کی صورت میں شہر بدری کا حکم دیا۔ حسن ایک سال کی مہلت لے کر سفر کو روانہ ہوا اور تلاش کرتے کرتے سلطان دمشق کے دربار میں پہنچا۔ وہاں اس کو پتہ چلا کہ سلطان کے پاس ایک نایاب کتاب ہے جس میں اچھے اچھے قصہ مرقوم ہیں۔ حسن نے بیش بہا تحفہ پیش کر کے وہ کتاب حاصل کی اور سلطان محمود کو دے کر حسبِ وعدہ انعام پایا۔ اس کتاب میں تین قصہ تھے۔ قصہ بوستانِ ارم۔ قصہ سیف الملوک اور قصہ شاہ بال بن شاہ رخ۔"

راقم کو اتفاقاً ایک کتب فروش کی دوکان سے داستانِ سیف الملوک کا ڈرامہ مطبوعہ دستیاب ہوا جو لاہور کے جے۔ ایس۔ سنت سنگھ پبلشرز کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ اس کتاب کے دیباچے میں مصنف ڈرامہ اختر سہارنپوری نے جو ماخذ بیان کیا ہے اس میں اور ہاشمی صاحب کے پیش کردہ ماخذ میں کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے۔ اختر صاحب نے لکھا ہے کہ "سلطان

محمود غزنوی نے ایک کتاب ' مجمع الحکایات ' سے سیف الملوک کا نا تمام قصہ سن کر یہ اعلان کرایا کہ جو شخص مکمل قصہ پیش کریگا انعام خطیر پائیگا۔ اس پر حسن مہندی نے وعدہ کیا اور سفر کرتے ہوئے یہ معلوم کر کے کہ ایسی ایک کتاب جس کا نام ' زبدۃ الجواب ' ہے سلطان دمشق کے خزانہ میں محفوظ ہے۔ دمشق پہنچا اور دربار سلطانی میں رسائی حاصل کر کے بادشاہ کو اپنا گرویدہ بنا لیا لیکن عرض مدعا پر جواب پایا کہ وہ کتاب بزرگوں کی عطا کی ہوی ہے کسی کو نہیں دی جاسکتی اور نہ نقل کرائی جاسکتی۔ سال میں ایک دفعہ ماہ رمضان میں باہر نکالی جاتی اور خلوت میں قصے پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ حسن نے وقت مقررہ کا انتظار کیا اور جب وہ کتاب پڑھی گئی زیر پردہ دو زود نویسوں کو بٹھا کر اس کی دو نقلیں کروالیں۔ یہی نقلیں اس نے سلطان محمود کو نذر دیں اور انعام حاصل کیا" ایک داستان کی حیثیت سے قصہ سیف الملوک کے ماخذ کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اختر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے اس قصہ کو فارسی میں تالیف کرایا اور حال میں میر محمد بخش صاحب نے پنجابی نظم میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

غواصی کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ چیدہ چیدہ واقعات اور اصل قصہ کے

حالات نظم کیے گئے ہیں۔ اکثر نام بھی غوّاصی نے بدل دیے اور بے ضرورت طولانی واقعات حذف کر دیے۔ بہ ایں ہمہ تصرف غوّاصی نے ترجمہ کو اصل بنانے کی نہایت کامیاب کوشش کی ہے اور ایک حد تک اچھی قصّہ بنا دیا ہے۔

(قصّہ کا خلاصہ)

ناظرین کی دلچسپی کے لیے اس قصّہ کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں شہر مصر کا ایک بادشاہ عاصم نول نامی تھا۔ کئی ایک چھوٹے چھوٹے شہر اُس کے تحت حکومت تھے۔ عاصم نول ہمہ صفت موصوف تھا۔ دولت و حشمت خیل و سپاہ کسی چیز کی کمی نہ تھی لیکن دولتِ اولاد سے محروم تھا۔ اولیاء اللہ کی خدمت کرتا خدا سے دعا کرتا لیکن اولاد نہ ہوئی آخر مایوس ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ وزرائے سلطنت نے باہم مشورہ کر کے بادشاہ کے ستارے دکھوائے اور خوشخبری لے کر ایک روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نجومیوں نے کہا کہ اگر بادشاہ یمن کے راجا کی بیٹی سے عقد کرے تو اُسے اولاد ہوگی۔ یہ مژدہ سن کر عاصم نول بہت خوش ہوا اور تحفہ و تحائف کے ساتھ اپنے ایک سفیر کو شاہِ یمن کے پاس بھیجا کہ لڑکی کی خواستگاری کرے۔ شاہ یمن نے بہ خوشی قبول کیا

اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ شادی ہوگئی۔جیسا کہ نجومیوں نے پیشین گوئی کی تھی بادشاہ کو اسی سال ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سیف الملوک رکھا گیا۔اتفاقاً اسی روز عاصم نول شاہ کے ایک وزیر صالح نامی کو بھی ایک لڑکا ہوا جس کا نام ساعد رکھا گیا۔بادشاہ نے ان دونوں کی پرورش ایک ہی جگہ رکھ کر کی۔چند سال میں سیف الملوک اور ساعد پڑھ لکھ کر فارغ ہوئے اور فنون سپہ گیری وغیرہ میں کمال حاصل کرلیا۔جب یہ دونوں سن رشد کو پہنچے تو ایک روز عاصم نول شاہ نے دونوں کو دربار میں طلب کیا اور خزانے سے ایک صندوق منگوا کر اس میں سے ایک انگشتری اور ایک زرین کپڑا نکال کر سیف الملوک کو عطا کیا ایک خوبصورت گھوڑا بھی عنایت کیا اور کہا کہ "یہ تحفے حضرت سلیمان نے مجھے دیے تھے جسے میں نے آج تک بہت حفاظت سے اٹھا رکھے اور اب چونکہ میرا کوئی اور وارث نہیں ہے اس لیے تجھے دیتا ہوں۔" سیف الملوک یہ تحفے لے کر اپنے مقام پر آیا رات بھر جشن منایا اتفاق سے اس زرین پارچہ کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک عورت کی تصویر نظر پڑی جسے دیکھ کر غش کر گیا اور دیوانہ وار عاشق ہوگیا۔بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو اس نے ساعد کو بلا کر اس کپڑے اور انگشتری کے ملنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ "ایک روز میں تخت پر بیٹھا تھا کہ

ایک طوفان گرد و غبار اٹھا اور چند پریاں یہ چیزیں لے کر میرے سامنے حاضر ہوئیں اور یہ بیان کیا کہ سلیمان نے میرے پاس تحفتاً بھیجا ہے اس پارچے میں شہپال ابن شاہ رخ بادشاہ اجنہ کی بیٹی بدیع الجمال کی تصویر ہے جو گلستانِ ارم میں رہتا ہے۔ اس لڑکی کو پانا بہت مشکل ہے۔ بہر حال شہر کے تجربہ کار حکماء علاج میں مصروف ہوئے لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوئی آخر بادشاہ عاصم نول نے شہزادہ کو دلاسا دیا اور لوگوں کو گلستانِ ارم کی تلاش میں روانہ کیا۔ ایک سال کے بعد وہ لوگ بے نیل و مرام واپس ہوئے آخر شہزادہ باپ سے اجازت حاصل کر کے خود ساعد کے ہمراہ گلستان ارم کی جستجو میں روانہ ہوا۔ پہلے سیف الملوک ملک چین میں پہنچا یہاں کے بادشاہ نے خاطر مدارات کی اور شہزادے کی آرزو بر لانے کے لیے گلستان ارم کا پتہ دریافت کرایا۔ ایک سو ستر برس کے ایک بوڑھے نے کہا کہ وہ تمام دنیا کی سیاحت کر چکا ہے لیکن اس نام کا کوئی شہر نہ دیکھا نہ سنا۔ شہر قسطنطنیہ چونکہ بہت بڑا تجارت گاہ ہے جہاں دنیا کے لوگ جمع ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہاں اس کا پتہ مل سکے شہزادہ یہ سنتے ہی بادشاہ چین سے رخصت ہو کر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک ایسا زبردست طوفان آیا کہ تمام کشتیاں غرق آب ہو گئیں سیف الملوک اور ساعد علیحدہ ہو گئے

شہزادہ ایک تختہ پر بہتے ہوئے ایک جزیرے میں پہنچا جہاں تمام زنگی رہتے تھے۔ یہ لوگ شہزادہ کو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ پادشاہ نے اس کو اپنی لڑکی کے پاس بھیجا کہ بھون کر کھا جائے۔ وہ حبشن اس پر عاشق ہوگئی وصال کی طلبگار ہوئی۔ شہزادہ اس کی ڈراؤنی شکل سے گھبرا کر انکار کیا حبشن نے قید کردیا۔ کسی طرح شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں بڑے بڑے دریائی جانور رہتے تھے۔ رات کسی طرح گذار کر وہاں سے بھی کوچ کیا اور جزیرۂ کفتاراں میں پہنچا یہاں کی شہزادی بھی اس کے وصل کی خواہشمند ہوی۔ شہزادہ وہاں سے بھی جان بچا کر نکلا تو سگساروں کے شہر میں آپھنسا۔ یہاں کے بادشاہ نے اُسے ایک عجیب جانور سمجھ کر قید کر رکھا۔ اتفاقاً کفتاراں لوگ بھی شہزادے کی تلاش میں آپہنچے اور سنگساروں سے خوب لڑائی ہوئی اس موقع کو غنیمت جان کر شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں تسمہ پا لوگ رہتے تھے۔ یہاں مصیبتیں اٹھا کر کسی طرح رہائی پائی اور شہر قیصریہ میں آپہنچا۔ اس ملک میں تمام بندر رہتے تھے صرف ایک انسان تھا جو ان کا بادشاہ تھا اس نے سیف الملوک کی خاطر تواضع کی اور کئی روز مہمان رکھا وہاں بھی مقصد برآری نہ ہونے پر شہزادہ رخصت ہوا ایک جزیرے میں

آیا جہاں ہاتھی کے اتنے مکوڑے دیکھے ڈر کے مارے ایک جھاڑ پر چڑھ بیٹھا ایک شتر مرغ کو دریا کے کنارے بیٹھا دیکھ کر اُس کے پاؤں پکڑ لیے۔ وہ شہزادے کو لے کر اُڑا اور اپنے آشیانے میں لے گیا۔ شہزادے کو اپنے بچوں کی غذا بنانا چاہتا تھا کہ ایک بڑا سیاہ اژدہا اُس کے بچوں کو نگل گیا شہزادہ وہاں سے بھاگا ایک چشمے کے کنارے پہنچ کر دم لیا وہاں ایک انار شیریں پڑا ملا جسے کھا کر شہزادہ بحال ہوا۔ اتنے میں ایک پرندہ جو وہیں درخت پر بیٹھا تھا دوسرے سے کہنے لگا کہ شہزادہ نے جو انار کھایا وہ ایک دیو کا تھا جس کی تلاش میں اس نے بڑی مصیبت اٹھائی تھی یہاں پانی پینے کی غرض سے آیا تھا انار بھول کر چلا گیا مگر ابھی آئیگا اور شہزادے کو کچا چبا جائیگا۔ شہزادہ اس دیو کے پنجے سے بھی سلیمان کی انگشتری کے سبب سے نجات پایا اور آگے روانہ ہوا۔ جزیرہ اسفند میں پہنچا جہاں اس کی ایک شہزادی سے ملاقات ہوی۔ ایک دیو شہزادی کو سراندیل سے اٹھا لایا تھا اور یہاں قید کر رکھا تھا۔ شہزادے نے حکمت عملی اور انگشتری سلیمان کی مدد سے اس دیو کو مار ڈالا اور شہزادی کو لے کر چلا۔ اسی شہزادی سے سیف الملوک کو بدیع الجمال کا پتہ معلوم ہوا۔ شہزادی کو اس کے چچا تاج الملوک کے پاس لاکر شہزادہ

بہت خوش ہوا یہاں سے یہ دونوں سراندیل پہنچے۔ شہزادی نے سیف الملوک سے وعدہ کیا کہ وہ اس احسان کے بدلے میں اسے بدیع الجمال سے ضرور ملائیگی کیونکہ وہ (یعنے بدیع الجمال) اکثر سراندیل آیا کرتی ہے۔ شہزادہ خاطر جمع ہوکر خوشحال پھرنے لگا۔ یہیں اس کی بازار میں ساعد سے ملاقات ہوی دونوں بچھڑے ہوئے رفیق دوبارہ مل کر بہت خوش ہوئے۔ اتفاقاً انہی دنوں بدیع الجمال بھی آ پہنچی اور حسبِ وعدہ شہزادی اور اس کی ماں نے سیف الملوک سے اس کی ملاقات کرادی۔ بدیع الجمال بھی شہزادے پر دل سے فریفتہ ہوگئی لیکن اپنے آتشی اور اس کے خاکی ہونے کی بحث پیش کی۔ آخر یہ تصفیہ ہوا کہ شہزادہ بدیع الجمال کی دادی شہربانو کے پاس جائے اور اس کی سفارش سے بدیع الجمال کے باپ شہپال ابن شاہ رخ سے اجازت حاصل کرے بغیر اس کے شادی ناممکن ہے۔ شہزادہ راضی ہوگیا۔ بدیع الجمال نے اپنی دادی کو ایک خط لکھا اور ایک جن کو ساتھ کرکے سیف الملوک کو اس کے پاس بھیجا۔ شہربانو کو بھی یہ نسبت پسند آئی سیف الملوک کو ساتھ لے کر شہپال کے پاس پہنچی اور حکمتِ عملی سے اُسے بدیع الجمال کے عقد پر راضی کیا۔ اس اثنا میں شہزادہ جسے شہربانو ایک باغ میں چھوڑ کر شہپال سے ملنے گئی تھی بادشاہ

دریائے قلزم کے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار ہوگیا جو اسی کی تلاش میں سرگرداں تھے۔
بادشاہ دریائے قلزم اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا تھا لیکن جلاد کے یا وزیر کے کہنے سے قید سخت میں رکھا کہ گھل گھل کر مر جائے۔ یہاں جب تلاش ہوی اور سیف الملوک کا غائب ہونا معلوم ہوا تو شہپال کو بہت غصہ آیا اور اپنے تمام لشکر کے ساتھ دریائے قلزم پر حملہ کیا۔ وہاں کے بادشاہ سے سیف الملوک کی واپسی کا طلبگار ہوا اس نے دینے سے انکار کیا اور خوب جنگ و جدال ہوئی آخر میں شہپال فتحیاب ہوا اور سیف الملوک نے رہائی پائی۔ گلستانِ ارم واپس ہوکر شہپال نے بڑے تزک و احتشام سے سیف الملوک کی بدیع الجمال کے ساتھ شادی کر دی۔ چند روز وہاں رہ کر سیف الملوک سراندیل آیا اور سفارش کر کے ساعد کی شادی شہزادی سراندیل سے کرادی۔ یہ دونوں خوش و خرم اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوکر اپنی اپنی دلہنوں کے ساتھ مصر واپس آئے اور عاصم نول شاہ کو خوشخبری دی۔ عاصم نول پھولوں نہ سمایا اور تخت سیف الملوک کے حوالہ کر کے اپنی زندگی کے بقیہ روز عبادت میں بسر کرنے لگا۔

(نام سنہ تصنیف اور تعداد اشعار کی تحقیق)

بعض تذکروں میں ہم نے دیکھا کہ اس مثنوی کا نام سیف الملکؒ و بدیع الجمال لکھا ہے۔ نقل کرتے وقت ہمارے زیر نظر چار مخطوطے رہے ہیں جن کا تفصیلی ذکر آگے آئیگا۔ ان میں سے کسی میں بھی 'سیف الملکؒ' بہ سکون لام نہیں ہے یا تو صاف 'سیف الملوک' لکھا ہے یا بعض جگہ ضرورت شعری اور بحر کی وجہ سے 'سیف الملُکؒ' لکھا ہے جو 'سیف الملوک' ہی کے معنی رکھتا ہے مثلاً ہم یہاں اصل کتاب ہی سے چند شعر نقل کرتے ہیں:-

'خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک — سو سیف الملوک رکھیا ناوں نیک'

'خوش السی نچھل چند نی دیک رات — لے ساعد کوں سیف الملوک اپ سنگات'

'جو فرزند میرا ہے سیف الملوک — فدا اُس پہ تھے مال ہور یو ملوک'

'اپن درد تھے ہوا پیے دردناک — نزک ہے جو سیف الملکؒ ہو ہلاک'

'تک اپنا پرا یاد کھینت وو سکھیا — اُسے ناوں سیف الملکؒ کر رکھیا'

ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ شہزادہ کا نام سیف الملوک ہی تھا اور اسی نام پر مثنوی کا بھی نام رکھا گیا ہے۔

سنہ تصنیف کے متعلق یہ محقق ہے کہ ۱۰۳۵ھ میں غواصی نے اس کی تکمیل کی۔ البتہ تحقیق طلب صرف ایک امر ہے وہ یہ کہ اسے سلطان محمدؐ کے زمانے کی تصنیف سمجھنا چاہیے یا سلطان عبداللہ کے۔ نواب صاحب کے کتب خانے کے ایک نسخہ میں بادشاہ کی تعریف کے تحت ہمیں پہلا شعر حسب ذیل ملا جو دوسرے کسی نسخے میں درج نہیں ہے:۔

سو سلطان محمدؐ قطب شاہ گنبھیر　　جگ آدھار ہے ہور جگ دستگیر

اور باقی شعر بادشاہ کی تعریف میں وہی ہیں جو دوسرے نسخے میں ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ نسخہ ناقص الآخر ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آخر میں بھی اس نے سلطان محمد ہی سے اپنی استدعا کی ہے یا سلطان عبداللہ سے۔ ۱۰۳۵ھ وہ سال ہے کہ اسی سال سلطان محمد کا انتقال ہوا اور اسی سال سلطان عبداللہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا ظاہر ہے کہ ایک بارہ سال کی عمر کے لڑکے سے جس کو ابھی پوری طرح شاہی اختیارات بھی حاصل نہیں ہوئے (کیونکہ سلطان عبداللہ کے سن رشد کو پہنچنے تک اس کی ماں حیات بخشی بیگم نے سلطنت کا کاروبار چلایا تھا) اس طرح غواصی کا استدعا کرنا کہ وہ شعر و سخن کی قدر کرے غواصی کو دوسرے شعراء کے مقابلے میں تول کر دیکھے اور انصاف کرے۔

اپنی نظر عنایت سے سرفراز کرے تاکہ وہ اس سے بہتر اشعار کا ذخیرہ پیش کرتا رہے ' ایک بالکل کم عقلی کی بات ہوتی ہے۔ اگر ہم اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ یہ تصنیف سلطان محمد ہی کے زمانے کی ہے لیکن چونکہ غواصی کو دربار میں رسائی حاصل نہ ہو سکی اس نے ڈال رکھی تھی جب سلطان عبداللہ کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی تو بادشاہ کے نام کا شعر بدل کر اس نے سلطان عبداللہ کا نام لکھ دیا تو اس کے صحیح تسلیم کرنے میں خود غواصی کا ایک شعر مانع ہے

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں کیا ختم یو نظم دن تیس میں"

وہ کہتا ہے کہ ایک ماہ کی مدت میں اس نے یہ مثنوی ختم کی۔ اس کا تصفیہ ہمارے خیال میں اس طرح ہو سکتا ہے۔ سلطان محمد کا انتقال ماہِ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ اور اسی ماہ میں سلطان عبداللہ تخت نشین ہوا۔ غواصی نے جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کے قبل ہی یہ کتاب ختم کر لی تھی۔ محرم سے جمادی الاول تک خواہ کسی ماہ میں لکھی ہو۔ اور اس کا منتظر تھا کہ دربار میں رسائی حاصل ہو اور وہ بادشاہ کے نام سے معنون کر کے خود پیش کرے اسی آرزو میں سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور اسے موقع نہیں ملا۔ سلطان عبداللہ کے تخت نشین ہوتے ہی اسے آثار و قرائن سے یہ محسوس ہونے لگا کہ بہت جلد وہ دربار شاہی تک پہنچ جائیگا

پس اس نے سلطان محمد کا نام اشعار سے نکال کر سلطان عبداللہ کا نام لکھ دیا۔ بجز نام کے اسے اور کوئی چیز بدلنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اس قیاس کو اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے تو بھی یہ ماننا پڑیگا کہ مثنوی سیف الملوک سلطان محمد قطب شاہ کے عہد کی پیداوار ہے۔ یہ شعر جس میں سلطان محمد کا نام لکھا ہے اتنا صاف اور موزوں ہے کہ کاتب کی تحریف کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا مزید کسی شبہہ کی گنجایش باقی نہیں رہی کہ خود غواصی نے اس شعر کو بدلا ہے۔

نواب صاحب کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیر نظر رہے۔ ان تینوں میں تعداد اشعار مختلف ہے ایک میں (۱۸۲۲) اشعار ہیں دوسرے میں (۱۸۷۲) اور تیسرے میں (۱۶۸۰)۔ آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں (۱۹۷۵) شعر ہیں۔ خود غواصی نے مثنوی میں کہیں اشعار کی تعداد کا ذکر نہیں کیا البتہ ڈاکٹر زور صاحب نے 'اردو شہ پارے' میں اور نصیرالدین صاحب ہاشمی نے 'دکنی مخطوطات' میں لکھا ہے کہ اس مثنوی کے دو ہزار شعر ہیں۔ یہاں ہم نے جملہ دو ہزار دو سو پچاسی (۲۲۸۵) اشعار جمع کیے ہیں۔ صحیح تعداد کا تعین کرنا بڑی مشکل ہے اس لیے کہ جن چار نسخوں سے ہم نے یہ اشعار جمع کیے ہیں ان میں سے کوئی بھی مکمل نہیں ہے جیسا کہ آئندہ نسخوں کی تفصیل سے معلوم ہوگا۔ ان نسخوں میں

اختلاف بھی بہت ہے ۔ ایک ہی عنوان کے تحت اگرچہ سب نسخوں میں تعداد اشعار برابر ہے لیکن اشعار مختلف ہیں ایک میں جو شعر ہیں دوسرے میں اس سے مختلف درج ہیں ہم نے اس طرح ایک عنوان کے تحت جتنے شعر چاروں نسخوں سے فراہم ہو سکے جمع کرلیے جس کی وجہ سے تقریباً ہر عنوان کے تحت ہمارے اس نسخے میں تعداد اشعار زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ آخر میں دو ہزار اشعار سے زیادہ کی تعداد ہو گئی۔ آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں وجدی نے تین عنوان کے قصوں کو الحاقی بتایا ہے جن کے اشعار کی مجموعی تعداد (۱۵۹) ہوتی ہے یہ (۱۵۹) شعر کم کرنے پر بھی جملہ تعداد دو ہزار ایک سو چھبیس (۲۱۲۶) رہتی ہے نہیں معلوم یہ ایک سو چھبیس شعر کہاں سے آئے ۔ بہت ممکن ہے کہ دراصل اس کے دو ہزار ایک سو چھبیس اشعار ہی ہوں صرف ایک اندازہ معلوم کرانے کے لیے دو ہزار شعر ہونا بتا دیا گیا۔

(۵) زیر نظر مخطوطے

نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیرِ نظر رہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :-

۱- بہ خط نسخ قدیم دکنی بہ ظاہر مکمل ہے لیکن اکثر اشعار کم

ہیں۔ سائز ۸×۶ انچ غیر مجلد خاتمہ پر کی عبارت "تمت تمام شد این کتاب ہمن حاجی سلیمان بن حاجی احمد مقام بمبئی" تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں ہے لیکن رسم الخط سے قدیم معلوم ہوتی ہے۔ تعداد اشعار (۱۸۲۲) ایک ہزار آٹھ سو بائیس ہے۔

۲۔ کراؤن سائز مجلد بہ خط فارسی صاف اور واضح۔ فارسی عنوانات کے ساتھ آخر میں داستان کے خاتمہ کا ایک ورق نہیں ہے اس کے بعد کا حصہ مکمل ہے داستان کا آخری شعر جو اس میں درج ہے حسب ذیل ہے:۔

"خوش نکہ پھیر تھے ساریاں کوں شادی ہوی   او شادی بڑی کیقبادی ہوی"

تعداد اشعار (۱۸۷۲) ایک ہزار آٹھ سو بہتر ہے۔ کاتب کا نام وغیرہ کچھ نہیں صرف سنہ کتابت ۱۰۶۷ھ لکھا ہے لیکن یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور بعد میں کسی کا اضافہ نظر آتا ہے کیونکہ رسم الخط سے یہ کتاب عہد قطب شاہی کی نہیں معلوم ہوتی اور نہ کتابت سے کیونکہ اکثر الفاظ کا املا بجائے قدیم صورت میں ہونے کے جدید شکلوں میں لکھا ہوا ہے۔

۳۔ ڈیمی سائز مجلد قدیم شکستہ خط۔ اس جلد میں پہلے چندر بدن ماہیار مصنفہ مقیمی لیلی مجنوں۔ مصنفہ عاجز درج ہیں آخر میں مثنوی سیف الملوک ہے

جو ناقص الآخر ہے داستان کا آخری حصہ اور خاتمہ کے اشعار نہیں ہیں اس نسخہ کا آخری شعر یہ ہے :۔

"نگر گلستاں ارم کا تمام ہوا صاف جیوں جام جم کا تمام"

اس سے پہلے کی دونوں مثنویاں چونکہ مکمل ہیں ان کے آخر میں کاتب کا نام و سنہ کتابت حسبِ ذیل مرقوم ہے :۔

"تمام شد بتاریخ پنجم و ششم شوال سنہ ۲۱ محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۵۱ھ در شہر اورنگ آباد راقم سید رحمت اللہ ساکن دہلی" مثنوی سیف الملوک کی تاریخ کتابت بھی سنہ ۱۱۵۱ھ ہونا چاہیے اور کاتب بھی وہی۔

۴۔ ان تین نسخوں کے علاوہ ہم نے آغا حیدر حسن صاحب دہلوی پروفیسر اردو نظام کالج کے کتب خانے کے ایک قدیم نسخے سے اشعار کی صحت میں مدد لی یہ نسخہ مجلد و مطلا۔ رائل سائز۔ نہایت خوشخط فارسی خط میں ہے ابتدا میں نصرتی کی گلشن عشق درج ہے جو ناقص الاول ہے اور آخر میں سیف الملوک ہے جو ناقص الآخر ہے آخری تقریباً (۸۰) اسی شعر نہیں ہیں۔

یہ نسخہ "ڈبی تھی سُننے میں نہیں جان تہاں کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں"

پر ختم ہوتا ہے اور نہایت اہم ہے کیونکہ اس کا کاتب قریبی زمانے کا ایک

مشہور دکنی شاعر وجدی ہے جس کی تصنیف پنچھی باچا ہے ۔ وجدی نے داستان کے متن میں کچھ اضافہ کیا ہے اور حاشیہ پر انہیں الحاقی لکھا ہے چنانچہ حسب ذیل داستانیں اضافہ ہیں جو کسی دوسرے نسخے میں نہیں ملتیں :-

(۱) گرفتار شدن سیف الملوک بدست کفتاراں ۴۴ شعر

(۲) رسیدن بہ جزیرہ راکسان وگرفتار شدن ۵۸ "

(۳) گرفتار شدن بدست دوال پایاں ۳۸ "

(۴) سلسلہ بیان میں دو جگہ متفرق اشعار کو الحاقی لکھا ہے جن کی تعداد ۱۹ " اس طرح جملہ ایک سو انسٹھ (۱۵۹) اشعار کا اضافہ کیا ہے ۔ ان اشعار کے الحاقی ہونے کی وجہ وجدی نے یہ لکھی ہے کہ اکثر اشعار بے ردیف وقافیہ ہیں اور یہ غواصی ایسے قادر الکلام کے قلم سے نکلے ہوئے نہیں مانے جا سکتے ۔ لیکن یہ وجہ قابل قبول نہیں اس لیے کہ اور اشعار جن کو وجدی نے غواصی کے تسلیم کرتے ہوئے لکھے ہیں ان میں بھی اکثر غلط قافیہ وردیف کے آ گئے ہیں ۔ لہذا یہ تصفیہ کرنا بہت مشکل ہے کہ ان اضافہ اشعار میں کتنے الحاقی ہیں اور کتنے حقیقی ۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخے میں جملہ (۱۹۷۵) ایک ہزار نو سو پچھتر اشعار ہیں ایک جگہ وجدی نے عمداً اشعار مہمل کہہ کر چھوڑ دیے ہیں اس طرح تعداد اور بھی کم ہو گئی ۔ گلشن عشق کے خاتمہ پر

وجدی نے ان مثنویوں کے نقل کرنے کی وجہ اور تاریخ کتابت خود نظم کی ہے جس کے آخری شعر یہ ہیں :۔

"جیو لگا آپنا مشقت سوں — خوش گوندیا یو ہنر تے نو سر ہار
خان جو وو ہے سمّی اسمٰعیل — نیک خو نیکنام نیکوکار
وو کیا جیوں مجھے اشارت خاص — لکھ دکھایا شکستہ بستہ نگار
سال تاریخ یں ہے اے وجدی — سیر گلشن دسے نین کوں بہار"
(۱۱۴۸) ہجری

اس سے معلوم ہوا کہ اسمٰعیل خاں نامی کسی شخص کی فرمایش پر وجدی نے یہ دونوں مثنویاں ۱۱۴۸ھ میں نقل کی تھیں۔ ہم نے فٹ نوٹ میں جو اشعار کے نسخے دیے ہیں ان میں تمیز کرنے کی خاطر نواب صاحب کے پاس کے نسخوں کے لیے (س) اور آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے کے لیے (ح) لکھا ہے۔

عہد قطب شاہی کی مثنویوں کا معیار معلوم کرنے کے لیے ایک ملک الشعراء کی مثنوی سیف الملوک سے بہتر نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ارباب تحقیق اپنی ادبی کاوشوں کے لیے اس مثنوی سے بہت کچھ استفادہ کر سکتے ہیں فقط

یکم فروری ۱۳۴۶ء فصلی

میر سعادت علی رضوی۔ ایم۔ اے



ملا غواصی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

الٰہی جگت کا الٰہی سو توں — کرنہار جم بادشاہی سو توں
(دنیا، تو — کرنیوالا، ہمیشہ، تو)

ترے حکم تل نو گرد اسمان کے — رعیت ملک تیرے فرمان کے
(تابع، نو)

بہر بالش گرہاں بیچ تارے خشم — کریں نو تیاں سوں النگ دم بدم
(بھرا، اس — چھلانگ)

فرنگیاں سوں بجلیاں کے پرچ ساز توں — زحل کوں رکھیا کر فرنگ داز توں

جہاں لگ جو بادل کے ہیں گڑگڑات — تیری فتح دولت دمامے کے ٹھاٹ
(جہاں تک، گرج — نقارے، ساز و سامان)

ہتی تیرے دربار کے پہاڑ سب — چھڑی دار تجہ دار کے جھاڑ سب
(ہاتھی — چوبدار، گھر-دروازہ)

جو بارہ اماماں ہیں ان پر سلام — سو بارہ سلحدار تیرے مدام
(پہاڑ)

نبیاں ہور بعضے ولیاں ہیں جتے — ترے دار کے سرگرو ہیں وِ تیتے
(اور، جتنے — اتنے)

اتیری بادشاہی کو کچھ انت نیں ۔ نیترے ملک ہیں غیر کون نیت نیں
اخزنیے بہریا غیب کے غیبا تے (۱۰) ہواتوں اپیں پاک پھر عیب تے
بسایا ہے ترجگ کا یک ہاٹ توں ۔ دکھایا ہر ایکیں کون یک باٹ توں
کھلایا جنت کی کواڑاں تہیں ۔ بندھایا شفق کے پہاڑاں تہیں
چندراہیں تے توں چند ناکاڑتا ۔ سورج تے گرم دھوپ توں پاڑتا
دکھاتا تماشے عجب دور تھے ۔ دیاتا ہے لکھ نور یک نور تھے
ہریا کر رکھیا توں زمیں سات کون ۔ دیا رنگ پھل پھول ہور پات کون
نوے پھول ڈالیاں پہ بار آئی سو ۔ او تشریف ہے تجھ کنے پائی سو
جو کچھ توں کرے سو سرے جم تجھے ۔ سدا سیوے دل سات عالم تجھے
غواصی جو تجھ دار کا خاک ہے ۔ تیری باٹ کا محض خاشاک ہے
دکھا کیمیا کر توں مجھ خاک کون ۔ دے رنگ باہن مجھ دل کے پھل پھانک کون

ن ۔ اہے پاک توں عیب ہر عیب تھے ۔ (ح)

ن ۔ کھلا پھول کر ہنچ خاشاک کون ۔ (ح)

دعا

رحیما سچا توں غنی ہوئے رہے (۲۰) غنی تجھ بغیر از نہیں کوئی رہے

توں مقبول ہے مقبلاں کا سچیں   تہیں نور روشن دلاں کا سچیں

جو کوئی زندہ دل ہے توں ان کا حیات   جو کوئی ہووے تجھ سات تو ان کے سات

جو ہوں یا الٰہی ترا داس میں   کیا ہوں بہت ایک تیری آس میں

تو مجھ داس پر کھول در فیض کا   میرے من منیں بھر اثر فیض کا

طراوت دے مجھ آس کے باغ کون   دوا بخش مجھ درد کے داغ کون

وفا میں بڑا کر جواں مرد مجھ   تیرے باٹ کا کر کے رکھ گرد مجھ

عطا کر مجھے کچ تیری ناؤں سوں   دے پرواز مجکون بلند دہانوں سوں

تیرے نور کی رہ دکھانا مجھے   دلا عاقبت کا بچھانا مجھے

جلاوے میرے جیو کی آگ کون   دے رنگ باس مجھ دل کی پھل پھاک کون

سدا کسب میرا سو اخلاص کر (۳۰) تیرے خاص بندوں میں مجھ خاص کر

چکا جوت تج دہیان کیرا رتن   میرے من کے صندوق میں رکھ جتن

ہما کر مجھے باٹ کے اوج کا   شہنشاہ کر گیان کی فوج کا

مسیحا کا دے منجکوں آثار جسم
میری جیب کوں کر شکر بارِ حم

بہرا مرت کے چشمے میرے کلک میں
رتن غیب کے لیا میرے سلک میں

جو غواص ہو تج سیراتا اچھول
نوے مضمناں ڈھنڈ لیاتا اچھول

بحق نبیؐ ہے جو تیرا رسول
مناجات غوّاص کا کر قبول

در نعت

سچا توں محمدؐ سچا مصطفےٰؐ
سچا ہے توں احمدؐ سچا مرتضےٰ

توں طٰہٰ توں یٰسین توں ابطحی
توں اُمّی توں مکّی توں مرسل سہی

توں اول توں آخر۔ تو ہی ہے امیر
توں ظاہر توں باطن نبیؐ بے نظیر

تُہیں ہاشمی ہور قریشی رسول
تُجکچ توں کہے سو کرے رب قبول

توں قائم توں حجّت توں حافظ سچا
توں شافع توں سابق توں واعظ سچا

تقی ہور سخی توں ولی ہور خلیل
دیا تج بنی ناؤں ربّ الجلیل

خدا کے نبیاں کا سو سلطان توں
دیو نہار ساریاں کوں ایماں توں

توں صاحب سچا ہے جگت تین کا
سدا تج تھے معمور گھر دین کا

توں ظاہر توں پنہاں اچھے سب سیتے ‏ ولے ہر کڑی مل اچھے رب سیتے

زمیں تجھے عرش پر گئے شہ سوار ‏ کرے توں گذر پل میں کئی لاکبار

ملائک یو پروانہ تج نور کے ‏ ولیاں سارے ذرہ ہیں تج سور کے

طلب کا جو سر پر رکھیا تاج توں ‏ دیا تِل میں جا نورِ معراج توں

خدا ہور تج میں جدائی نہیں ‏ کسے رب سوں یوں آشنائی نہیں

ہتھیلی تیرا لوح انگلی قلم ‏ (۵۰) تیری مُشت میں عرش کرسی ہے جم

خدا کا جو عالم ہے سجدہ ہزار ‏ رہیا ہے تیرے چھاؤں تِل برقرار

تو جس ٹھاؤں اپنا رکھے پاؤں توں ‏ تو ور حال جیو آوے اس ٹھار کوں

زباں دیوے توں بے زباناں کے تئیں ‏ فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں

توہیں معجزیاں کوں سو دیکھلا ہنار ‏ توہیں سب کوں جنت میں لیجا ہنار

غواصی جو صدقا ہے تج ناؤں پر ‏ فدا جیو ہے اس کا تیرے پاؤں پر

نبیؐ کے ابابکر اصحاب ہیں ‏ سو دُسرے عمر ابن خطاب ہیں

سو عثماں نبیؐ کے بڑے یار ہیں ‏ ہمیشاں وو ان کے وفادار ہیں

(❊)

در صفت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

توں ہے سات جگ کا ولی یا علی ولیاں تیرے جگ کے قلی یا علی
جکوئی غوث ہے قطب اقطاب ہیں جکوئی جو جلالت کے اصحاب ہیں
وہ ہیں خاک ہو جم تیرے پاؤں تل (٦٠) کریں زندگانی تیرے چھاوں تل
دہرت گم مٹھی میں ترے یوں دسے کہ دو مغز بادام ہیں جیوں دسے
کہ توں وو کلیم آج مغرور ہے جو کھاند ابنی کا تیرا طور ہے
جو سیمرغ ہے قاف ٹھارا اُسے تیرا یاد دائم ہے چارا اُسے
پہاڑاں تیرے داس کہواویں سب چپل آوے کہے توں تو چل آویں سب
دکھاوے جلالت کے جو دیک توں بہری لیا گھڑی ہیں سمند سات توں
اتل اتنا غضب کر جو توں دور ہوے بہنڈ ولی تو ابنر کی کھپٹ چور ہوئے
کھڑا ہوئے اگر ہٹ سوں یک سات تو نہ پھرنے دیوے دیس ہور رات کوں
پہچنگ کہ دہرت سوں آنکل خاک کھٹے رہیا بہارلے سر پہ تج دہاک کھٹے
کرامت تھیں تیرے کنک پہاڑ ہوئیں سُکی ڈالیاں سب ہرے جھاڑ ہوئیں

ولایت کے اسمان تھے بھار جیوں تیرا کھرگ نکلیا سورج سار جیوں
چندر تارے دہشت سوں چھپ گئے تمام سحر مکر کرنے تھے سب رہے تمام
گگن جواہے ناگ پھن سات کا پڑے ضرب اس پر جو تج ہات کا
سو سارے تو پھن اس کے پڑیں ٹوٹ کر زمیں ٹکڑے ہو جائے سب پھوٹ کر
کہ پھر جھاڑ گل بر زمیں تجکوں آئے شجاعت تیرا اسن ملک گڑبڑائے
جو سب ٹھار تیری دُراہی چلے سبی کھن ہیں تیری جو شاہی چلے
جکوئی تج ولایت منے شک جو لائے وو بیشک جو دوزخ کے درمیان جائے
فدا یا علی میں تیری باٹ پر سُتوں خمارچاں کی منڈیاں کاٹ کر
کروں ورد اپنا تیرا ناؤں میں دنیا دولتاں عیب تھے پاؤں میں
بدن پر کروں جیب ہر بال کوں سراؤں سدا تج نوُل لال کوں
رہوں تج تھے جگ میں سرافراز ہو سدا تج ہوا میں اوڑوں باز ہو
تیری پنت کی دھول انجن کروں درود دک کوں یکد ہر تھے بھجن کروں
رہوں تیرے بندیاں منے خاص ہو تیری مدح دریا میں غوّاص ہو
نظر کر کرم کی توں مج پر مُدام تج اوپر ہزاراں درود ہور سلام
جو بارا اماماں بڑے راج ہیں چھاجے انوں کے میرے تاج ہیں

تجلیات اُن کے اوپر لاکھ لاکھ مخالف انو کھے اچھو جم ہلاک
رہیں

مدح حضرت میران محی الدین قدس اللہ سرہ

قسم کھاؤں میں سورہ یٰسین سوں کہ حق بعد ہے جیو میرا تین سوں
حمایت جو مج بس اہے تین کا محمدؐ۔ علیؓ۔ ہور محی الدین کا
کہ یو تین سو ایک ہیں دوئی نیں دو دیکھے سو احول بنا کوئی نیں
ولیاں میں ولی سو محی الدین ہیں مقرب ولی سو محی الدین ہیں
محبّاں جتے ہیں سگل طالباں (۹۰) یو محبوب کے ہیں وو سب مطلوباں
تہیں غوثِ اعظم سو مشہور ہے چراغ نبیؐ کا تہیں نور ہے
خدا کے سو ہے شیر کا شیر یو دھرے سب منے تیز شمشیر یو
کہ اس بات شاہد ہے بندہ نواز محمد حسینی ہے گیسو دراز
محی الدین کا قدر اُنو فام اپیں کہے ہیں انوں دہور نہ نام آپیں
جکوئی جو محی الدین سوں پھر پڑے ٹوٹے گردن اسکی تلیں ہر پڑے
اسے چھوڑ جو کوئی منگے دین کوں نہیں دین وایاں اس ہین کون
حقیر۔ ذلیل

نہ اس کو خدا نا محمدؐ علیؑ　　دیوانا کتا ہو پھرے ہر گلی

جو کوئی ایک دل ہے محی الدینؒ سوں　　سرافراز ہے او دنیا دین سوں

چھپے جس تھے خوش یو ولیاں کا ولی　　خوش اوس تھے خدا ہور محمدؐ علیؑ

کہے غین ہور واو الف صاد اے (۱۰۰)　　محی الدنیاں کوں اچھے یاد اے

جہاں لگ محی الدنیاں ہیں تمام　　ہیں مقبول اللہ کے والسلام

تعریف سلطان عبداللہ قطب شاہ

جو سلطان عبداللہ آفاق گیر (ن)　　سو لکھن شہنشاہ گردوں سریر

چندا چوندواں خسروی برج کا　　اہو لک رتن حسن کے درج کا

سگل پادشاہاں ہیں اس کا ہے نانوں　　اسی قطب کا قطب تارا ہے چھانوں

سلیماں کے جو تخت کا نانوں ہے　　عطا شہ کوں او تخت کا ٹھانوں ہے

پریاں دیو آویں وطن چھوڑ سب　　کھڑے ہور ہیں ڈرتے ہت جوڑ سب

نت اس شہ کے سیوک ہوں سیویں تمام　　دیکھن شاہ کوں یوں کہ لیویں تمام

(ن) سو سلطاں محمد قطب شاہ گنبھیر　　جگ آدھار ہے ہور جگت دستگیر (س)

مگر پھر کہ دنیا میں او تار ہو   سلیمان آیا تخت سوار ہو

عجب کیا جو شاہاں مل آویں تمام   سو بندگی کا خط دیکے جاویں تمام

جلالت بھریا حال دیکھ شاہ کا   کلیجا پھٹے مہر ہور ماہ کا

گئے عدل پو شہ ہریک ٹھاوں سوں   کہ نوشیرواں کا چھپا ناوں سوں

دلیران سو ہیبت تھے نکلتے ڈریں   گو باں ہیں تے شیراں نکلتے ڈریں

گری

اسی شہ دلاور کے ڈر دا سطے   ستارے کھڑے ہوں نہ سک نہاستے

بھاگتے

اگر شہ جو فرماوے یک تار کوں   چلاتا لیکر آوے سنسار کوں

بچن سن کے با جوج شہ دہاک تے   چھپا جاکے پاتال ہیں خاک تے

قوت شہ کا پاکر لکھی سار کی   تھپیڑاں سو رستم کے مکھ مارتی

حمایت سو شہ عدل کا پاؤ کر   بدل جا وطن کر رہیا باؤ پر

دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آبدار   کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار

جم اس شہ کوں یو کامرانی سجے   عدالت میں نوشیروانی سجے

اگر علم کی بات پوچھے جسے   اندازا نہیں مارتے دم کسے

کہ ہیں شہ کوں روشن گپت راز سب   چھپے غیب کے جو ہیں آواز سب

پوشیدہ

اگر کوئی لیویں یا گوند کچ دل منے   کہے کھول شہ فام کر تل منے

سونچ   معلوم کرکے

منگے دل جو ٹک شاہ گنبھیر کا — پَوَن (ہوا) پر بندہا وے محل نیر کا
لٹکتا جو شہ جاوے جب ٹھاوں چل — ہوا آپڑے فرش ہو پاؤں تَل (پانی)
انبر (آسمان) ساتے جو گرد گھیرے اہیں — سو شہ کے رنگارنگ ڈیرے اہیں
رضا شہ کی ہووے ذرا چور کا — لیویں تل منے تخت چند سور کا
خزینے جو ہیں شہ کے بھرپور ہو — جواہر کے ہیں عین سمد (سمندر) ور ہو
جتا اُس خرچتے تو سرتا (ختم ہوتا) نہیں — جتا لیا کہ بھرتے تو بھرتا نہیں
نہ ایسا کہیں شاہ سو جان ہے — نہ ایسا دلاور کہیں جوان ہے
نہ شہ سیار (مانند) سورج کس اسمان ہیں (۱۳۰) نہ شہ سار تن ہے کسی کھان (کان) میں
فدا شہ پہ چند سور آسمان کے — جتنے ہیں رتن جگ کیرے کھان کے
غواصی جو شاعر ہے شہ کا مدام — کرے یوں دعا شاہ کوں صبح و شام
جہاں لگ یو دنیا بسن ہار ہے — جہاں لگ یو انبر نراد ہار (بے سہارا) ہے
جہاں لگ اچھو شہ کی شاہی قرار — رکھے امن سوں شہ کوں پروردگار
اچھو دوستاں شہ کے شہ چھاؤں تَل — ویری (دشمن) ہور سب دشمناں پانوں تَل
کہ شہ گھر سدا عیش کا کاج اچھو (رہنے) — لگے لگ دنیا شاہ کا راج اچھو

——— (❀) ———

تعریف سخن

قلم کاف و نوں تھے جو نکلیا بہار سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن کا پڑیا ناد سروں منے کیا ٹھار آ جیو کے تن منے
جکچ راز پردے ہیں ہیں غیب کے جو کچھ ہیں چھپے بھید لاریب کے
وتے سب بچن میں سماتے اہیں (۱۴۰) بچن ہیچ تھے بہار آتے اہیں
بچن تھیں سدا جیب کوں رُوچ ہے بچن تیچ بھرپور سب کُوچ ہے
بچن عرش کرسی پو تھے دلائے ہیں بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن کا فضیلت جم اونچا اہے بچن کے نہ کوئی حد کوں پونچا اہے
بچن کا اہے گرم بازار جسم بچن کوں پرو ہے ہر یک ٹھار جم
بچن تیچ ہووے خدا کا صفت بچن تے ہووے نعت اور منقبت
بچن تے شہاں کوں سراتے اہیں بچن تیچ بھو مان پاتے اہیں
بچن تے سوالاں جواباں ہوویں بچن تے حساباں کتاباں ہوویں
بچن تھے مراداں جگت پاؤتے بچن تھے ملک ہور گڑاں آوتے
بچن تھے بھلے اور برے کام سب ہر ایکیں کوں ہوتے اہیں قام سب

بچن نپج ہووے سدا صلح وجنگ (۱۵۰) بچن نپج حاصل ہووے ناؤ ننگ

بچن تھے ہوئی فام نیکی بدی   بچن تھے ہووے منتہی مبتدی

بچن تھے دلاں ہات لیتے اہیں   بچن تھے کتے جیو دیتے اہیں (کتنے)

بچن تھے چلے دین و دنیا تمام   بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام

بچن تھے گھراں ہووتے ہیں کھڑے   بچن تیج ہوتے ہیں لوگاں بڑے

بچن موتی ہیں جیو کے کان کے   بچن پر تھے واریں رتن کھان کے (ہیرا) (معدن)

بچن کی پو جھلکار تو بھان ہیں (سورج)   ستارا نہیں ہے کس آسمان میں (کسی)

بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں   بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں   دہر نہار ہوں موتیاں خاص میں

جگت[ن] جوہری سب میرے پاس آئے   میرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے (لے جائے)

چڑے ہات موتی بوجس راج کے (۱۶۰) تو سر پر رکھے جوڑ اوپر تاج کے

اُنن کا بہا کوئی دے نا سکے   بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے
(اُن) (قیمت)

ن جگت جوہری چل جو جھ پاس آئیں
تو اس خاص موتیاں کوں جیو کر لجائیں (ح)

در حسب حال خود گوید

جو یک دیس نکل میں سحرگاہ کر — چلیا پھول باڑے کدن خیال دھر
سو یوں کچھ وہاں پھول بار آئے تھے — سبز پوش ڈالیاں پہ جھلکائے تھے
مگر پانچ سوں شمع کے جھاڑ کر — دیوے لیائے تھے نور کے سر بسر
ہیرا روح پروانہ کے سار کا — جو عاشق ہے نوروں کی جھلکار کا
دیکھ اس شمع کے جھاڑ کوں نور کے — لگیا پھرنے خوش کھول نیکہ سور کے
منجے حالت استہار پیدا ہوا — سعادت کیرا دن ہویدا ہوا
میرے بخت کا سور جھلکا ئیا — مکھ اقبال چوندھر تھے دکھلائیا
کواڑاں کھلے سب میرے فام کے — کھلے پھول مقصود کے کام کے
میرا[ن] جیب بلبل ہو بولن لگیا (۱۷۰) — چھپے غیب کے نغمے کھولن لگیا
ہوا عقل کا دست مایا مجھے — تو اس دہات خاطر میں آیا مجھے
کہ پنچاؤں تا دل سے تازا نگار — جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار

ن ۔ وجہدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں جیب کو مونث لکھا ہے یعنے "میری جیب بلبل ہو بولن لگی"

ہیں یو بول پورا کیا نئیں لگوں ندا غیب کا آئیا مجکوں یوں
کہ اے تانے نقشاں کوں بہچا نہار بچن غیب کے ڈہنڈ ڈہنڈ لیا نہار
نیا یک طرح توں کہ یو وقت ہے تُسُوں یار جواب ترا بخت ہے
کُھلا ہے ترے مکھ پہ در فیض کا ہوا ہے عطا تج اثر فیض کا
نکل آ فصاحت کے میدان توں بچن کے ترنگ کوں دے جولان توں
کہ اس ٹھار تج بن نہیں کوئی اب لجا توں بلاغت کہرا گوئے اب
کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال
انن دوئی کا داستاں بول توں سو دفتر انن عشق کا کھول توں
کہ کئی داستاں جگ میں ہوگئے اہیں ولے کوئی ایسا نہیں کئے اہیں
تیرے تائیں آیا ہے یو داستان ظفر تج کوں لیایا ہے یو داستاں
پڑیا یو ندا جوں میرے کان میں کھڑا آ فصاحت کے میدان میں
میرا دل خزینہ جوں معمور ہے بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے
لگا رولنے تائیں میں جوہراں دیا یا تجلیاں میں تو انبراں
کیا شعر تازا بڑے چھند سوں ہر یک بند لیلائیا بند سوں
جو لفظاں ملایا رنگیلی نچھل پرویا جواہر کی چھبیلی رنچھل

خیالاں کے فوجاں کو دوڑائیا　　ہزاراں نوے تشبیہاں لائیا
بنایا نوے مضموناں ہور بھی　　دیا طبع کو زور پر زور بھی
رچیا بول پر بول یوں رس بھرے (۱۹۰) جو اس تھیں مٹھائی کے بچھراں جھڑے
میر اگیان عجب شکرستان ہے　　جو اس تھے میٹھا سب ہندوستان ہے
جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے　　بھکاری ہیں ہنج شکرستان کے
شکر کھا میرے شکرستان تھے　　رمٹھے بول او ٹھے اواپس گیان تھے
کہیا ہیں جو کچھ آئی سو فام ہیں　　کیا ناؤں یک روم ہور شام ہیں
اُچایا طرز ایک تازا میٹھا　　جگت بیچ پاڑیا آوازا میٹھا
(دنیا — نکالا — شہرہ)
دکھایا ہنر موشگافی کیا　　سلاست کے تئیں سیر تے صافی دیا
(نے سے)
نزاکت کوں ہیں آپ نے خیال تھے　　دکھایا ہوں باریک کر بال تے
دیا تازگی شعر کے وہات کوں　　سحر کر دکھایا ہر یک بات کوں
لطافت منے ہیں سخن سنج ہوں　　دھر نہار اک غیب کے گنج ہوں
جو ہیں ہم سوں طبع آزمائی کروں (۲۰۰) نوساریاں او پر پیشوائی کروں
کہوں تازے مضموں یک تِل منے　　کہ بجد اُلتے ہیں مجھ دل منے
(ہیں)　　(میرے — میں)
ہنر کی گوی کا سو ہیں ناگ ہوں　　بچن کے او تم گنج کا ناگ ہوں
(شیر)

سکے کون ملنے میرے طور میں کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں

میری جیب عجب کھرگ [تلوار] ہے آبدار سدا تیز بانی دھرے بے شمار

ہیں آپ جیب کی کھرگ تاثیر تھے بچن کا لیا ملک یک دھیر تھے

فہم کا سو گنبھیر دریا ہوں [ہیں] میں جو اہر کے موجاں سوں [موجوں سے] بھریا ہوں میں

عطارد سو ہے کلک مجھ ہات کا دوات ہے سو ہیرا چندر رات کا

گگن ساتوں دفتر میرے شعر کے ستارے سو جو ہر میرے شعر کے

جو کچھ تشبیہاں [تشبیہیں] خوب معقول ہیں میرے خیال کے بن کے وہ پھول ہیں (۱)

میرے طبع کا جھاڑ جم لیاوے بار (۲۱۰) کھلے پھول [ن] تسکوں ہزاراں ہزار

یو امرت سو بتیاں بڑے شوق سوں ہیں لکھنے لگیا ول کے ات ذوق سوں

قلم جیو پا چلبلا نے لگیا [ہے] دو جیباں سوں مجھکوں سرانے لگیا

جہاں ہووے مذکور یو [یہ] داستاں دلاں [دلوں] کوں دیوے [دے] سُور [مسرت] یو [یہ] داستاں

سنیں عاشقاں یو تو حیراں ہوئیں پڑہیں پیر مرداں تو پھر جواں ہوئیں

نرنجن جگپت کا توں سامی اہے دیا ونت [کرم فرما] داتار نامی اہے

ن - ثریا کے جھومکے ہزاراں ہزار (ح)

بلی جاؤں اُس کی دیا کے اوپر   مہربان رب کی میا کے اوپر

جو مجھ دل کے سمدور پر دوڑیا   عنایت کیرا سانت برسایا

سو میرے خیالاں کے سیپیاں منے   ہریک بُند تس سانت کے آچھے

سو یوں کو ہچ موتیاں اُبلنے لگے   خیالاں کے سیپیاں میں ڈھلنے لگے

جو دل سمد کوں موج پر موج آئی (۲۲۰) ہریک موج چوندھرتی جوں فوج آئی

سو فوجاں مجھے شوق میں لیائے ہیں   جواہر کی جھلکار دکھلائے ہیں

جو غواص ہوں میں کمر باندیا   سو سمدور میں دل کے ڈبکی لیا

سو یوں موتیاں ڈھال لیانے لگیا   جواہر کے لیار اس بھانے لگیا

جو سات انبراں میں سمانا سکے   کسی کے حساباں میں آنا سکے

سو موتیاں کے آنگے لیار اس ہیں   مدد منگ اپنے خدا پاس میں

پرونے لگیا ہیس آپ ہات سوں   رنگا رنگ ہاراں بہوت بھانت سوں

ہریک ہار سینگار سنسار کا   سورج ہو ڈبے جوت ہر ہار کا

کہوں داستاں سر بسر کھول میں   کروں جگ کوں مہتاب اٹھول بول میں

(۱۰)

آغاز داستاں

که حضرت سلیمان کے وقت پہ — انھا مصر میں راج ایک بخت ور
نگر مصر کا تس انھا تخت گاہ (۲۳۰) — اچھتے تس ضبط تل سکل بادشاہ
نول عاصم اس راج کا نیک ناؤں — شہاں میں انھا اس شرف ٹھاؤں ٹھاؤں
او دانا و عاقل جواں مرد تھا — مسلماں خدا ترس یا درد تھا
بندا اس کے گھر کا سو اقبال تھا — بسا سو اُسے کوٹھریاں مال تھا
اچھتے گھوڑے پاگاہ میں نو لاک اسے — تیر انداز تفنگی تھے سو لاک اسے
انھا لشکر اس کے کنے بے شمار — شجاعت میں ہور عدل میں نامدار
چلا جگ اپر حکم ہر سال یوں — کیا بادشاہی سوں خوشحال یوں
او ک چھاؤں کا روکھ تھا شہریار — ولے سرو آزاد جیوں تاجدار
سدا راج کرنا انھا آپ تنا — ولے اس کوں بیٹی نہ بیٹا انھا
سو یک دیس اپس میں اندیشہ کیا — فکر زاد ہو من میں یوں لائیا

عن۔ سخاوت

که اپس ملک مال پروردگار — نیتا کچ دیا ہے جو نیں اس شمار
ولے کوئی جتن اس رکھنہار نیں — که مجھ بعد میرا کوئی اسٹہار نیں
نجانوں یو مال ہور ملک یو ولات — پڑیگا کسی جا کے دشمن کے ہات
اگر کوئی فرزند ہوتا منجے — تو یہ جگ میں آنند ہوتا منجے
بڑا ناؤں ہوتا میرا ٹھار ٹھار — دنیاں میں رہتا یک میرا یادگار
حکومت میرا ہات چڑتا اُسے — یو مال ہور ملک سب سنپڑتا اُسے
دریغا بڑا غم ہے منج دل منے — نجانوں ہجن ہوے کس تل منے
پشیاں اس دہات ہوتا اچھے — اپس ہیچ جھک جھک روتا اچھے
صبا اٹھ کرے خیر خیرات بھوت — که ہوتا که فرزند اپسے تُرت
خدا کے ولی خوب اچھے کوئی جہاں — ننگے پاؤں سوں جائے چلتا وہاں
منگے جا کے پہلے یہی مدعا — کرے خدمت ہور اون کی لیوے دعا
سدارات دن اسکوں یہی کام تھا — نہ نیں نیند نا دن کوں آرام تھا
ہوا اس فکر کے فکر تھے ادہیڑ — لیا دو کہہ بچارے کوں چوندہر تے گھیر
سٹیا بادشاہی تھے امید سب — وہ چنتا ہوا من میں غم بھید سب
پھرایا قناعت سٹیا تن کے بھیس — چھپلے بیٹھیا گھر میں چالیس دیس

وزیراں جو دولت کے تھے ٹھار ٹھار ملے شہ کے دربار سب ایک بار
(جگہ جگہ)

جو کوئی جو وزیراں منے خاص تھے جو شہ سوں دھرنہار اخلاص تھے

سوادیس ہور صالح ابن حمید یو دونوں کمر باندھ ہو مستعید

مہابل کنے پیش ہوئے سوں بچار بھجن کرنے دو کہہ شاہ کا کر قرار
(سوچ کر) (دور)

ادب سات ال شہ کے آنگے ہوے درس شاہ کا جوں بجھا دیکھئے
(منہ)

سو غمگین دسیا شاہ کا حال سب (۲۶۰) کبودی ہو رہیا ہے رنگ لال سب
(غم سے) (دکھا) (نیلا)

بہنیر گئے ہیں دیدے دوکھوں میں پکر گئی ہے فکر تے کمر بیس کر
(آنکھیں) (اندر) (بیٹھ)

کر جاگے پہ خطرہ نہ تھا ٹھار کوچ نکل جیو جانے نہ تھا بہار کوچ
(جگہ)

کہے آکے اے خسرو نامدار رکھے تجکوں خوشحال پروردگار

توں کیا فکر کرتا ہے دن ہور رات یو کیا کام ہے توں جو پکڑیا ہے ہات

نزیک ہے جو لشکر میں فتنا اٹھے خلل ہووے ہور ملک تیرا لٹے
(نزدیک)

کہ یو کام تج شہ کوں واجب نہیں تیری عقل کوں یو مناسب نہیں

اگر کوئی شاہاں سنیں گے یو بات تو خوش یاں سے نا کسے دہات ہات
(عزت)

توں عارف ہے تجکوں ہیں کیا کہیں تیرا حال یو دیکھ کیوں چپ رہیں

شہنشاہ اس بات کوں سون کر دیا جاب معقول یوں چون کر
(سن) (جواب) (سوچ)

کہ اے خیر خواہاں او (زیادہ) کہہ فام کے ۔۔۔ تردد کر نہ سار ہر کام کے

ہیں اس وقت وو شاہ گنبھیر (بردبار عظیم الشان) ہوں ۔۔۔ کہ جوڑا نہیں منج جہانگیر کوں

کہ شاہاں نہ سوئیں میرے دہاک تھیں ۔۔۔ لرزتے مرے عدل کے ہانک (آواز) تھیں

جو ہٹ کر اگر ہیں دھروں دل منے ۔۔۔ تو دشمن کوں رہنے نہ دیوں تل منے

(جو ہٹ کر اگر میں کروں دل میں وند (مخالفت) ۔۔۔ تو رہنے کسی کوں نہ دیوں اندگند (نام ونشان))

کسی شاہ کا ڈر نہیں کچ مجھے ۔۔۔ ولے ایک یو غم کیا ہچ (بیکار) مجھے

شہاں ہیں اگرچہ ہوں ہیں چک پتی (شہنشاہ) ۔۔۔ ولے گھر کوں نیں کوئی دیوا (چراغ) بتی

یہی ہے میرے دل کوں دھڑکا بڑا ۔۔۔ سو کیوں ملک مج بعد ہوگا کھڑا

اسی واسطے سخت دلگیر ہوں ۔۔۔ نہیں حال کوچ مج تے تغیر ہوں

وزیراں سنے شاہ سوں یو بچار ۔۔۔ شہنشاہ کوں دھیرک (دلاسا) دے سب ایکبار

نجومیاں کو یکدہرتی (فوراً) حاضر کیئے ۔۔۔ چھپا شاہ کا راز ظاہر کیئے

دیکھے کھول جیوں شہ (تمام) کے طالع توہی ۔۔۔ خوشی سب کے تیں لکھ دکھائی نوی (نئی)

ستارا اٹھا جاگہہ شہ بخت کا ۔۔۔ ہوا وقت خوبی کیرے (کے) وقت کا

شہنشہ کے طالع قوی پائیکر (پاکر) ۔۔۔ بشارت (خوشخبری) دیے شہ کوں یوں آئیکر (آکر)

کہ اے بادشہ بھوگنی بخت ور (قسمت والا) ۔۔۔ توں فرزند کے کارن اب غم نہ کر

یمن کے جو راجے کی بیٹی ہے ایک — چندر سور کھاتے ہیں شنک اسکوں دیکھ

اوسے منگ تج شاہ کوں وو سجے — کہ دیگا خدا اس تھے فرزند تجھے

سنیا اس بشارت کو جوں شہسوار — خوشیاں سات گھر میں تھے نکلیا بہار (باہر)

پریشان خاطر ہوا جمع نو — لگا دیپنے (چمکنے) من کیرا (کا) اس شمع نو

کیا سجدہ اس وقت شکرانے کا — سو پایا جو تھا مدعا پانے کا (پھر سے)

مہاراج گنبھیر عاصم نول — چڑیا دیک ایس ہات اقبال پل

بلا بھیجیا سب امیراں کے تئیں (۲۹۰) گنی (عقلمند) پیشوا ہور وزیراں کے تئیں

دیا حکم آنند پا (اطمینان سے پاکر) بے حساب — لکھیں نامہ شاہ یمن کو شتاب

جو لکھنے کوں نامہ جوں آیا دبیر — اشارت (اشارہ) سوں من شہ کا پایا دبیر

سمجھ شاہ کے دل کے سورات (باتوں کو۔ فقرات) کوں — لکھیا نامہ بیگی (جلدی) کر اس دھات سوں

کہ اے بھوگنی شاہ سمرت سجن — تمھارا سدا اگرم اچھو انجمن

جہاں آفریں ہے جو سب پر قدیر — جگ آدھار (پشت و پناہ) ہے ہور جگ دستگیر

جو تمنا کوں کر بادشاہ یمن — کیا ہے عطا تخت گاہ یمن

بڑے ہیں تمھیں نیک نامی میں آج — دسیں بے بدل احتشامی (حشم) میں آج

بہوت دن تھے منج دل میں اے شہسوار — محبت تمھارا کیا ہے قرار

اگرچہ ہیں ظاہراً دو ہیں دور   ولیکن ہیں باطن میں دونوں حضور
میرے دل میں یوں آوتا ہے اتال   جو ظاہر و باطن اچھے ایک حال
تمھارا میرا گھر سو ہے ایک گھر   تمھارا کہیا ہے میرے سیس اوپر
ولیکن سنیا ہوں میں تمنا کوں ایک   اتم پاک دامن ہے فرزند نیک
اگر اس میرے عقد میں لیا نگے   میری نسبت کر مجھ کو دکھلائینگے
تمھارا وفا وار کہلاؤنگا   عزیزاں کے شرطاں بجالاونگا
محبت سوں گذران کر بات کوں   کیا ختم نامے کو اس دہات سوں
جو کچھ خلعتاں خسروانی اتھے   جو کچھ تحفے نادر شہانی اتھے
انھا مرتبہ خسروانی جتا   کئی لک وضا سوں مہیا دیتا
دیے دبدبے سات حاجب سنگات   تُرت بات لائے مراتب سنگات
آنگے مہتراں سوں خزانا کئے   یمن کے کدن خوش روانہ کئے
ایکیک ملک یکیک شہر یکیک لات   یکیک گڑھ یکیک کوٹ لک دہات ہات
النگتے النگتے چلے تا یمن   خبر گئے یمن کے شہنشاہ کن
کہ شہ مصر کے ملک کا بے نظیر   حجابت کوں بھیجا ہے اپنا وزیر
جو شاہ یمن شہر سنگار سب   کتک سات رچ اپنا بہار سب

مجالس بھرا خسروی شان سُوں   بلا بھیجیا سب کوں بہو مان سوں
وو نامہ سراسر پڑایا تمام   سو مقصود خاطر ہیں لیایا تمام
ہوا خوش لکھے سو ہر یک بین پر   لے نامہ رکھیا آپ نے نین پر
قبولیا جکچ لیایئے سو یادگار   رکھایا جتن یاد سوں ٹھار ٹھار
نوازیا سکل خاص ہور عام کوں   دیا خلعتاں سب کوں اکرام سوں
جو شاہ یمن شادمانی کیا   بڑی میہمانی شہانی کیا
دیا اپنی بیٹی کوں اس شاہ کوں (۲۲۰) بندیا عقد سورج کوں اُس ماہ کوں
تمام اوس عروسی گیری کاج کی   کیا مستعیدی بڑے ساج کی
زرینا نکے بجید نچھل دُرج کاں   بڑے مول کے تحفے لاک درکاں
پریاں سی کنیزاں اتم ذات کیاں   چنچل چھند بھریاں سورج دہاکیاں
ہر یک صاف تن ڈھال موتی دیسے   نوے رنگ جالی میں جوتی دیسے
سبھی کسوتاں انکوں رنگ رنگ سب   ہر یک خوش نما ہور خوش آہنگ سب
غلاماں کیتک خوب صاحب جمال   سُنا یا نڈے کھنڈیاں کیتک کروڑل
کیتک طبلے کے مثل تاتار کے   کیتک فرش ہمیل زرتار کے
دریائی تزنگ ہور ہتی بے شمار   امولک کیتک جنس کے یادگار

جو تھا مرتبہ جھینسز کیرا جِتیا کیا مستعد یک طرف تھے وِتا
بڑے مرتبے سوں سراہے حساب لکھیا مصر کے شاہ کوں یوں جواب
کہ اے بادشہ جگ پتی نا مدار تیری بادشاہی اچھو برقرار
سدا فتح و نصرت سوں توں راج کر بسے لگ دینا نِت تو ے کاج کر
توں دریا ہے گنبھیر گن گیان کا کہ ہوتا توں فرزند سفوان کا
دیا کر جو مجکوں کیا یاد توں سو روں روں کوں میرے کیا شاد توں
نوازیا مجھے ہور کیا سرفراز بڑے عمر کی بیل تیرے دراز
جو کچھ امر تیرا سوں میں سر لیا قبول آپنے جیو دل سوں کیا
کہ میری جیا کا توں جیو دان ہے فدا تج پہ او پاک داان ہے
جو مجھ ہور فرزند نہ ہوتا اگر تو یکبارگی کرتا فدا تج اوپر
مبارک تجھے خواستگاری اچھو یو ناری سدا تجکوں پیاری اچھو
لکھیا یو نوازش کر اس دہات سات بڑے غلغلے ہور مراتب سنگات
انند کی خوشی منگ اللہ کن دیا پالکی بھیج اُس شاہ کن
جو منزل بہ منزل سو آنے لگے انبر ہور دہرت جگمگانے لگے
شتابی سوں چل رات دن آئیے جو زیبا رتن شاہ تئیں لائیے

جو نزدیک جوں مصر کے آئیے　　آنگے ایک حاجب کوں دوڑائیے
جو عاصم نول شہ خبر پائیا　　اُس سات خوشیاں منے آئیا
منگے نیوں انگے اُس کی آیا مراد　　جکچ دل منیں تھا سو پایا مراد
(پایا)
کیا کاج کا ساج خوش ٹھار ٹھار　　ہوا جگ میں یو کاج سب آشکار
وو محلاں چترسوں چتارے تمام　　صدر خسروانی سنوارے تمام
(عقلمندی　تصویریں بنائے سنوارے)
تماشاں سے اسمان کے تا ڈھول　　بچھانے لگے جاں تہاں کھول کھول
بٹے باٹ دہگ نورتن کے بچھائے (۲۵۰) مرصع کے خوش بارگاہاں اُچائے
(جگہ جگہ)
کدم زعفراں کوں گلانے لگے　　گلاں حوض خانے بھرانے لگے
پپا مشک پھُل نیر میں گھال کر　　دکھائے نوا ایک برش گال کر
(گلاب　حل کرکے)
ملے مجلساں ہور وزیراں تمام　　سلحدار سردار امیراں تمام
رنگا رنگ ہوا شاہ کا بہار سب　　جھلکنے لگیا جڑت سنگار سب
(جڑادی)
ہوئے مستعد سب خوش آنیکے سات　　انند پر انند لک خوشیاں ہات ہات
رنگیلا حشم گت سو ہر ٹھار رچ　　چھپیا راستا بھار پر بھار رچ
(مزا)
اپے شاہ عاصم ادک ذوق سوں　　اُس پایکر من میں اس شوق سوں
(بہت)
نکل کر کھڑا جوں شہ دانیاں　　خوشیاں تھے کھلیا ہے بدن جوں گلال
(کھلا　پھول)

منگا شاہ تیزی پون سا شتاب — نہ صاوج رکھے کوئی اس کا رکاب
سو ہاتاں منے چین کر ہست کر (۳۶۰) اتم ذات تیزی کے اوپر ال چڑ
یکس[ف] طرف قیصر جو پکڑیا ہے زین — کہ دوجی طرف شاہ فغفور چین
چلیا سامنے ہونے اس حور کوں — نِچھل نور کے پاک سمدور کوں
دماے لگے پیٹ سوں گا جنے — بجنتر ہر یک جنس کے با جنے
اُٹھے بول جنتر دو تارے تمام — لگے گاؤنے گا ہنارے تمام
اگر عود عنبر جلانے لگے — بخوراں کے آسمان چھانے لگے
دِکھے لوگ اس حور کے شاہ کوں — ملے سامنے آکے بھومان سوں
ہوئے دو طرف تے سلاماں لکیاں — ملے ہور کھلے جوں کلیاں ڈالکیاں
دے تعظیم سب کوں کیا بات شاہ — لے دُنبال سب کوں اپن سات شاہ
جیوں آیا نکل شاہ میدان میں — اوجالا پڑیا سات آسمان میں
محل دار ہر یک وو صاحب جمال (۳۷۰) اڑانے لگے شہ پہ تنگے رومال
رومالاں کے عکساں جھلکنے لگے — ہوا پر سو بجلیاں چمکنے لگے

[ف] اُدھر شاہ فغفور اِدھر شاہ چین — دونوں مل کے پکڑے ہیں شہ کیرا زین (ح)

بھرے تھے ہریک ٹھار یوں خاص و عام — جو چھپ گئے تھے یکدہر تے تارے تمام

منی ہست آنگے سہا تے اتھے — پہاڑاں مگر چل کر آتے اتھے

ہریک ہست ہمثل مقبول خوب — مرصع کی پیٹیاں اُپر جھول خوب

ترنگ باؤ کے پاؤں کئی لک ہزار — جنہیں ہیں چپارے سکے نا چپار

بچکتے اپن چھانوں دیکھ ٹھاوں میں — مرصع کے لوڑ ہر یک پاؤں میں

نفیریاں و بر غم اٹھے یوں تراٹ — سینے آسمان کے گئے پھاٹ پھاٹ

سنتے باد ئے بھرلے پھل نیر سوں — چھڑکنے لگے چوکدہن دہیر سوں

جو آہستہ ڈگ ڈگ چلانے لگے — چندر سور بھانت ہو سرانے لگے

نظر تل دسیا سارے عالم کوں یوں (۳۸۰) سلیمان شہ عاروس بلقیس جوں

اپن شہر میں شاہ جیوں آئیا — محلاں میں سب کوں بلا لائیا

جو اس حور کی آئی جیوں پالکی — خوشی ہوئی زیادہ نول لال کی

شہنشاہ جیوں لاک درجے سنگات — چلالے کے خلوت میں تعظیم سات

واشوق پر شوق اس شاہ کوں — سو دیکھیا گھونگٹ کھول اُس ماہ کوں

عن - ملک لاک وضع سوں سرانے لگے (ح)

تجلّی دیکھت ویں ہوا بے قرار — سو دوڑائیاں دل کوں بے اختیار

لطافت سوں کر صلح ہور جنگ کوں — مدن کامنا ہو گیا سنگ سوں (کا مدیو)

اسی رات اُس سات صحبت کیا — مدن کامنی مد پہ عشرت کیا

خوشی سوں لیا شاہزادی کے ہات — پندیا اُس کے گوہر کوں الماس سات

میسر ہوا ذوق دن ہور رات — انند پر انند لاکھ خوشیاں دہات ہات

یکایک جو قدرت کیرا ایل ہوا (کا، مہربانی) (۳۹۰) کیتک دن کوں امید کا پھل ہوا

حکایت تولد شدن سیف الملوک

الٰہی جو صاحب ہے سنسار کا — جو دیتا ہے منگیا مگنہار کا (مانگنے والے)

جو بیٹا دیا شاہ کوں بے بدل — چندر سور تے خوب نرمل نچھل

سو عاصم نول شاہ پایا اپس (بہت) — بہر حال فرزند ہوا کر اپس

خزینے دفینے جو کھولن لگیا — رتن ہیر کے راس کھولن لگیا (انبار)

گنایا ترت جگ ہتے کاج پول — گنا نا سکے جگ میں کوئی راج پول

دعا سوں اچھا ہات بہوت صدق سات — منگیا اپنے فرزند کوں بیحد حیات

خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک (اچھا، نیک) — سو سیف الملوک کر رکھیا ناوں نیک

جو تھا صالح اس شاہ کیرا وزیر — خدا اُس کے حق پر ہوا دستگیر
اُسی رات اُسے ایک بیٹا دیا — دیوا (چراغ) اُس کے گھر کا سو روشن کیا
مبارک گھڑی میں وکھیت فال او — سو ساعد کر اس کا رکھیا ناؤں سو
جو اس حال تھے شہ کوں اپڑے خبر — پھوکیا سر (پھر سے) تھے بھی خرمی پائیکر
بلا بھیجیا بیگ (جلدی) صالح کے تئیں — کہیا یوں کہ اس دہات منگتا ہوں میں
جو یو دونوں بالک مل یک ٹھار اچھیں (رہیں) — بڈہیں (بڑہیں) ایک دل ہوکہ ہور یار اچھیں
منگا بھیج ساعد کوں ویں شہر بار — دو دائیاں رکھیا دونوں کوں ایک ٹھار
خوشیاں سوں نجومیاں کوں بھیجا بلا — دیکھیا شاہ زادے کے طالع کھلا
سو طالع ہیں اس کے یوں آیا نکل — کہ چودہ برس میں بیکا یک اول
بڑا غم اُسے ہو کہ دیکھلائے گا — گذر یے (بہت) جفا اُس اُپر جائے گا
تماشا دیکھے گا بہوت دہات — ہلاک ہوئیگا خلق اُس کے سنگات
ولے شادمانی ہے آخر اُسے — بڑی کامرانی ہے آخر اُسے
سُن اس بات کوں شہ برامان کر — توکل کیا اپنے رحمان پر
بہر حال دونوں کو پالن (پالنے) لگیا — سو تل تل کوں اسپند جالن (جلانے) لگیا
برس سات (چار) کے جیوں یو دونو ہوئے — معلّم کوں یک خوب پیدا کیے

لیجاکر جو بسلائے مکتب منے | لگے پڑنے دن رات دونوں جنے
کئے علم تحصیل اس وہات سوں | جو دم مار کوئی نا سکے بات سوں
ہوئے خوشنویسی کے یوں ہات میں | جو ساتوں قلم آئے تھے ہات میں
بتر اندازا ایسے ہو نکلے وو دوئے | برابر ان کے تنہا جگ ہیں کوئی
قوی دست یوں کس میں کامل ہوئے | جو رستم تے یکدہات فاضل ہوئے
ہوئے مستعد زور سادہن سنے | رسیدے ہوئے ہر ہنر فن سنے
ولے شاہزادہ سو مقبول تھا | مگر جیو کے ڈال کا پھول تھا
اگر ہوئیں پیدا سورج لاک لاک (۴۲۰) | تو آنا سکے اس کے سم کوئی ٹاک
کدہیں بہار سواری جو جاتا اچھے | دیکھیں شہر کا خلق آتا اچھے
جو کوئی اسکوں دیکھے سو عاشق ہوئے | گنوا ہوش بیہوش مطلق ہوئے
طلبگار ہو یک دن آنند سوں | طلب جو کیا شاہ فرزند کوں

داستان طلب نمودن بادشاہ وعطا کردن خلعت وعاشق شدن سیف الملوک

سو یک دیس سیف الملوک جگ اجال | شہنشہ کے جیو کے چمن کا نہال

محبت سوں ہو ایک تن ایک دل — گئے بخت ور جاں ساعد سوں مل

چلیا شہ کوں تسلیم کرنے بدل — ادب سات سر ہوئیں دھرنے بدل

دیکھیا شاہ دونوں کے تئیں جو نجھا — سونے ہور روپے کے دو کرسیاں منگا

کیا امر بیسو کر دوئی کوں — لگیا دیکھنے بھر نظر دوئی کوں

ہوا من میں خوشحال اس دہات سوں — کہیا جائے نا او کسی بات سوں

ابلنے لگیا پیار کا دل میں شوق (۴۳۰) منگایا خزنیے میں تے یک صندوق

سو چوندھر جڑت یوں جڑے تھے اسے — جو طاقت نہ تھا اس نجھانے کسے

وو صندوق کھول ایک انگشتری — جھمکتا نگینا سو جیوں مشتری

نچھل زر زری خوب زربفت ایک — یو دو وست کوں کاڑ اپے شاہ دیکھ

سو سیف الملوک کے دیا ہات میں — ہو خوشحال بہو تیج اسی سات میں

منگایا اتم ذات تیزی الوپ — پون ساز جلدی میں اپروپ روپ

کیا پیش کش ہور نوازیا بہوت — بلا کر کہیا اے میرے منکے پوت

یو تیزی اتم ہور یو انگشتری — یو زربفت نرل نچھل زر زری

میرے تئیں دیے تھے سلیمان بھیج — پریاں ہور دیوان کے سلطان بھیج

عجب کچھ خزنیے میں میرے ہیں یو — دیا ہوں تجھے میں کہ تیرے ہیں یو

کہ مج تج بغیر کوئی فرزند نیں عزیز ارجمند ہور دلبسند نیں
یو بستاں تجھے آرزانی اچھو تیری عمر کوں جاودانی اچھو
خوش اس دہات فرزند کوں سمجھائیا دے تشریف دونوکوں بھوڑا ائیا

مائل شدن سیف الملوک بر تصویر بدیع الجمال

عجب رات نرمل تھی اس ڈن کی رات جھمکتے تھے نوراں ہیں لک ڈہات
نکل آئیکر چاند تاریاں سیتے جھمکتا اتھا جگمگا ریاں سیتے
چھل چند نا سب میں پڑتا اتھا سو جیوں دودھ کیرا دو دریا اتھا
ہنے بن پون مہکاتی اتھے چمن در چمن لک لکاتی اتھے
خوش ایسی چھل چندنی دیکھ رات لے ساعدکوں سیف الملوک آپ سنگات
صراحی و پیالے کی مجلس بھر آپ لگے ذوق سوں پینے بھر بھر شراب
چھل گا ہنارے سو گانے لگے ریجھانے کے باجے بجانے لگے
مجالس جمے راگ ہور رنگ سوں ہوئے مست پیالے کیرے سنگ سوں
ادہی رات گئے ہوئی ایسے دہات رہے ماندے ہو نیند کیرے سنگات

ہوئے لوگ یکدہر تھے سب ٹھارے ٹھار   یکیٹ شاہزادہ سو تھا ہوشیار

یکایک سو دل کوں لگیا جیوں تلاش   سو ہمیشل (اکیلا) زر لفبت کا وو تماشش

دیکھیا کھول کر سر بسر جیوں آپنے   سو تصویر پایا عجب اس منے

دہ (وہ) تصویر دیکھ دیں دوانا ہوا   وہی عشق کا اسکوں بھانا ہوا

پس میں لگیا رووںنے زار زار (وہیں)   سو پڑنے لگیا بے خبر ٹھار ٹھار (بہانہ)

وو صورت نظر میں رہی چوب کر   سو جاگا کیا دل منے خوب کر

دیا سنگ ساریاں کیرا چھوڑ کر (چھپ کر)   لیا کھینچ دم سب تھے مکھ موڑ کر

اندھارے بھری کوٹھری میں یکیٹ (ساتھ) (تنگ) (تنہا)   سو جا پر رہیا بے خبر ہو نپٹ

دیوانہ شدن سیف الملوک

جو ساعد ہوا نیند سیں ہوشیار (۴۶۰) لگیا دیکھنے تائیں انکھیاں پسار

نظر نیں پڑا شاہزادہ کہیں   لگیا ڈھنڈنے حیران ہو ہر کہیں (آنکھیں) (پھاڑ)

سو پایا اندھارے منے ایک ٹھار   پڑیا تھا اکیلا دو کنوں بیقرار

آنجھو انکھیاں میں تھے ڈھلتے اچھے   ندیاں ہو کے دو دھرتی چلتے اچھے

نہ ذرّہ خبر کچ اُسے ذات کی   نہ طاقت زباں کو ہے کچ بات کی (طرف سے)

جتا ساعد اسکوں اُچانے کوں جائے   جتا پاؤں پڑ کر منانے کوں جائے
اٹھانے

وتا آپیس دکھلا بیہوش کر   ندے جاب چپ رہے فراموش کر
اپنے آپ کو   نہ دے جواب

اٹھیا ساعد اُس دیکھ کر تلملا   لیا ہتیاں سوں کمر بسیلا
جھلا

جو درحال شہ کوں خبر جا دیا   یکا ایک شہ کا سینا تڑخیا
سینہ تڑکا (پھٹ گیا)

جو دکھین کوں بیٹے کے آیا نزیک   سو بتیاب سختیچ پایا ادیک
بہت سخت   بہت

کہیا یو نجومیاں کیرا قول ہے   وہی رنج ہے ہور وہی ہول ہے
کا

جو کچھ شاہ کیرا جو ایمان تھا   سو سیف الملوک جان سو جان تھا
کا

ملک مال پر شہ کوں دل نا اچھے   دیکھے باج بیٹے کوں تل نا اچھے
بغیر

جو مجلس بھرانے کے تئیں بھار جائے   تو فرزند کوں دل منے یاد لیائے
باہر   لائے

کدہیں ٹک جو دلگیر پاوے اسے   نکل دیہ ہیں تے جیو جاوے اسے
کبھی ذرا   تن سے جان

صبا اوٹھ بلا دور دے بے شمار   ہتی ہور گھوڑے ہزاراں ہزار
صبح صدقہ   ہاتھی اور

سنا ہور روپا باند کھنڈیاں بٹاے   جواہر کے راساں لیکر آ لوٹاے
سونا چاندی   انبار

دیکھیا یوں جو بیتاب یکبار گی   کمر بیس گئی ہور لگی تاگ بگی
بیٹھ اور

سو اُس وقت پر کس کوں نا کر خبر   مبادا نظر کچ لگی ہوئے کر
کچھ

دعایاں کوں دھو دھو پلانے لگیا   لکھیا تعویذاں لیا باندھانے لگیا
دعاؤں   لکھوا کر لا

علاج کردن سیف الملوک

جتے (جتنے) تھے حکیماں اپن (اپنے) شہر کے   حلب چین ہور ماورالنہر کے
شتابی سوں (سے) فرمان صادر کیا   وتیاں کوں بلا بھیج حاضر کیا
کتے (کتنے) وضع سوں سب کے دل ہات لیے   کہیا (انھوں / کہا) مہربانی سیتی (سے) لا گلے (گلے لگاکر)
جو فرزند میرا ہے سیف الملوک   فدا اُس پہ تھے مال ہور یو مُلک
مجے اُس بغیر کوئی فرزند نیں   عزیز ارجمند ہور دلبند نیں
ہوا ہے یکایک جو بیتاب یو   کہ دینا نہیں ہے کسے (کسی کو) جاب (جواب) یو
کریگا دوا جو کوئی درد فام   دیوُونگا اُسے بادشاہی تمام
سُن اس بات کوں شاہ گنبھیر تے   اُٹھے سب حکیماں سو یکدیر تے
کہے شہ کوں سب درد ہمن فام (ہمکو معلوم) ہے   کرینگے دوا یو کتا (کتنا) کام ہے
حکیماں دیکھین (دیکھنے) ناڑی (نبض) جیوں آئے ہیں   درد ظاہر اکچ نہیں پائے ہیں
ہوئے یک طرف تے پشیمان سب   رہے درد نافام حیران سب
جو اُس درد کا جنس کچ ہووتا   تو دارو و درمن کوں رُچ ہووتا
سچیں ہر درد کوں ہے ہر کیں دوا   ولے عشق کے درد کوں نیں دوا

اچھے جس کے تئیں عشق کا درد جو — بیچارے حکیماں کریں کیا کہو
مسلم شہنشہ ہوا لا علاج — نہ تھا کام اسے کچ بیٹھے روئے باج (بغیر)
ہوا گھابرا اشادمانی سٹیا (پریشان، کھویا) — ہنپٹ نیند دانا و پانی سٹیا

رفتن ساعد پیش سیف الملوک

سو یک دیس آئے وزیراں سکل (دن، تمام) — کہے شاہ کوں یوں کہ اے شہ نول
کچ اس بات تدبیر کرنا بھلا — کچ اس فکر میں پاؤں دھرنا بھلا
نہونا[ن] اپتے (اپنے) وضع سوں گھابرا (پریشان) — کہ رہنا تج اس دہات سوں ہی برا (سے، تم)
سراندیل تر اسب پشیمان ہے — دکھی ہو مسلم پریشاں ہے (بھجے)
اپن درد تھے ہوا پے دردناک — نزیک (نزدیک) ہے جو سیف الملک ہو ہلاک
بھلا ہے جو ساعد ٹک اس کے نزیک — اچھے (رہے) اس کے دوک (دکھ) درد میں ہو شریک
وہی اس کے دل کا سوانت (بھید) پائیگا — وہی اس کوں مارگ (راہ) منے لائے گا
شہنشاہ کوں خوش لگیا یو بچار — دیا بھیج ساعد کوں بیٹے کے ٹھار

ن؎ کہ یوں گھابرا ہوونا خوب نیں — مکھ انجھواں سوں یوں دہوونا خوب نیں (ح) ا

گیا شاہزادے کے جیوں ا و نزیک — لگیا روونے زار اُ ستے ا دیک (اور زیادہ)

کہیا یوں کہ اے لال صاحب جمال — نہ سورج چندر میں ہے تیرا مثال

ترا نور ہر ٹھار معمور اچھو — ترا دل خوشیاں سات جم پور (بھرا) اچھو

ہے مج نین کوں نور تج نور تھے — سدا سور (خوشی) مجکوں تیرے سور تے

اَدہر (لب) کھول مج سات کچ بول توں — ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول توں

کہ تیرا سدا میں وفادار ہوں — ہر ایک ٹھار تیرا میں غمخوار ہوں

یکایک یو آیا ہے کیا فکر تج (تجھے) (۵۱۰) لگیا ہے کسوں دھیان ہور ذکر تج

نظر کس سورج پر پڑی جگ کیرے — جو یوں نت (ہمیشہ) اُبلتے ہیں جل (پانی) کے جھرے

ترا چاند کن (کون) ہے توں کس کا چکور — جو تلتل (لحظہ لحظہ) کوں ہوتا ہے توں طور طور

کہے باج توں کچ مجے فام نیں — سنے لگ میرے دل کوں آرام نیں (متغیر)

مجے کھول کر توں کہے تو بھلا (اچھا ہے) — وگرنیں تو میں کاٹ لیونگا گلا

کر میں تے وَیں اپنے خنجر کوں کاڑ (نکال) — گیا آپنا پیٹ لینے کوں پھاڑ

دیک ایسے حال درحال سیف الملوک — پکڑ ہات ساعد کیرا دیکہ موک (منہ)

برہ آگ سوں جل بلا آہ مار — انگارے نین (آنکھوں) میں تے (سے) ڈالیا ہزار

پچھانیا کہ ساعد وفادار ہے — اپن (اپنے) دوکھ ہور درد کا یار ہے

وو زربفت کا پارچہ لائیا ۔ جو تھی صورت اُس میں سو دکھلائیا

کہا میں اسی کا دیوانا ہوں بہوت (بہت) ۔ (۵۲۰) اگرچہ اپن ٹھار دانا ہوں بھوت

یہی روپ (صورت) لبدائیا (نائل کیا) ہے مجے ۔ یہی حسن بےسُدہ (بیہوش) کیا ہے مجے

کہیں روپ دنیا میں اس سار (طرح) کا ۔ نہ دیکھیا ہے کوئی خلق سنسار کا

کہ لگتی ہے بُئی (بہت) دل کوں حیرانگی ۔ نجانوں چھوٹے کیوں یو دیوانگی

سنیا راز ساعد اپن یار تے ۔ رضا لیکر آیا جو اُس ٹھار سے

شہنشہ کوں تسلیم آکر کیا ۔ سو او صورت حال سب بولیا

پارچہ زربفت آوردن پریاں

عجائب لگیا شہ کوں اس بھید پر ۔ کہیا کھول تو سب کوں یوں سر بسر

وو زربفت جو میں دیا تھا اُسے ۔ جو خوش ہو عنایت کیا تھا اسے

میں یک دیس بیٹھیا اتھا تخت پر ۔ سو دیکھیا یکایک اُسی وقت پر

عہ ۔ اٹھیا سو کیا شاہ کوں وہیں سلام ۔ سو وہ صورت حال بولیا تمام (ح)

عہ ۔ سونیا کان دھر شاہ جیوں سر بسر

جو بارا (ہوا) اٹھا اک بڑے زور کا دہلارا (آندھی) اٹھا سخت شر شور کا
چھپیا تھا گگن (آسمان) اس دہلارے تلیں (۵۳۰) پریشان تھا خلق بارے تلیں
سو ویسے ہیں واں تے نکل بہار کوں کیتک شہ پریاں علیں جھلکار سوں
میرے تخت کے آنگے آیاں تمام کیاں مجکوں دیک یکطرف تھے سلام
کہیاں منجکوں اے صاحب تخت و تاج ہمنکوں سلیمان بھیجا ہے آج
وو زربفت کا پارچہ لائیاں میرے آنگے رکھ کھول دکھلائیاں
جو تھا اس منے صورت بے نظیر بھولیا دیکھ صورت وو میرا ضمیر
لیا میں اسی وقت پریاں تے اَنٹ (ہاتھ) کہ صورت کسی کا ہے پایا میں پٹ
کہیاں کھول یوں منج او پر کر کرم یو لیایاں (لائے) ہیں از گلستانِ ارم
کہ ہے شہ پری یک بدیع الجمال سو یو پاک صورت ہے اُس کا مثال
او شہبال بن شاہ رخ راج (راجہ) کی سو بیٹی ہے اتِ (بہت) شرم ہور لاج کی
پرے ہور پریاں جہاں لگ تمام (۵۴۰) کریں آکے شہبال کوں سب سلام
وو زربفت بے مثل نا ہووے کر یک انگشتری ایک ترنگ (اُجلا) تس اوپر
لیکر آئیکر (ناہوکر = علاوہ) پیش کش منج کیاں (کئے) یکا ئیک سب غیب ہو کر گیاں (گئے)
نہ جانیا میں اس دہات ہوئیگا کر کہ اصلا نہ تھا کچ منجے یو خبر

سلیماں تو نیں ہے جیتا اتال — کہ دستا ہے مج سربسر کام کھال
یہاں کون ایسا ہے جان ہور پچھان — جو دیوے گلستان ارم کا نشان
لگیا فکر آشہ کوں اس دہات کا — معما دسیا مشکل اس بات کا
اندیشے منے پڑ ہو دلگیر ادیک — ہلکوں شاہزادے کے آیا نزیک
کہیا اے میرے من کے نوری نہال — اوجالا دو جگ کا سو تیرا جمال
توں جس روپ کیرا دیوانہ اہے — او ڈھنڈنے سو عالم میں پانا اہے
اونا لا انکو ہو کہ تج زبان ہے — (۵۵۰) او تالا کرن ہار نادان ہے
تجے اس وقت پر صبوری بھلی — توں عاقل ہے تج عقل پوری بھلی
پچھانت سیتی خوب پچھان توں — نہ کر یوں اپس کوں پریشان توں
کنیک دیس خاطر کوں ٹک جمع راک — درد دو کہ تھے کر لے سینے کو پاک
جو لیو دل پرے میں کلا بات پاؤں — خبر تیرے مقصود کی ٹھاؤں ٹھاؤں
جو اس دہات سوں منگ مہلت لیا — سو لوگاں سوں ملک ملک بھیجیا
پتیا باپ کی بات سیف الملوک — رہیا دم پکڑ چھوڑ دے درد دوک

بن ۔ رہے جیو پکڑ کیوں تو بیٹیا اتال (ح)

لگیا[ن] پھر نے خوشحال سا عد سنگات — پکڑ کر رہیا وو اسے دن و رات

فرستادن رسولاں شہر بشہر در تفحص گلستان ارم

گھر سنج اس بے بدل گنج کا — کہے کھول یوں قصہ اس رنج کا

جو[ن] گئے تھے رسولاں تمام ایک بار — لگے ڈھنڈ نے عالم منے ٹھار ٹھار

سو ڈھنڈ نے لگے کرا و نا لا اتمام (۵۶۰) — سٹے جا کے عالم پہ جالا تمام

خراسان روم ہور شام ہور ختن — حبش ہور گجرات دلّی دکھن

عراق ہور شیراز رے ہور خجند — بخارا بلخ یزد ہور سمرقند

سمنجاں کا شان سنجان سب — حلب چین توراں ایران سب

ملتا آگرہ ہور سنگل پرتگال — سو مشرق و مغرب جنوب ہور شمال

لنکا پڑ لنکا ہور بنگالا و گوڑ — بچارے جدہر کے ادہر دوڑ دوڑ

[ن] نظر را کہہ مقصود پر کھول دل — لگیا پھر نے خوشحال سا عد سوں مل (ح)

[ن] کہ جیوں لوگ مستید ہوا ایک بار — گئے تھے خبر لیاؤ نے ٹھار ٹھار (ح)

گئے یک طرف تھے جگت تل اوپر   پنائے گلستاں ارم کا خبر
برس ایک لگ سب پریشان ہو   پھر آئے مصر کوں پشیمان ہو
[ن۱] سنیا جیوں یو احوال سیف الملوک   لگیا غم یہ غم کرنے ہور دوکھ یہ دوک
اندہارے پھرے گھر منے جائے کر   پڑیا دہرتری (زمیں) پر سوا ڑرائے کر
سنیا غم سیتی کوٹ لینے لگیا   کر اوس نار کوں یاد رونے لگا
صبوری کے پیرہن کوں ٹکڑے کیا   سو بیہوشی کے ہات آپس [ن۲] دیا
[ن۳] لگیا عشق دن رات کا ڑہا اُسے   اڑایا نپٹ ہو کے آرا اُسے (اپنے آپ کو)
سنگاتی کون اپنے پکارن لگیا   نہ سہہ سکہ برہ (فراق) آہ مارن لگیا
کرے یاد تِل تِل رووے زار زار   پڑے [ن۴] بے خبر ہو بیکر ٹھار ٹھار
خبر پائے کر ٹک جو ہشیار ہوے   نزیک آپنے تو نہیں دیکھ کوئی

ن۱۔ سو سیف الملک یو خبر سون کر   لیا برہ اگن میں آپس بہون کر (ح)

ن۲۔ جمیا دلکوں یکد ہرتے پیر دو کہہ دیا۔ (ح)

ن۳ گلیا عشق دن رات کاری اُسے   دسیا تنگ زنداں ہو بھاری اُسے (ح)

ن۴ آپیں بے خبر ہو سینا پھاڑ پھاڑ (ح)

وہ صورت رکھے آپنے نین تل — اُس[1] اوپر تے جاوے اد کہہ پل پل

کہے یوں کہ جم من کی دلدار توں — میرے من میں نس (رات) دن لسنہار توں

تو[2] کس سمد کی ڈہال موتی ہے کی — توں کس کہان کی لال جوتی ہے کی

کس اسمان کی ہے چندر بھان توں — کس اقلیم کی ری (آری) ہے سلطان توں

ہے پھُل ڈال توں کس گلستان کی — (۵۸۰) جھمکتی شمع کس شبستان کی

جو اس دہات توں ہنج کوں پیدائی ہر (ہائل کی) — میرے من کوں چیت (دل) آپنا لائی ہے

نہ جانوں تجے کس گھڑی پاؤں میں — سو کیوں ڈہنڈ کاڑوں (نکالوں) تیرا ٹھاؤں میں

نہ کچ عشق کا منج خبر تھا اول — نہ کچھ (کس طرح) برہ کا منج کون ڈر تھا اول

تہیں (توہی) جم پریت (محبت) لاگتے یوں نڈہال — رہوں کیوں صبوری سو تج بن اتال

دِنے[3] دن اسی دہات بیٹھا اچھے — دکھیں اُس پیاری کوں جیتا اچھے

نول[4] شاہ عاصم لگیا تلملن — دُکھی پوت کوں دیکھ پھر پھر جلن

---

[1] - فدا اسپہ ہوئے جیوں اپنے جل (ح)

[2] ہے کس دُرج کا ڈہال موتی کنا — توں کس بُرج کا چاند جوتی کنا (ح)

[3] - مسلم اسی بھانت تپتا اچھے (ح)

[4] دلے باپ پورا لگیا تلملن (ح)

رہیا سو کھ ڈبلا تنتک تار ہو ۔۔۔ نپٹ زندگانی سیں بیزار ہو
ایس میں اپیں بھر ٹھنڈی یو داسیاں ۔۔۔ کہیا[1] آ ایکرا پنے فرزند پاس
کہ اے بے بدل نور دیدے مرے ۔۔۔ عجب کچ دیکھیا ہوں میں طالع ترے
جو کچھ فکر تج حق پہ کرنا اتھا ۔۔۔ (۵۹۰) بجا[2] ہو کے میں کر دکھائیا و یتا
جگت کوں تل اوپر کرایا تمام ۔۔۔ سو ملکے ملک اس ڈھنڈایا تمام
ہوا نیں کچ اس حد لگ اظہار جہوں ۔۔۔ کسی سے پڑیا نیں لکیت بہار اجہوں
لگیا ہے پری سات تیرا[3] جیا ۔۔۔ نہ سمجھے کسی دہات تیرا جیا
پری کوں کنے جا کے لیانا سکے ۔۔۔ کہاں ہے سو کن کھوج پانا سکے
مجے کوچ سو تدبیر دستا نہیں ۔۔۔ سو کیوں ہے کی تقدیر دستا نہیں
کریگا اگر مال و دھن اختیار ۔۔۔ تو دیوں گا تجے بے حد و بے شمار
اگر پادشاہاں کے بیٹیاں میں کئیں ۔۔۔ دل اچھتا تو دیتا ملا تج کوں ہیں

---

[1] یکٹ آ ایکر بیٹھ بیٹے کے پاس (ح)

[2] کیا فائدہ کچ نہ دیکھیا دِتا (ح)

[3] ہیا

جواب دادن سیف الملوک پدر را

سنیا سر تجے سیف الملوک جیوں بات
ہو تغیر آپس میں آپے دہات دہات

کھیا (کہیا) اے شہنشہ اگر لاکھ حور
اُتر آئیں جنت تے میرے حضور

تو ذرہ نہ ہو کس پہ میرا خیال
مجے ہو تو ہونا بدیع الجمال

کیا سعی توں کئی (بہت) میرے کام میں
لیا رنج سر خاص ہور عام میں

نہ کیتا میرے حق پہ تقصیر توں
کیا کرنے کے دہات تدبیر توں

ہوا دوکھ تجے مج کدن تے زیاد
ولے نئیں ہوا تج تے میرا مراد

میرے دل میں آتا ہے اب یو خیال
جو لیوؤں رضا تج کنے تے اپال (اپ)

پھروں جا کے عالم کے جو پھیر میں
آپے ہو کروں اپنی تدبیر میں

سو[ل۱] کیسا ہے دیکھوں دریا کا سفر
جو لیوؤں گلستاں ارم کا خبر

لکھیا ہوئے تو ہر سند پاؤں گا
میرے آس تجے بیں واپس (پلٹ) آؤں گا

بھلا ہے جو لانا تجے بیگی (جلدی) باٹ
کہ بھوت تج پکڑیا ہے منج دل اچاٹ

ل۱۔ بری کس وضع کا ہے دیکھوں سفر (ح)

لگے برہ اس کا سو جیوں کھرگ ہنج   یو جینیا انکھیاں تل دیسے مرگ منج
(ہجر) (ہانکوار)

اپن من میں پیدا کر ایسا خیال (۶۱۰) پڑیا باپ کیرا اسلم دنبال

جو تھا شاہ اول تے رنجور پور   ہوا سر تے بھی دو کھ تلے چور چور
(پورا) (نئے سرسے) (دکھ)

کتے وضع سوں تلملانے لگیا   غطے غم کے دریا میں کھانے لگیا
(کتنے) (سے) (لگا) (غوطے)

کہیا یوں کہ فرزند منجے ہے سو ایک   کیوں اس ایک کوں یوں ضا دیکہ ٹیک
(لگا)

سکت ہے جو ین تخت بن تاج اچھول   ولے تاب نیں مج اس باج اچھول
(بغیر)

کتے قرن پیچھے منجے ذو الجلال   دیا کر دیا ہے یو نوری نہال
(برس) (بعد) (مہربانی)

نین تل تے کیوں میں ھگاؤں اسے   ستم کیوں غریبی میں بہاؤں اسے

میرا دین یو ہور ایمان ہے   میرا جیو اس پر تے قربان ہے

کیتک بار کوں پھر اندیشے سنگات   کہ کہنے لگیا کیوں رکھوں قید سات

مبادا دو کھوں تے سینا پھوڑ لے   مبادا یو جیو لے تے دل توڑ لے

دوجا ہور نیں ہے جو کوں کچ اسے (۶۲۰) کیا ہے نیٹ عشق یوں ہچ اسے
(دوسرا)

بھلا جو خدا پر توکل کروں   اسے باٹ لانے کیرا بل کروں
(بے عقل)

سفر جا کے یا من کے مقصود پائے   جفا دو کھ تے کھچ اکے یا پھر کے آئے
(بہتر ہے)

یو دو حال تھے کام خالی نہیں   بن اس فکر تے فکر حالی نہیں

برس پانچ کے مستعیدی کیا — دل اس کا منگے تیوں دلاسا دیا
نول شاہ عاصم سے کامیاب — بلا بھیج کاریگراں کوں شتاب
سو فرمائیا کشتیاں بے نظیر — ہر یک کشتی ایک ایک دریا گنبھیر
ہر ایکس میں حجرے کِتے طرح کے — تچھل تخت پوشے گھراں فرح کے
بجھتر جھجھر نقش کا ٹھار ٹھار — جہاں کا تہاں کام خوب استوار
کرے اس وضع تیں سو کشتیاں — دیک اُس کشتیاں کوں بھلے بھشتیاں
کدورت اُسے ہوئے نہ تیوں باٹ میں — نہ دک داٹ آئے کیوں جنگل گھاٹ میں
کیتک[ن] ماہ رویاں کوں خوش نار کے — کیتک مطرباں خوش آواز کے
کیتک خوش ظرافت کے نزل ظریف — کیتک بے بدل قصہ خواناں حریف
کیتک کھنڈیاں ارغوانی شراب — کیتک جنس کے نعمتاں بے حساب
کیتک خوب تحفے کیتک کروڑ مال — کیتک ذات تیزی پون کے مثال
کیتک فوج لشکر کیرے بے نظیر — کیتک ٹولے سوداگراں کے گنبھیر
کیتک جنس کے خوب باندی غلام — اپے ہو بجد مستعد کر تمام

ن۔ چونیاں ماہ رویاں خوش آواز کے (ح)

کیتیک جنس کا موپ کر بیشمار ۔۔۔ دیے^(۱ن) ساریاں کوں ترتیب سب ایکبار
ہر ایک کام پر شہ آپے ہو بجد ۔۔۔ جو کچ کرنے کا تھا کیا مستعد
سمج دہات اس بے وفا دیر کا ۔۔۔ خدا تے مدد منگ لے خیر کا
دے ساعد کوں سیف الملوک کے دنبال (۶۴۰) روانہ کیا ہور ہوا وین تدٔ ہال
لگیا رونے فرزند کے دہیان سوں ۔۔۔ بلا بھیج دیں اپنے پردہان کوں
کیا ملک اُس کے حوالے تمام ۔۔۔ سو جا خالی گھر میں اپے صبح و شام
عبادت سوں مشغول ہور ات دن ۔۔۔ دعا سات جیت لائیا چھین چھین

روانہ شدن سیف الملوک بر جہاز برائے جستن گلستان ارم

کر نہار سیر اس پرت گھاٹ کا ۔۔۔ دلوے کاڑ مارگ بول اُس باٹ کا
جو ساعد و سیف الملوک جہاز چڑ ۔۔۔ چلے^(۲ن) غلغلے سات دریا میں پڑ

۱ن ۔ دے ترتیب کشتیاں کوں سب ٹھار ٹھار (ح)

۲ن ۔ چلے جیوں تجمل سوں دریا میں پڑ (ح)

نہیں صاف پانی اوپر آسماں — برستا ہُوا معتدل درمیاں
صفا بخش چوندھیر موجاں گنبھیر — تماشے کیتاک اس منے بے نظیر
سودیک ذوق پانے منیں ہات ہات — چلانے لگے جہاز دن ہور رات
سو نزدیک جیوں چین کے آئیے — سو جاسوس واں کے خبر پائیے
لکھے جا کے ویں شاہ فغفور دھیر — کہ آتا ہے فوجاں سوں لشکر گنبھیر
نجانے کدھر چال کرتے ہیں او — ولے اس طرف خیال دھرتے ہیں او
سن اے بات فغفور ہوشیار ہو — کیا مستعد آپنا ٹھار وو
خبردار لوگاں کوں کر کوٹ کے — دلا سارے دروازے گر کوٹ کے
چنیا خوب کوں اپنے خاصاں منے — دیا بھیج کر شاہزادے کنے
پوچھایا کہ تم کیا سبب آئے ہو — تمھیں کون ہیں دل میں کیا لیائے ہو
اگر دوستی کی جو کچھ بات ہے — تو فرماؤ قدرت میرے ہات ہے

ن۔ شگفتہ ہو بکد ہرتی سب دہات دہات (ح)

ن۔ تعقل کر اس دہات، دوڑا قیاس — دیا بھیج حاجب کو شہزادے پاس (ح)

ن۔ میرے ملک میں کیس کر آئے ہو۔ (ح)

اگر کچ اچھیگا طلب مال پر　　　ہتی ہور گھوڑے رتن لعل پر
ع(۱) اشارت کرو بوجھ پاس تے　　　وراس ہوا تم آپنے آس تے
جو کچ ہے سو کہہ بھیج دیو وشتاب　　　میرے پاس تے جاب لیو وشتاب
جو وہ شہزادہ گُنی نیکنام　　　(۶۶۰) سنیا مو نہ تے حاجب کے باتاں تمام
جکوئی آئے تھے دیو نے پوچھیر　　　اُنن شاہزادہ بلّا بھیجکر
اپن سامنے سب کوں بسلا دیا　　　جو کچ کئے سو خاطر منے لا لیا
ہنسا کھل کھلا ہور اُٹھا بول یوں　　　اُنن خوش ہوئے تیوں کہیا کھول یو
کہ جا یوں کہو شاہ فغفور سات　　　ع(۲) کہ کچ کام نیں منج کوں تمنا سنگات
رکھو خاطر اپنا تے جمع کر　　　کہ نیں ہے میرا دل کسی طمع پر
ع(۳) میرے پاس ہے مال دھن بہتیا میں　　　جو کچ بست ہوتا سو ہے میرے پاس
دلے عشق کے ملک کا سیر ہیں　　　کر نہار نکلیا ہوں کچ غیر نیں

ع(۱)۔ اشارت کرو جو کردں پیش ہیں　　　منگیں گے اگر جچ تو ہوں خویش ہیں (ح)

ع(۲)۔ گنبھیر اس فراست کے سمدور سات (ح)

ع(۳)۔ ملک مال دھرتا ہوں میں بہتیاس (ح)

کہ اس دہات سوں کئے وو حاجب نگات   دے خلعت کیا خوش تمام اُسکی ذات
خوشی سات پھروال تے سب وو جنے   جو فغفور کے آئے خدمت منے
ادب[ن] سات بکد ہر تے کیتے سلام   کہے کھول کرو حقیقت تمام
کیئے شاہزادے کی تعریف یوں   سو فغفور خوش ہو کھلیا پھول جیوں
محبت جو وَیں من میں غالب ہوا   دکھین شاہزادے کوں طالب ہوا
سہرب وَل کے دنبال لے وَل یو وَل   ملن آئیا آپ فغفور چل
ملیا شاہزادے سوں تعظیم سات   چلیا شہر میں لیک تکریم سات
سو نکلیا وہیں خسروی شاں سوں   ملیا ہور چلیا لے کے مہماں سوں
بڑے داب کی میہمانی کیا   ضیافت بھلی خسروانی کیا
ضیافت اوپر کر ضیافت زیاد   کیا شاہزادے کے روں روں کوں شاد
تمام اُس کے لشکر سے مل چند روز   لگیا بار ہو کرنے آنند زور
جتے آئے سو شاہزادے کے سات   دیتاں کوں دیا اشرفیاں ہات ہات
دیا خلعتاں سب کوں یوں بے شمار   جو و کھنے لگیا بہار جوں نو بہار

عنہ پہریداواں تے جیوں حاجب نیکنام   سو آ شہ کوں بولیا حقیقت تمام (ح)

رکھیا پانچ جو دیس خوشحال کر　　محبت سوں واقف ہوا حال پر

مروت سوں شہزادیکے من میں پیس　　لیا انت دل کال یک ٹھار بیس

جو کچ شاہزادے کے مقصود تھے　　سو خاطر منے سر بسر لیا ؤ تے

طلب چین کے سب چتاریاں کوں کر　　لیا گلستان ارم کا خُیسر

سو اُس کا سنے بھی نہ تھے نام واں　　یو ہرگز کسی کوں نہ تھا فام واں

نہیں دے سکے کوئی اُس کا نشاں　　کسی تھے ہوا نیں یقین و گماں

سو اُس وقت یک سو سٹھ برس کا (۱۶۰)　　بڈھا مرد یک کوئی اُس ٹھار تھا

بلا کر تفحص کئے اوس تھے جیوں　　سو وو پیر مرد آدیا جاب یوں

کہ دائم دریا پھر کے دیکھیا ہوں میں　　ولے گلستان ارم کیں نو نیں

مگر شہر قسطنطینہ میں جو کوئی (۶۹۰) خبردار اس باغ تھے ہوئے تو ہوئے

کہ آتا ہے واں خلق بیے دور کا　　مسافر جتا سات نو سمدور کا

جوں اُس تھے سنیا شاہزادہ یو بات　　اپن دل کوں دے پھر آتا لیکے ہات

ہوا شہ کے احسان کا حق گزار　　کیا بے دعا ہور ثنا بے شمار

ہزار آرزو سات دہر من میں آس　　چلا دیں رضا لے کے فغفور پاس

رضا منگ لی ویں ہوا مستعد　　سو اُس شہر لگ جاؤنے ہو بجد

تمام اپنے لشکر سوں کشتیاں میں بیس چلیا عشق کے بل سوں دریا میں پیا
شتابی سوں جا انپڑیا اوس نگر سو لوگاں کوں واں کے بلا بھیج کر
لگیا پوچھنے گلستان ارم کہو بیگ میرے اوپر کر کرم
کہے لوگ واں کے کہ سن اے جواں کہ ہم جانتے نیں ارم کا نشاں
چلیا شاہزادہ وہاں تے نکل انجھو ڈالتا موہنی کے بدل
پیاپے کیتک دیس کشتیاں چلاے سو یکٹھار دریا کے درمیان آئے
سوا وکل قضا ہور قدر آ کھڑیا سو کام آ کدھر کا کدھر آ پڑیا
یکایک اُٹھا باو طوفان کا دریا کوں چڑیا تاؤ طوفان کا
نپٹ آئے تھے داٹ کالے ابھال چھپیا سور ہور چاند پکڑیا تپال
برسنے لگیا میگ اپرال تھے نہ برسیا کدہیں یوں برسگال تھے
پڑیا گرد چاروں طرف اندکھار کڑکنے لگیاں بجلیاں ٹھار ٹھار
نہ دن کام ہوتا سمجھتے نہ رات ہوا رات ہور دیس مل ایک دھات
خدا سوں پڑیا آ کے ساریاں کوں کام بھروسا سٹے جیونے کا تمام
کہ دریا اُبلنے لگیا شور سوں اُٹھے موج طوفان کے زور سوں
ہوئیاں کشتیاں درہم یکدھر ستے رہیا خلق عاجز ہو تدبیر تے

بھر آیا جہازاں منے آپ سب گنواتا گیا مال و اسباب سب
بڑا کچ ہوا تعزقا ہو لناک ہوئے لوگ لی بک طرف تے ہلاک
اٹھیا موج جیوں سو د وہتی وہیں چلی شاہزادے کی کشتی کہیں
ہوا جہاز طوفان سے چور چور ملک ہور ساعد پڑے دور دور
بلا ساعد اپ سیں لے دہات دہات چلیا و کہیں اپنی کشتی سنگات
طرف روم کے جاکے ساعد پڑیا حبش ملک کوں جائے تختا لگیا
لگا لگ اسی دہات چالیس دن ہر ایکس پہ طوفان گذریا کٹھن

غرق شدن کشتیاں سیف الملوک نیز درقید شدن زنگی

جو مہیوں ہور بارا ہوا کم ٹک ایک سو سیف الملوک پائیا دم ٹک ایک
ابہالاں ہوئے درمیانی تے دور ہوا سور کا نور جگ میں ظہور
انکھیاں کھول دیکھن لگیا ٹھار ٹھار (۲۰) نہ لشکر ہے اپنا نہ ساعد ہے یار
سو آئے در لیئے اد کہہ داٹ کر ہوا سخت بے سد سینا پھاٹ کر
سبھی غرق ہو جاکے باراں پچاس جو بانچے اتھے سو ملے آس پاس
اُچا شاہزادے کوں بلائیے نصیحت سوں آنگے ہو کر آئیے

کہ سن اے دکھی شاہزادے گنبھیر لیا پو بلانوں بسیا اپنے سیر
کسی کا یہاں کوچ تدبیر نیں پو واقا ہمن باج تقدیر نیں
دل اس دو کہہ تے گھٹ کر کے رہنا بھلا جو کچ ہے جفا دو کہہ سو سہنا بھلا
کریں دل توکل خدا پر تمام دیکھیں عاقبت کس و ضا ہووے کام
کہے لئے سند سات یاراں و لے کلیجا درونی ہیں اس کا جلے
نہ تھا شاہزادے کوں دِئے بن قرار کہ ساعد کے اپرال تھا بہوت پیار
فلک ہی بھی پھر نہار جو پھر پڑیا (۳۰۷) بلا ہو کے اپرال تھے گر پڑیا
یکا یک بڑے غل سیتی ہانک مار نکل زنگیاں آئے یکدھر تے بھار
سلح پوش سارے بڑے دہات کے بڑے ٹھوٹرے ہور بڑے ذات کے
دریا پر کے وو چور سارے اُتھے پکڑ آدمیاں کھا نہارے اتھے
دیکھے شاہزادے کی کشتی کوں آ لگے مارنے باں تفنگاں بلا
لڑائی کئے آکے شر شور سوں کئے زیر دار و گیری زور سوں
پکڑ شاہزادے کوں یاراں سنگات وہیں بند کر لے چلے راتے رات
صبا کا او جالا ہوا دیک کر سب آئے کنارے کوں دریا اُتر
بُجھا دیکھتے ہیں جو دریا کنار رکھے ہیں تخت ایک اونچا سوار

کڈھنگی زنگی او لکھن اُس پہ چڑ بڑے وضع بیٹھیا ہے سختی اکڑ
پتا کوچ بدشکل چہرہ اتھا جو دیکھن کسے اوسکوں زہرہ نہ تھا
فرشتے بھی ڈرتے اتھے عرش پر اتر آونے اس زمیں فرش پر
بڑا بھوت کہتے سو تھا آپ وو کہ تھا سارے بھوتاں کیرا باپ وو
گیا ہونٹ اُپر کا جو یکدیر کوں لگیا تھا پیشانی او اِنگ سیر کوں
تلیں کا یوں آیا اتھا لٹک ہونٹ جو تھا اس کے گورگیاں منے فرق بہو
لنبا قد لنبی ناک چوڑے بلاخ دسے غار کے ناؤ لیداں فراخ
بڑے ڈانگرے سیار کے کان دو اجڑ گھر کیرے کھوڑ جو ران دو
ہسے کالے اُس کے اتھے منہ اوپر مکھیاں بھنبھناتی ہیں جیوں گوہ اوپر
انگوٹھیاں بدل آپ نے ساز کے خوش انگلیاں میں پہنا ڈلے پیاز کے
پکڑ اُس کے نزدیک ساریاں کوں لیائے اُسے یک طرف تے سلاہاں دو لائے
سو ہیبت سوں ساریاں کے سینے پھوٹے لگے کانپنے ہور تقوی ا سے ٹے
بڑے شاہزادے کوں وو دیکھ کر لیجاؤ کہیا اپنی بیٹی کے گھر
سو کالے زنگی دوئے سنگات جا دیے اُس کی بیٹی کیرے ہات پا
لیکر آئے زنگن کنے شاہ کون ملائے زحل سات جیوں ماہ کوں

جو بیٹی کنے باپ بھیجے جسے   اُسے تل منے بھون کھاوے اُسے

ولے شاہزادے کا دیکھ او جمال   دیوانی ہوئی عشق لائی کمال

انتھا خوش ہوا کا جو ایک مرغزار   سہاوے لطافت میں جنت کے سار (مانند)

چھپاتے کوں فربائی اس ٹھار اُسے   کئے قید نکلے نہ تیوں بھار اُسے

گزر کر گیا میانے یک سا تڑا   ملک زادے کوں دیکھ مکھ جا تڑا

بڑے شوق ہور ذوق سوں دوڑ آئے   سو مکھ شاہزادے کیرا جیوں نھائے (غور سے دیکھے)

سو دیک شاہزادہ ہوا اوپی نڈہال (۷۶۰) رگے رگ میں پکڑ ہرتے بیٹھا کنٹال

کہ زشتاں ہے سخت وو زشت تھی   نپٹ (بہت) روسیاہی میں انگشت تھی

کہ تھا تھوبڑا (منہ) اُس کا جیوں فیل کا   سر اُس کا سو کالا ر نجن (مٹکا) نیل کا

انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کے   ڈو دیدہ بہنیر جوں تپھر گار کے

چڑیا ہونٹ اپراں (اوپر) کا ناک پر   ٹھوڈی (ٹھڈی) پر پڑیا ہے تلیں (اندر) کا اوتر

تمام انگ (جسم) گونی کیرا ٹاٹ جیوں   چچیاں دو سینے پر ہیں دو ماٹ جیوں

نکل پیٹ انگے ٹیلنک جیوں آکھڑا   انتا پیٹ تھے سخت پیڑو بڑا

یونہی کھل رہی تھی سو جیوں اُدکھلی (اوکلی)   مُسَل (موسل) ہو کے دوڑی تھی رو ماولی

لڑکتی جو جیتڑاں پہ چوٹی دِسے   سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دِسے

سوئے سار (مانند) پنڈلیاں اوپر (سوا) تیز بال   نہ تھی جگ منے اُن کوئی اُسکے مثال

سڑی بوئی بغلاں میں تے یوں جھڑے   ع۱ جتنے باس (بو) اُس کی سنگے (سونگھے) سو مرے

ع۲ پون سار کا اُس کی ٹک باس پائے   تو لیا حلق میں انتڑیاں نہاس جائے

زنگیاں میں کوئی ایسی کالی نہ تھی   ہو کالی کیں ایسی کھجالی نہ تھی

اگر لاویں جس ٹھار مشعل ہزار   اُن آوے تو تیرے پڑے اندکار (اندھیرا)

گندی پیاز کے ڈل (ڈلی) پر و جھیل کر   گلے میں حمائل منن میل کر

چتر دو دمامیں کتے کوچ کے   نغارے بجاتے ہیں بن کوچ کے

سو دہکر اتیا کچ اونچا تھا اُسے   سیری (میٹھائی) باج (بغیر) تھے کوئی پونچھا (پہنچا) اُسے

نہوئے شاہ راضی مناوے تو وو   اُٹھے روئے ہنستی جو آوے تو وو

چلے گھر منے شاہزادے کوں لے   کندورے (دسترخوان) کرے بار اپنے وولے

جو بیٹھے دونوں مل کندورے اوپر   سو وو جیوں ہتی ہور یو جیوں مچھر

کہ آنا موافق سوں صحبت گھڑی   پران (ہوش) اُڑکے جا فکر لاگی بڑی

ع۱ـ گندا ابیر موریاں میں تے جیوں جھڑے (ح)

ع۲ـ بُری اُسکی جیوں آنگ کی باس آئے۔ (ح)

جو فارغ ہوئے پیٹ بھر کہان (کھانا) کہا　　منگائی ترت مست پیالا نیکھا (اچھا)

سو گرڈیاں پہ گرڈے لگی جھیلنے　　لگی شاہزادے سوں مل کھیلنے

ع۱ پیئے شاہزادے سوں مل بیس کر　　ہنی (مست) ہو کے خلوت میں گئے پیس کر

سو اپنے محبت کرے شوق سوں (بیٹھ)　　منگی عیش کرنے کے تئیں ذوق سوں (گھس)

ع۲ قبولیا نہیں شاہزادہ او سے　　ڈریا دیک تن پر کے اُسکے میسے

سٹی ہات جا اُسپہ سو رات کر　　سو دَرہم ہو ماریا وہیں لات کر

نپٹ (حرص) دل میں جاگا کیا کند راٹ　　سو فامی وو رنگین ڈائن کہو ساٹ

ع۳ غصہ سات ات (بہت) رنگیاں کوں بلائے　　سو سنگین چکی پیسنے کوں منگائے (گھسیٹ)

ملک زادے کے کن لجاؤ کہی　　صبا (صبح) اوٹھ کر آٹا پساؤ کہی

ہوا شاہزادہ دوکھی لاعلاج (۹۰) کہیا دل میں موت اپنی آئی ہے آج

لگیا پیسنے آٹا لہو آنٹ کر　　چھلے (چھالے) آئے ہاتاں (ہاتھ) کوں سب ڈاٹ کر

ع۱ بھولی اس کیرے حسن پر ہو کھلی　　متی ہو کہ خلوت منے لے چلی (ح)

ع۲ کنارے ہوا چھوڑ دے دیں اُسے (ح)

ع۳ کدورت بکڑ جیوں غصا دل میں لیائے　　بڑی یک چکی پیسنے کوں منگائے (ح)

سو کھل ری نکل آئی دوبے ہات کی   مشقت لگی دیس ہور رات کی
ہتیلیاں جو نازک اتھے پان تھے   نرم تر نرم روئی خطیان تھے
گگھٹے پڑ رہے سخت پولاد ہو   گئی نازکی تن کی برباد ہو

گریختن سیف الملوک از قید زنگی

کیتاک دن کوں او زنگی نابکار   سنیا جیوں سو گھر میں تے کاڑیا بہار
سو بیٹی کدین تھے بُرا مان کر   کپٹ دل منے آپنے آن کر
منگایا تبر ایک سیڑی سنگات   دیا پھر دو کھی شاہزادے کے ہات
دے یاراں کوں دنبال اُس کے تمام   سو لکڑیاں ڈُہلانے لگیا صبح و شام
رہیا شاہزادے کیرا حال سب   دُکھوں تل ہوا حال پایال سب
گئے کپڑے سب آنگ کے پھاٹ پھاٹ (۸۰۰) پریشانگی ہو لگیا دیں اُچاٹ
مشقت لگی دیس ہور رات کی   نہ تھی کچ خبر پانو ہور ہات کی
نصیبے کوں جل بول مارن لگیا   سو یاراں تھے مل یوں بچارن لگیا
کیا فکر یے اپنے یاراں کے پاس   بھلا ہے جو اس ٹھار تھے جائے نسا
جو سو برس اچھنگے ہیں اس کنے   رہیں گے اسی گرفتاری منے

ہمن پر کسے پیار آسے نہ یاں ہمارا درد دو کہہ جاسے نہ یاں
سکل (سب) مست ایک ہوئیکر ایکبار کئے ہوڑی (کشتی) یک مستعد استوار
آپس سب کوں اُس ہوڑ کیے بیچ ڈال توکل خداوند تعالیٰ پہ گھال
زنگیاں کے جُھنڈے ہر طرف بند تھے اشند پائے وِندیاں (دشمنوں) کیرے (کے) وِند (دشمنی) تھے

آمدن سیف الملوک دریک جزیرہ کہ درآنجا آرام یافت وہم جانوراں کلاں دید

دریا کے اُوپر جیوں روانہ ہوئے (۸۱۰) سو خوشحال سب کے پرانا (جائیں) ہوئے
سو ہوڑے چلانے لگے ہاتے ہات کبہنک دیس چلنے لگے راتے رات
دلیے موج کہیں اونچ ہور نیچ کہیں لجاتا کھڑا باؤ (ہوا) آ کھینچ کہیں
کہیں ڈوبتے ہور کہیں تیرتے ہلاکی سیتیں پھیرتے پھیرتے
پڑے یک جزیرے میں آ فرا اس جزیرے میں ٹک پائے جا

بدلت۔ سکل ایک دل ہوکہ کرے قرار (ح)

کیتک جھاڑواں دیکھتے میوہ دار — ہر ایک جھاڑ میواں سوں آیا ہے بار

ہو خوشحال یک دم وہیں دوک چھوڑ — سو میوے لگے کھاؤنے توڑ توڑ

کئے پیاس ہور بھوک کوں دفع وال — ہوا دست راحت کیرا نفع وال

بجا لائے شکرانہ کرتار (خدا) کا — تماشا دیکھے نادر اس ٹھار کا

ہوئی رات دیک (دیکھ) اس جزیرے منے — رہنے کا فکر دل کئے سب جنے

اتھا جھاڑواں یک بلند سایہ دار (۴۲۰) سو اُس جھاڑ پر چڑھ کے بیٹھے ہشیار

اندھارا گرد جیوں ہوا ٹھار ٹھار — جناور (جانور) نکل آئے دریا تے بھار

نہنگاں کیتک پہاڑ ویسے گنبھیر — ہتی سار کے ماہیاں بے نظیر

انکھیاں دور تھے سو دیسے انکے یوں — اندھارے منے ڈیوٹیاں لائے جیوں

کیتک شکل ہیں عین جیسے شغال — کیتک بد شکل (مشغل) ریچھ کیرے مثال

کیتک اُس منے کے تھے ایسے بڑے — دیکھے آدمی تو وہیں (ریچھ) جل مرے

کیتک بہوت ہور کیک کی ذات کے — کیتک سو شتر مرغ کی دہات کے

کیتک اس میں رہ رہ اُٹھیں یوں پکار — جو ہووے دریا تل اوپر جوش مار

صفاں در صفاں خوش گذرتے اتھے — دریا کے اوپر سیر کرتے اتھے

نورانی صبا (صبح) کا جو بارا (ہوا) ہوا — چندر کا جھلک ٹک او تارا ہوا

ستارے لگے ڈوبنے ٹھار ٹھار　　پنکھی اُٹھ لگے غل کرن لیں پکار
عرش کا مُرغ بانگ کہنے لگیا　　صبا کا ٹھنڈا باؤ بہنے لگیا
سورج کے اُجالے کوں جب کھوج پائے　　سب یکدہر تے ڈبکی دریا میانے کھائے
رَین سب دریا کا دکھیت یو خلل　　چھپے ٹھار تے شاہزادہ نکل
کہایوں زباں کھول یاراں سیتی　　اپن درد کے دوستداراں سیتی
کہا یوں کہ اب یاں تے جانا بھلا　　بلایاں تے اَپیں بچانا بھلا
سو جن جیوں میوہ نخیل دہات دہات　　لئے باندتوشہ خوشی اپنے سات
روانہ ہوئے بیگ مل سب جنے　　چلے پھر توکل سوں دریا منے
جفا ہور دوکھ دیکھتے ٹھار ٹھار　　ہوئے بھی پریشاں مہینے چہار
کدہر جاؤتے سو نہ تھا فام کچ　　کسی کے نہ تھا دل کوں آرام کچ
قضا یوں ہوا جو کہیں باٹ پائے　　یکا ایک ہور ایک جزیرے میں آئے
رہے باٹ ہور نا کئے واں مقام　　بچیچ ہوونے کا سو ہوئے یو تمام

ن۔ لئے میرے جن خاص جھاڑاں پوتے　　اونر داں کے دہشت کے پہاڑاں ستے (ج)

رفتن سیف الملوک بشہر قیصریہ و افتادن در قیدِ باندراں

عجب وو جزیرہ صفادار تھا — جو شدّاد کے بہشت کے سیار (مانند) تھا
کہ تھا واں عجب کچ صفا جاں (تھاں) ہاں — فرح پائے ایک ایک کے روحاں ہاں
جکچ جیو منگتا سو ہیوہ وہاں — جھاڑاں پہ موجود تھا جاں تہاں
اننے (اتنے) جھاڑ تھے واں جو نا اوس گنت (گنتی) — رنگا رنگ کے جنس کی حد نہ انت (انتہا)
جناور اتھے اُس میں کئی دہات کے — کیتک خوش نما قمریاں ذات کے
کیتک نور کے نوریاں بے نظیر — کیتک بلبلاں رادیں روشن ضمیر
ہلاویں ہلوں پتنگ (پتنگ) ہر ڈال تھے — پڑے ہوے جھڑ جھڑ سو اُپراں تھے
آپس میں آسپے (آہستہ) خوش ہو مرغول تے — کیتک جنس کے بولیاں بولتے
ہر یک جھاڑ تل شاہزادہ وہاں (پہچانتے) — لگیا پھرنے یاراں سوں ہو شادماں
ہوا ہور ٹھنڈی چھاؤں خوشیاں کی دیک — لگے نیند سوں نیند لینے ٹک ایک
سو ایسے منے آئے چوراں وہاں — پکچھونڈے بندے سبکے ہت (ہاتھ) ورساں
چلے مارتے لیکے خواری سنگات — ہوا دوک (پیچھے) یاراں کوں بھاری سنگات

بہر حال اس غل ہیں تھے بھار پڑ — چلیا شاہزادہ کہیں نہاٹس (بھاگ) کر[ن]

گرفتار آمدن سیف الملوک بدست کھتاراں

نرنکار آدہار (سہارا) جگ چھانو ہے — کر ہیا مہربان کا نانو ہے

بہر یاں ہیں وہاں عورتاں خوش شکل — چلیا دیکھتا وہاں محل در محل

یکس تھے انھیاں (بیٹھے) ایک صاحب جمال — دنیا ہیں نہ تھی ان کی صورت مثال

ہر ایکس کی پیٹاں (شکم) ہیں محراب اتھا — کلیجا معلق لڑکتا اِتھا

پکڑ شاہزادے کوں دیں بند کر — لیکر آئیاں اپنے راجے کے گھر

سو سیف الملک دیکھتا ہے جو واں (۸٦۰) رکھے ہیں تخت سورسا (سورج) درمیاں

سو بیٹھے ہیں واں نار (عورت) مقبول خوب — سورج چاند تے خوب نرمل (صاف) سروپ (سڈول جسم)

مکلل (زریں) زر نیادو (لباس) پہنے (پہنے) ہے نار — خوش آواز سوں دیکھ بولی پوکار

کہاں تے توں آیا ہے اے نیک نام — توں کس ملک کا بول تیرا مقام

کہ یو خوب آدم ہے صاحب جمال — انگے لیا کہ پوچھے غریبی کا حال

ن - کے ناپٹر - (س)

تفحص کئے حال کوں سربسر نہ تقصیر کیتے ہر یک بول پر

بزاں حال جی دوک کا تھا جتا سراسر کہیا کھول کر سب وتا

دوکھیا غم تھے اس ہی کے پائی تمام سو وو دوک خاطر میں لیائی تمام

بزاں آؤ کئی نار یک نار کوں سو بسلانے فرمائی لیَے پیار سوں

منگائی کندورے شہانے جتے رِرِجھانے کوں فرمائی نادرِ وتے

کندوری تے فارغ ہوئے پر تمام (۸۷۰) قِصّا ان کا خاطر میں لیائی تمام

بزاں وو کہی نار اے جگ اوحال توں آپس کوں یہاں تے بہت لے سنبھال

یو ساسانیاں آتشی ذات ہیں تجھے کہاونگے[۱] بات ہیں

سونیا جیوں سیف الملوک بات کوں لگیا رونے غم سوں بھو دہات سوں

سو وو نار بھی یوں کہی اسکے تئیں جو روتا ہے اے دوکھ بھری دہات تئیں

اگر توں میرا دل کرے خوش اتال جتن سوں رکھونگی تجھے جیوں نہال

بولائی نزیک ہور سنیے سوں لگائی ادک پیار سوں لب سنے لب ملائی

کرے توں جو صحبت اگر رج سنگات چھپا تج رکھونگی نپٹ پیار سات

جتا کچ منائی منانے کے دہات قبولیا نہیں شہ اُس آتش سنگات

کہیا نار کوں یوں دوکھیا ذات سوں سُن اے نار پھرتا ہوں کس دہات سوں

۱ اصل نسخہ میں یہاں پر کوئی لفظ نہیں ہے۔

سو وو نار ملتی نہ دستی کہیں اُسے ڈھونڈتا جگ میں پھرتا ہوں میں

بغیر وو ملے کس سے نا ہوؤں جفت تکو دل میں ہانڈی پکا نار مفت

عجب موہنی ہے او نا بجمال سو ہے وہ چنچل دہن بدیع الجمال

میرا دہیان اب چھوڑ دے نار تول میرا دل نہیں کس اوپر نار سول

سنی نار سیف الملوک تے یو بات غصے سات دوڑائی شہ پر سو ہات

منگی اس کوں کھانے کے تئیں نقبت ہو کلیجا منگی کھاؤ نے مفت ہو

غصے سوں رکھائی سو یک سانزا رکھی قید سوں قید کر سانزا

رہیا نار سوں شہ ادک بند میں روئے یاد کر نار کوں بند میں

اپس میں اپیں غم کرے یوں کہے خدایا بچانوں بلا یوا ہے

بلا یو بڑی مج گلے آ پڑی نہ فرصت ہے جانے کی مشکل گھڑی

جو یک رات آدہی رات گذری اتھے منگیا نہا سنے تائیں اس بند تھے

سو مد پی ہویاں تھی منیاں وہتیاں سو بے سدہ ہو اساس سگلیاں سوتیاں

ہلوں شاہزادہ سو نکلیا بہار لگیا خلق کو دیکھنے ٹھار ٹھار

منیاں ہو پڑیاں ہیں کسے نیں خبر نکل بہار آیا دریا کے اوپر

یکا ایک تختا دسیا ایک واں نکل کر چلیا ہور ہوا تب رواں

جو تختے پو جا بیٹھیا بیگ وے ۔ چلیا باولے اُس او پر بیگ وے
دریا میں جفا ہور دوکھ دیکھتا ۔ سو ڈبتا نکلتا چلیا تیرتا
کہیں باؤ طوفان کا آ لگے ۔ کہیں تاؤ طوفان کا جا لگے
نہ ڈوبے نپٹ نا ترا وے اُسے ۔ سو بارا چھل دن پھراوے اُسے

رسیدن سیف الملوک در جزیرۂ راکساں

قضا سوں ہوا کرم کرتار کا ۔ لیا یا نہایت کوں یکبار کا
چھ مہینے پچھیں یک جزیرا دِسیا (۹۰۰) جزیرا دیکھت دل منے یوں ہنسیا
کہیا دل منے شاہ غربت نگات ۔ جزیرا یو دستا ہے روشن صفات
مبادا اچھیگی بلایاں کو بَل ۔ مبادا مجھے جائے چیتا نگل
چلیا فکر کرتا جزیرے کنے ۔ سو رکھ تختا اُس پر لگیا پھیرنے
سو پھرنے لگیا ذوق سوں جھاڑے جھاڑ ۔ سو میوہ لگا کھاؤنے پاڑ پاڑ
یکایک راکس نکل آ کے بھار ۔ سو پایا یاں آدم کی دوڑیا پکار
پہاڑاں کے مانند دوڑے جنتے ۔ سو ہلکاں تے بادل گرج کر اُٹھے
دیکھیا شاہزادہ بلایاں کو بل ۔ سو تختا بسر کر چلیا وِیں نکل

زمیں پر چلیا نھاستا نھاستیا (بھاگتا) نہ تھا نھاسنے بِن کہیں آسنا (آسرا)
جہاں پھر دیکھے اُس بلایاں کوں شاہ پہاڑ دوڑتے ہیں یا بادل سیاہ
سو پھر (پلٹ کر) دیکھتا ہور اوک (بہت) نھاٹیتا (بھاگتا) ادک نھاٹتا ہور سیبتا پچھاٹتا
سو جیوں اُس پون (ہوا) پر اُڑا لے چلیا ہوا پر چلے تیوں زمیں پر چلیا
ہوا بے خبر دوک ہور بھوک سوں عقل اُس میں نیں سوک سوں
نہ تھا کس ذات میں یک ذرا نہ نھا قوت اُس نھاسنے بن ذرا
چھ مہینے پچھیں نھاستا نھاستا کھڑا ایک جزیرے کنے آستا
کیتک جنس کے جھاڑ آئے تھے بار بڑے پاڑ تھے جھاڑ سب ٹھارٹھار
سو میوہ لگیا جِن کے کھانے کے تئیں چھ مہینے پچھیں اس ملیا قوت (غذا) وہیں
جو کلوت (رغبت) سوں کھائے کر بھی چلیا جزیرے کے اپرال (اوپر) یک گڑ (قلعہ) ملیا

گرفتار شدن سیف الملوک بدست سکساراں

ہے سبحان تیرا اکرم جس اوپر ترے امر (حکم) کا جگ کوں ہوئے اثر
جزیرے کے بہتر ال (اندر) ڈرتا گھوسیا واں سکسار یک دوڑ اُس پر دھسیا
سو سیف الملوک کوں پکڑ لے چلیا سو جیو (جان) کا بھروسا واہاں تے ٹلیا

کہیا دل منے اے خداوند پاک — پلا یاں تے پاڑیا ہے مج تن پہ دہاک
سو روتا وہاں شہر میں آئیا — دل اپنا تماشے سوں بھلائیا
سو ہر شکل موں ہے کوتے سیار کا — بدن اُس لڑکتا سُور سار کا
سو ہت پانو اُن کے ہیں آدمیاں کے سا — ولے تن منے راست بولیں پوکار
سنوارا گیا شہر ہے اس وضا — جو کس ملک میں شہر نئیں اس وضا
بڑا شہر معمور ہے جنس تے — نہ تھے بن وہاں کوئی سکسار تے
جو سیف الملوک کوں جو سکسار نے — پکڑ لائیا اپنے راجے کنے
سو سیف الملوک دیکھتا ہے جواں — روش ہور ترتیب شاہی رواں
لیگئے سامنے اپنے راجے کے پاس — کھڑے رہ لگے دیکھنے آس پاس
سو راجا کہیا اپنے لوگاں کے تئیں (۹۳۰) — جناور نوا آج دیکھیا ہوں میں
ہوا خوش جو کوئی لیائے تھے اس اُپر — دیا تشریفاں ان کوں زربفت زر
کھلا کہاں موٹا کر و کر اُسے — اشارت سوں فرمائیا ہور کسے
ہنسیا بہوت خوشحال جیوں پھول کھل — رکھانے کوں فرمائیا سنگدل
رہیا بند میں شاہزادہ وہاں — سو دن بیس میانے یکا یک وہاں
کھدیڑے جو تھے راکساں اُس کے تئیں — جزیرا ہر یک ڈھونڈتے آئے دیں

سو سگسار کا شاہ پایا خبر بہت راکساں آئے کر شہر پر
دہیں تفت ہو کر اٹھیا سگ سار کیا لڑنے تئیں مستعد اپنا بہار (یعنی لشکر)
لڑائی کرن صلح سنجوت سوں جو میداں میں جا کھڑے روت سوں
سو سکسار سب شہر کے بہار گئے جتے عام ہور خاص سب بہار گئے
ہوں شاہزادہ جو نکلیا بہار (۹۴۰) لگیا دیکھنے شہر میں ٹھار ٹھار
نظر میں پڑیا کوئی سکسار واں نکل شہر تے بیگ ہوا رواں
چلیا نھاستا بیگ (جلد) جنگلے جنگل چڑیا ایک ٹیکان پر جا کو ل (سمت)
بلند ٹھار (جگہ) تھا دو جہاں ہے بتیا لنبا ہور اونچا جو کئیں حد نہ تھا
اُس اُپر (اڑ کر) اُل چڑ چو کدن (چوطرف) دکھیتا دہرت (زمیں) ہور سمدور (سمندر) یک کر رہیا
کیا شکر کرتار (خدا) کا واں بہت نبیؐ تے منگیا پھر شفاعت بہت
جو سکسار راکس بھی لڑنے لگے بکس ہات تے ایک پڑنے لگے
سٹے راکساں ڈونگراں (قلعوں) کوں اوچا (اٹھا کر) سو سکسار کا قتل کر زن (عورت) بچیا (بچے)
کتے راکساں جھاڑ سوں مارتے کتیاں کوں زمیں پہ پھرا مارتے
کتے راکساں جائیں اُن کوں نگل کتیاں کوں رگڑ کر سٹیں خاک تل
جو سکسار اڑ ڑا کے دوڑیں (جوش میں) بہت (۹۵۰) لیویں ناک موں توڑ دہڑ کوں بہت

لڑائی دیکھیا شہ کیتک دن تلگ — جو لڑتے اُتھے رات دن ہوئے لگ

چلیا وال تے سیف الملوک ہور لگے — سو معشوق کے غم کوں لے کر آگئے (آگئے)

آپیں ہور معشوق کا دھیان تھا — نہ بن دھیان معشوق کچھ دھیان تھا (آپ)

کہیں ذوق سوں ہو چلے ہر جنگل — کہیں دُک سوں جائے جیوڑا انگل (جان)

کہیں گائے جیوں بھائے تیوں ہاک مار — کہیں یاد کر نار کوں روئے زار (رو گئے، پکار)

اسی دھیان میں سال وال تین چل — کٹا او جنگل غم تے یوں نین تل (آنکھوں)

گرفتار شدن سیف الملوک بدست
دوال پایاں

الٰہی جو اُس پاک عاشق اوپر — ملیا یک جزیرہ اسے خوب تر

ڈرا پھر جزیرے میں جانے کے تئیں — بلایاں کی دہشت کے پانے کے تئیں

جو اُس شہر میں جا دیکھیا ہر مکاں — کہ میں آدمی زاد کا کچ نشاں

ہر یک طرف روشن ہیں بازار چار (۹۶۰) سنوارے گیا ہے سو ہے ٹھار ٹھار

بھرے ہیں وہاں وال پائے بہت — نہ ہلتے نہ چلتے سو بیٹھے بہت (تسمہ پا)

سو لڑنے لگے وال پائے وہاں — ہلوں آ کے لٹ پٹ ہوئے جان تھان (تھا)

گلے ہور ہاتاں ہیں پاواں سوں پینچ	لگے مارنے ہات سوں کھینچ کھینچ
جو باندا (ٹھکا) کئے اُس کو دوڑا اے کر	وہاں تے لے گئے اپنے راجے کے گھر
سو راجے کے جیوں سامنے آئیا	دکھیت شاہزادے کوں اوں کہیا
کہ یو جانور خوب ہے عزم کا	تماشا دیکھیں لیاؤ ہے بزم کا
رکھانے کوں فرمائیا بند کر	سو یک محل میں جا رکھے بند کر
ادک بند میں سٹ ہوا لاعلاج	کہیا موت کا گھر مجے آیا ہے آج
سو لیا نعمتاں اُس کھلانے لگے	سو گو مشک کر گل کوں لانے لگے
کیتک دن اسی بند میں پڑ رہیا (۹۷۰)	نکل جاؤں کر فکر یک دن کیا
جو فرصت خدا تے منگیا شاہ نے	آدہی رات گئی فکر کرنے منے
سُو نکپی ہوئے تھے متی و جتنے	جو بے سدھ ہوا سپاس سگلی سوتے
اُسی میں چڑیا جا کے یک محل پر	سیڑیاویں اوڑی (اوڑان) ہور چلیا تل اوتر
کیتک اُسمیں پا ہوش دوڑے سگات	لڑیں کیں کو دیں یوں جو باندر کے دہات
وہیں نھاٹ کر جا جنگل میں پڑیا	یکا ایک غارے میں آکر اوڑ پیا
آدہی رات گئے نہاتے اُس منے	جو یوں غار کے بھار آیا اُسلنے
ہوا ہے سو یوں صبح جھلکار سوں	دیکھیا وال پائے لگے پیٹ (پیٹھ) سوں

چلیا تھا دیس نھاستا جو تلگ جو ایسے منے رات آئی پلگ
چھپیا سور بھی شاب لے نور کا کھڑیا آچندرا تاب لے نور کا
چندرا چو کدن رخت ساندا اتھا تناواں ستاریاں سوں باندیا اتھا
ثریا شمع جوت لڑ کائے کر جگا جوت آسمان پر سر بسر
کنٹھیا رات سگلی سو جنگل منے تماشا دیکھیا نادر آوکل منے
چڑیا جا ایکر ایک اونچا پہاڑ وہاں تے لگیا دیکھنے ٹھار ٹھار
کتک جھاڑ روشن ہوئے نال کر کیتک جھاڑ پھرتے ہیں جیوں چال کر
کیتک جھاڑ پڑتے ہیں قرآں وہاں کیتک شمع دیپتے اہیں جاں تھاں
کیتک جھاڑ الحاں سوں ذکر کر دعا کوں اُچائے ہیں ہاناں مگر
دعا ہیں رکھے پاپت کوں ہات کر گنٹھے رین سگلی اسی بات پر
سو سیف الملک رین سگلی کنٹھیا اُسی ہیں اجالا رین کا پھوٹیا
چندر جب نکل رخت باندیا تمام شفق میں کھڑا رہ کیا اُس سلام
زمانا جو ہر دائے نکلی بہار زمیں کا بدن پار تھا باردار
ستی ہات کی نار کے ہات سوں شفق خوں میں تھے اوچا ہات سوں
مرغ عرش کا ہانک مارن لگیا پرندیاں سوں اپنے پچارن لگیا

پرندے لگے سو کئے ٹھار ٹھار — درندے چلے سیر کرنے کوں بہار

رین[۱] جیوں جتی صبح کی لوٹ گئی (پہنچے) — سو روشن ہوا صبح کی روت سیتی ل

رسیدن سیف الملوک بشہر قیصریہ و گرفتار شدن بدست میموناں

اُس اوتار بازی کیرا حقہ باز — کرے اس روش سات یوں حقہ باز

سو سیف الملک سرور عاشقاں — بلا شک ہے تاجِ سرِ عاشقاں

نپٹ پھانک سب تے مجرد ہوا — برہ پر برہ حد تے بجد ہوا

اُدک بھوک ہور پیاس تے تلمل — لگیا سیر کرنے کوں جنگلے (فراق) (ہجر) جنگل

ہوا سو کہہ جاتن سو کاڑی کے سیار (مانند) — ولے نور اُس کا اُٹھا برقرار

جو تھا جدہر چل کے جاتا اچھے (۱۰۰) اودہر کا جنگل جگمگاتا اچھے

۱۔ نوٹ۔ ان چار قصوں (از صفحہ (۶۷) تا (۷۶) کے متعلق وحیدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پر یہ عبارت لکھی ہے "معلوم می شود کہ ایں چہار داستان الحاقی اند و کلام غواصی نیست چرا کہ اکثر اشعار بے ردیف و بے قافیہ افتادہ اند در بعضے نسخہا یافتہ نمی شوند۔"

جہاں لگ جو باگاں درندے اتھے — جہاں لگ جناور پرندے اتھے
برابر اُسی کے سو پھرنے لگے — ہو بیتاب عشق اس سوں کرنے لگے
جہاں جھاڑ اونچا اچھے سایہ دار — اُس اپرال کر اُس دکھی کوں سوار
جنگل میں جو کئیں پھل پھلالی اچھے — چلچ پھل پھلالی سو آلی اچھے
سکل جائیں چن چن کے لیا نیکے نیں — ملک زادے کوں لا کھلانے کے تیں
مسلم ہوا اُلک سیف الملوک — لگیا سوسنے غم پہ غم دکھ پہ دکھ
جو دیکھیا جنگل کے چیتے باگ کوں — ہرن ریچھ ہور اجگراں ناگ کوں
نپٹ گڑبڑا کر ہوا گھابرا — در لیغے سیتیں ویں پڑیا تھرتھرا
سو کہنے لگیا اے خداوندگار — اے رحمان اے پاک پروردگار
کہاں تے منجے توں کہاں لائیا (۱۰۱۰) سو لاکس بلایاں میں سنپڑائیا
نہ یاں آدمی زاد کا کئیں نشاں — نہ منج کوں ہے یاں کوئی جان ہور پچھان

ع(ن) - ہوئے عاشق اُسکے درندے تمام — جتے تھے جناور پرندے تمام (ح)

ع(ن) - دیکیا اُس حسن بے سدھ ہو گرنے لگے - (ح)

ع(ن) - سو اس غمزدے کے کھلانے کے تیں - (ح)

جدہر دیکھتا ہوں اُدہر بے قیاس جنگل کے جناور کھڑے آس پاس
گموں کیوں ان ساتھ دن رات میں کروں اس گنگیاں ساتھ کیا بات میں
گمہوں ان کے گنگاں
مجے کوں آپہاڑ کھاتا ہے کی مہرا جیو لے کون جاتا ہے کی
نہ معلوم
دریغا میرے بخت ہیں کیسے سخت کسی کوں دنیا میں نہ ہوئے ایسے بخت
نہ ماں باپ تھے پاسکوں کچ جواب نہ معشوق تھے ہو سکوں کامیاب
ہر یک وقت اس دہات رونا اچھے نڈہال آپ میں آپ ہونا اچھے
نہ گمتا دکھیت وقت اپنا کہیں کیا فکر یک دیس من میں وہیں
گذرتا دن دل
سو یک رات ادھی رات گدری دکھیت جگت نیں کوں نیند پکڑی دکھیت
زمانے کی آنکھ
جناور لگے اونگنے ٹھار ٹھار (۱۰۲۰) پڑے بے خبر سب نہ تھے کوئی ہشیار
یکایک ہوا غیب تھے بل اُسے چڑیا ہات ہمت کیرا کل اُسے
قوت
چلیا اُس آدہی رات ال تے نکل بڑے دغدغے ساتھ جنگلے جنگل
پکیلا ننگے پاؤں ننگے سر پر تھے خارمنیلاں اُسے جیوں حسر پر
کیتک دن کوں جوں بات پایا یک ایک نظر تل پڑیا دور تے شہر ایک
جو اُس شہر کا قیصریہ تھا ناؤں صفا جا بجا ہور ہوا ٹھاؤں ٹھاؤں
بڑا شہر نا حد نہ کچ انت اسے کہ چوندہیر لگ پیٹھ ویس بنت اسے
انتہا چوطرف بیس ملک راستے

جو لیا سات تو آسماں اس میں چھپائیں　　تو یک کونے میں اس کے سب چھپ کے جائیں

نچھل جو کدن رستے بازار چار　　سو جیسے لطافت میں گلزار چار

ولے آدمی زاد نئیں کوئی وہاں　　بھرے ہیں وہاں باندرے جاں تہاں

حکومت اُنن کا چ ہے ٹھار ٹھار (۱۰۳۰) اُنن کا چ چلتا ہے واں کاروبار

دیکھے شاہزادے کوں جوں سربسر　　لیگئے اپنے راجے کنے قید کر

جو دیکھتا ہے واں شاہزادہ نچھا　　عجائب طرح کا ہے اونچا چھجا

رکھا ہے جڑت کا تخت میانے میان　　زمیں واں کی دستی ہے جیوں آسمان

چھبیلا جواں یک گیا نے سگڑ　　خوش اُس تخت اپراں بیٹھا ہے چڑ

سکل باندرے دائرہ چھوڑ کر　　کھڑے ہیں ادب سات ہت جوڑ کر

بلا باندریاں کوں کہیا او جواں　　کہ کرسی لیکر آرکھو میانے میاں

لیکر آئے جا بیگ کرسی نچھل　　کہ جوڑے اتھے اس جواہر بے بدل

ملک زادے کو بیسلا اُس اوپر　　لگیا پوچھنے حال اُس سر بسر

کہ اے جاں توں کاں تے آیا ہے کہ　　کہاں کہاں تے کس گاؤں جاتا ہے کہ

ون کہ اے جان بدونت توں کون ہے　　تیرے مکھ پہ کس حسن کا لون ہے (ح)

توں کس کا ہے جایا بیٹا اُٹھاؤں کوں (۱۰۴۰) کہاں چاند تیرا ہے اسماں کوں
تجے کام کس وضع سوں آکھڑیا	تو کیوں اس خرابے منے آپڑیا
سو کہہ مج کنے کھول اے یار توں	ہو مہماں چند روز اسٹھار توں
جو ایسی او شیریں زبانی کیا	ملک زادے کوں گال پانی کیا
سو یکدہرتے جو حال اپنا اتھا	جو کچ تلملا نا و تپنا اتھا
جو کچ آکہ ڈاٹیا اتھا باٹ میں	جکچ سر گہرا اتھا جنگل گھاٹ میں
سراسر کہیا کھول اس جان سوں	لگیا پوچھنے اس کوں پھر گیان سوں
کہ اے بخت ور راج تج راج کی	تیرے تخت کی اور تیرے تاج کی
روش ہور ترتیب کچ ہور ہے	تیرے تخت کا باؤ ور زور ہے
سو پوچھیا کہ اس راج اس ٹھار توں	مراتب یو پایا ہے کس دہات سوں
تجے باندریاں سات گمتا ہے کیوں (۱۰۵۰) تیرے من میں یہ ذوق جمتا ہے کیوں
تیری خسروی کا عجب طرح ہے	نجھانے تجے منج ہنس کوں فرح ہے

۔ کہہ اے بھائی تیرا ہے آسان کون (ح)

۔ ہوا کیوں یہاں یو مراتب تجے	اپڑتا ہے کیوں ہور راتب تجے (ح)

۔ آنکھیاں کوں میرے آج لگ فرح ہے۔ (ح)

اگر مج پہ توں آشکارا کرے / دعا تج مبارادح سارا کرے
کہیا[ن] تب وو راجا کہ سُن اے انیس / میرا باپ تھا مصر کیرا رئیس
دیا بھیج مج کرنے سوداگری / لیکر آنے سودا سو دریا وری
یکایک سو کشتی پھوٹی موج مار / سو تختے اوپر ایک نکلیا بہار
وہاں باندرے فوج کر آئیے / پکڑ کر مجے واں تے یاں لائیے
ستم زور سوں بیسلا تخت اوپر / دیے پادشاہی مج اس وقت پر
دورائی میری شہر ہیں سب پھرائے / مجے آپنا راج کر بیسلائے
کہ اس قوم کے باندریاں ہیں تمام / چلیا ہے رسم اس وضیا کا مدام
جو مرتا ہے راجا اُن کا کد ہیں[ن] (۱۰۶۰) قرار اُن کوں اچھتا نہیں ہے کہیں
دیے پاج شاہی کسے ہوئے تا ئیں / نہ جوڑیاں کنے جائیں نا کہاں کہائیں
اُنن کے اوّل کے مہاراج کی / سو بیٹی ہے اَیت شرم ہور لاج کی
گموں اس ستیں ہیں کہ ہم جنس ہے / وہ ہم سار خاکی وہم انس ہے

ن - کہیا بعدازاں یوں کہ اے ہم جلیس (ح)

ن - کبھی راج اُن کا جو مرتا ہے کوئی / تو ورا قراراں کے دل کو نہ ہوئے (ح)

لکھیا اس وضا تھا سو انپڑیا سچے خدا امن ہور دیوے راحت تجے

مل ایکس کوں کیبات کر اس طریق کندورے شہانے اتھے جس طریق

کیا امر لیا پار کرنے شتاب کیتاک جنس کے نعمتاں بحساب

جو لیا کر کندورے کئے بار خوب جڑت کے رکھے ظرف ہر ہار خوب

دونوں مل کے خوش ذوق سوں کہان کھائے رنگیلا شراب ارغوانی منگائے

پیالے لگے عیش سوں جھیلنے ہوئے مستعد باندرے کھیلنے

اپس میں اپے تال منڈل بجائے (۱۰۷۰) بکت بازیاں کے تماشے دکھائے

کلانٹیاں اچھلنے لگے میل خوب کیتاک کھیل مضحک کیتاک کھیل خوب

ہنر بھید اپنا جتا تھا دکھائے بہر حال دونوں کوں خوش کر ہنسائے

کیتاک دیس شہزادے کوں رکھ دوراج کیا بات لانے کوں یک دن علاج

پیالے رکھ اس ہات دن تین چار شگفتہ کیا ماندگی سب اوتار

سمج خیال اس کا کہیا یوں اسے کہ توں جیو سوں عاشق ہوا ہے جسے

یہاں کوئی اس تھے خبردار نیں کسی ملک میں او تو اظہار نیں

عجب کچ ہے دنیا میں تیرا پرت نہ دیکھیا کوئی ایسا ہی گھرا پرت

انپڑنے تیرے داد فریاد کوں سکت نیں کسی آدمی زاد کوں

تیرے من کے مقصود بر لیا نہار — نہیں کوئی یاں باج پروردگار
بغیر
توکل سوں کر آپنے من کوں شاد — (۱۰۸۰) ٹک ڈھونڈ ہور پاتوں اپنا مراد
اپنے دل
کہ اس دہات یک بادپا عین فرات — منگایا جڑت کے خوش اپرن سنگات
گھوڑا جڑاوی لباس خلعت
آنکے ہوا پے سر کلا او کس اوپر — دعا اس کیرے حق میں لک دے ہات کر
کرا اظہار اپنے جیتے مہر سے — روانہ کیا خوش اسے شہر تے
کتیک باندرے دے کے اسکے سنگات — جہاں لگ ہے اپنا ملک ہور ولات
ولات یعنی ملک
وہاں لگ اس انپڑاو کر بھیجیا — دعا اس کے حق بے نہایت کیا
چلے باندرے اس کوں انپڑاوتے — تماشا ہر اک ٹھار دکھلاوتے
کھڑے رہے رضا لیکے ابلاڑ خوش — کئے اپنے سر حد تھے پیلاڑ خوش
پار

کوچ کردن سیف الملوک از قیصریہ

چلیا شاہزادہ لے ونیاک بھی — اٹھی سلگ کر برہ کی آگ بھی
ہجر
سو پھر اپنے معشوق کے دھیان سوں — جھگڑتا زمیں ہور آسماں سوں
سراسر سر پہ آپنا جالتا — (۱۰۹۰) انگارے انجھو گرم ادہک ڈالتا

انجھو گرم انکھیاں ستی ڈالنا۔ (ح)

نٹے ہنٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ گویاں ہور جھڑپے جھڑپ پھاڑے پھاڑ
اُلنگتا گیا یک جزیرے کنے جو دیکھتا ہے جا اُس جزیرے منے
لگے ہیں گگن اوچے صندل کے جھاڑ کھڑے ہیں ہر یک ٹھار خوش پاؤں گاڑ
زمیں سب سُنئے کی ہے اس ٹھار کی جھلکنے میں جیوں سور کے سار کی
بھرے ہیں مکوڑے وہاں ٹھار ٹھار ہتی سار کے آدمیاں کہاں ہار
بُھکے ہو کے پھرتے ہیں چارے کے تئیں سو کھانے منگے اِس بچارے کے تئیں
لگیا پھر وہ جیو کے دروں نہاس نے سو دیکھیا پنکھی ایک ایسے منے
بڑا دہڑ شتر مرغ کے سار کا بڑے شہپراں تیز منقار کا
کنارے پہ دریا کے بیٹھا ہے آ پکڑ وہیں لیا اس کے دو پاؤں جا
چلیا اس کوں لے مرغ اس ٹھار تے (۱۱۰۰) اڑیا ہور ہوا غیب سنسار تے
اُلنگتا اُلنگتا کیتک پاڑ وو چلیا ایک سمدور کے پیلاڑ وو

---

[۱] سو حیراں ہوا شاہزادا انت لگیا فکر کرنے کوں من میں بہوت

---

[۱] نوٹ :- اس مقام پر بھی وجدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پر یہ نوٹ لکھا ہے۔
"ایں نہ[۹] بیت از ملحقات است"۔ دوسرے کسی نسخہ میں یہ ابیات نہیں ملتے۔

جوواں تے سٹونئیں نہاس سکتا تھا کہیں | لڑکتا چلیا اُس کے جنگل میں وَیں
(بھاگ)

اسی فکر میں شاہزادہ رہیا | معلق ہوا پر سوں گگن پر چڑ ہیا

بزاں شاہزادا کہیا دل منے | نہیں یاں خدا باج مشکل منے
(بعد ازاں) (بغیر)

لگیا رووں نے دل میں سو بخت پر | وہیں بخت سختی تے سختیاں پچ اُپر

عجب کھیل تیرا ہے کرتار حق | تو جیو بانچنے کا مجے دے سبق
(خدا) (بچانے)

سٹیا جیو کا وو بھروسا بہوت | لگیا دھیان اللہ سوں آکر نروت

الٰہی بچاتا اہے بہت دہات | اپنیا یو پڑیا آکے مشکل ات

سو تدبیر کے ہات تے بل کیا (۱۱۱۰) ادک شاہزادا سو نکل رہیا

چلیا وو سو گگن پر وطن آپنے | سوا اپنے وطن بیچ کوں نا پنے

پڑیا ایسے جنگل منے آئیکر | جو پھر کوئی آنا سکے جائے کر

وہاں آپ تے ٹھار کا کہوچ کاڑ | ہوا سار جا ایک اونچا ہے جھاڑ
(بکال)

سو اُس جھاڑ کی پیڑ دوڑے تیاں | سو ڈالیاں نپڑ لے اٹھیاں تھیاں اُبھال
(پکڑ) (بادل)

اتار اُس اوپر شاہزادے کے تئیں | بچیاں پاس اپنے چلیا دوڑ ویں
(پکڑیں)

اول تھے ایک آدم جو وَیں مار کر | رکھیا تھا جتن آپ نے ٹھار پر
(پہلے سے) (محفوظ)

سو ٹکڑے کر اس بانٹ بھانے لگیا — بچیاں تائیں اپنے کھلانے لگیا
دیکھت شاہزادہ جو اُس جھاڑ تل — پڑے سو جہاں کے تہاں ہاڑ گل
یکا ایک ایسے منے ایک سانپ — بڑا سار کا دھڑ زمیں کوں لے ڈھانپ
ڈُہلارا اُچاتا وہاں آئیسا (۱۱۲۰) بچیاں[ن] کوں سو کھانے کے تئیں دہائیا
چڑیا جھاڑ اپر ال دیں جھانپ مار — سب اس کے بچیاں کوں نگل ایکبار
لیا اُس مُرغ کی مُنڈی جائیکر — بھسم کر ستیا تل منے کھائیکر
دیکھیا شاہزادہ جو اس حال کوں — چھٹی کانپنی تن پہ ہر بال کوں
جو ہیبت زدہ ہو لگیا کانپنے — سو تدبیر واں سے کیا تھا سنے
یکایک کبل آکہ بازی گھرٹی — سو ویں جھاڑ اوپر تے میلیا اوڑی
جنگل بیچ پڑ لاکھ دشوار سات — لگیا تھا سنے تائیں واتی سنگات
نہ کچ حال تن میں نہ کس پاؤں میں — سو اُٹھتا و پڑتا ہر یک ٹھاؤں میں
ادیک پیاس ہور بھوک تھے تلملے — چل آیا ہلوں یک ہرے جھڑ تلے
سو واں ایک چشمہ اتھا آب کا — خجل اُس اُنگے آب گلاب کا

ن ۔ بھکا تھا سو بھبکارتا دہائیا (ح)

پڑیا تھا واں غیب کا ایک آنار (۱۱۳۰) سو رنگ رس بھریا ہور میٹھا دانہ دار

بھکا تھا سو ویں چیل کھایا اُسے — رگے رگ منے جیو آیا اُسے

پیا نیر چشمے منے جائیکر — کیا تکیہ اس جھاڑ تل آئیکر

پنکھی ایک ایسے میں مرغول اٹھا — یوں اُس جھاڑ اپراں تھے بول اٹھا

سُنیا ہے جواں یو جو صاحب جمال — ہوا ہے جو برہے کے غم میں نڈھال

بڑا کچ بلا ایک یاں آئے گا — سو اس بگینہ جواں کوں کھائے گا

پنکھی دوسرا اُسن بُرا ان کر — دریغے ادیک من منے آن کر

لگیا پوچھن اسکوں یو کیا ہے کنا — کہ اس بگینہ کا سو کیا ہے گنہ

کہیا وو پنکھی کھول اس دہات تب — کہ قصہ سو اس جوان کا ہے عجب

کہ یک دن کتک جن آئے اتھے — ل یکیٹھار مجلس بھرائے اتھے

بکوئی تھا بڑا جن جو مجلس منے (۱۱۴۰) بیجا یک اٹھیا بول کر یوں کتے

کہ ہے بست ایسی جو او کھائی جائے — او کھائے تو جناں کی شاہی ہنج آئے

سنیا ہوں کہ کیں باغ ہے یک رتن — ہے اس باغ کا ناؤں او تار بن

ملا - کہیا بھید اس ٹھار کیا ہے کنا (ح)

وہاں جھاڑ ہے ایک انّار کا — لگیا ہے اُس ایک پھل جو اوتار کا
دیو ینگے مجے لیا کے او پھل جکوئی (جو کوئی) — تو میر ایران (جان) اُس تے خوشنود ہوئے
مجالس ہیں بعضے اتھے جن جتے — سو ڈہنڈ لیا و ینگے کر قبولے دیتے
چھ مہنے کی فرصت لئے یک رخن — چلے ڈہنڈ لیتے او اوتار بن
سو یک جن نے اس باغ کوں پائیا — وو اوتار پھل جائیکر لائیا
یکا ایک پیاسا ہو پانی کے آس — پینے نیر (پانی) آیا جو چشمے کے پاس
ولے پھر کے جاتا وقت نابکار — بسر (بھول) کر گیا تھا وو اوتار انار
اُسی پھل کوں یو جواں کھایا ہے (۱۱۵۰) ولے بھید اِس کا نپایا اہے
بسر (بھول) کر گیا سو وو جن آگ ہو — بسانے(ن) (مانند) بلا اُس پہ آتا ہے وو
اگر عقل کچ ہوئے گا اس منے — ہے خاتم سلیمان کا اُس کنے
وو جن پھر کہ جس وقت یاں آئیگا — جو انار ڈہنڈنے کے تئیں دھائیگا
کناوں غضب سوں اُسے ہاک (پکار) مار — کہ اے جن کدہنگی نجس نابکار
وو اوتار بن تھا سلیمان کا — رضا باج (بغیر) اس کے پھل اُسٹھار کا

ن۔ سو آتا ہے اُس کے اوپر ناگ ہو (ح)

تجے توڑنے ہات کس دہات آئے　　تو کیا کام رہ رہ کیا ہائے ہائے
سلیمان بھیجیا اہے یاں مجے　　لیکر آؤ بند کر پچھونڈے تجے
دیا ہے نشان آپنا میرے ہات　　کھڑے ہو نہ دیسوں تجے ایک سات
او جن جیوں سلیمان کیرا نشان　　دیکھے گا تو اُڑ جائے گا دین پچان
دیسے گا اُسے ٹٹ پڑے نیوں آکاس (۱۱۶۰) سو چھپ جائیگا بیچ پاتال نہاس
سو سیف الملک جیوں سنیا یوں بچار　　ڈڑی مار کر جا چھپیا ایک ٹھار
جیوں آیا وو جن دوڑ چشمے کنے　　یکا ٹیک آیا نکل بھار اُنے
انگوٹھی دکھایا اُسے ہانک مار　　سو ہیبت زدہ ہو کے بے اختیار
ہوا غیب پاتال میں جا وو جن　　سلامت چھوٹیا اُس کے ہاتاں تے اُن

رسیدن سیف الملوک بہ جزیرۂ اسفند

جو راحت قلم کی زباں کوں چھوٹے　　قلم شاخ اسرار کی یوں پھوٹے
کہ رحمان اپنے بندیاں کے اوپر　　دیا کی جو منگتا ہے کرنے نظر
اُچا آپنے پیار کے ہاتھ سوں　　بچاتا ہے آفت تھے ہر دھات سوں
کریں جہاں پر کر نہار وے　　مشقت کوں راحت دیونہار وے

جو نکلیا وہاں تھے سو سیف الملوک ۔۔۔ پڑیا جا کے ہور ایک جنگل میں چوک
اکیلا جو آنگے ہو جانے لگیا (۱۱۷۰) کٹھن باٹ کوں چل گھٹانے لگیا
چڑیا جا ٹیکر ایک ٹیکاں اوپر ۔۔۔ دیکھیا دور تے ایک میداں اوپر
سو چوندھیر اُجالا برستا اہے ۔۔۔ جنگل نور سے تیج بستا اہے
لگیا بھوت اُسے یو تماشا عجب ۔۔۔ رہیا گم ہو آپس منے آپ تب
چڑیا ٹیک اوپر تھے اُتر آئیا ۔۔۔ نظر چار اطراف دوڑائیا
سو بے مثل نقشے رنگا رنگ محل ۔۔۔ صفا دار یکایک پڑیا دِشٹ تل
جو نزدیک آیا خوشی سات جب ۔۔۔ آپستے آپی کھل پڑے قفل سب
درونی چلیا ذوق پا بے شمار ۔۔۔ نچھا دیکھتا ہے جو واں ٹھار ٹھار
سنوارے اہیں غیب تھے سب محل ۔۔۔ بچھانے بچھائے ہیں جاں تہاں نچھل
رکھے ہیں تخت ہور اُس کے اوپر ۔۔۔ سُنیا ہے لے مونہہ ڈھانپ کئی بے خبر

---

(۱) ۔ سو دہلیز اوپر سٹیا ہات جب ۔ (ح)

(۲) ۔ سو دیوار در سب چتارے چتار (ح)

(۳) ۔ سُنتا ہے اپس ڈھانپ لے کوئی بشر (ح)

نہ ہلتا نہ چلتا ہے اس ٹھار تے (۱۱۸۰) نہ دہرتا خبر کوچ سنسار تے
نہ ڈرجیو کوں اپنے اس وقت پر دیا مرگ کے ہاتھ اپس سخت کر

یافتن سیف الملوک ملکہ را

چلیا دھس کہ دیکھیا نزیک جا اُسے سوناری ہے مقبول سوتی دِسے
نہ اُس سار صورت منے حور کیں نہ ویسی تجلی ستی سور کیں
کتک بار بیٹھا نزیک بے قرار مگر نیند تے ہوئیگی کر ہوشیار
سو ہر گز وو ہشیار ہوتی نہیں موئے تیو نچ دستی ہے سوتی نہیں
ڈربا ہور منگیا پھر کے جانے وہیں سو دیکھیا پی یک سرانے وہیں
اُچا وو پٹی دیکھتا ہے جو پڑ سو باندیا ہے کئی نیند اُسکے اوپر
سٹیا پھوڑ جوں ٹکڑے کر وو پٹی وہ مقبول یکایک وہیں جاگ اٹھی
انگے ہو کیا شاہزادہ سلام مکھ اُس کا دیکھت ذوق پایا تمام

ن۔ دیا دل کوں ہمت سو اس وقت پر۔ (ح)

ن۔ تو ہرگز نہ کچ ہوش پاتی دِسے نہ کچ ہات نا پگ ہلاتی دِسے (ح)

سو حیراں ہو بیٹھی وو اُس گھڑی — ادہر کھول جیوں پھول کی پھنکڑی
کہی یوں کہ یاں آدمی زاد کون — نہ تھی قدرت آنے کیوں آیا ہے توں
سہی کہہ کہ توں کون کس ٹھار کا — خبر کیوں لیا ہے توں اُس ٹھار کا
تیرا ناؤں کیا کون انسان توں — خبر دے مجھے گنونی جان توں
تب اُس شاہزادہ اٹھیا بول کر — حقیقت سو اپنا کہیا کھول کر
کہ اے نار قصہ ہے میرا دراز — کہوں گا جو سننے کوں آسے نہ واز
ہوئے برس تیرا مجھے رات دن — جو پھرتا ہوں وہتا گ سر لے کٹھن
بلایاں بہوت سو سیا برہ کیاں — جفایاں دیکھیا عشق کے گرہ کیاں
ہوا عشق تھے حال سب پائمال — بجا نوں ہونہار ہے کیوں اُنال
بدیع الجمال ایک ہے شہ پری — وو صورت پہ اپنی مجھے یوں کری
کہوں کیا تج اے شاہ شکر لباں — کہ یاں لٹ پٹاتی ہے میری باں
نہ وو ملتی ہے نا گلستان ارم — یوں اس تائیں کھوتا ہوں اپنا جنم
تلیں دہرتری ہور اوپر آسماں — دکھوں ہیں جاتا ہوں میانے میاں
کہ دہرتا ہوں سینے میں دکھہ کٹر زمیں — ہوا ہوں پریت سوں پنچ جل بھر زمیں
کہ دہرتا ہوں سینے میں لک خار خار — پڑے ہیں کلیجے میں روزن ہزار

بیکایک اللہ جو لیایا مجے سو اس محل میں آج پایا تجے
نیرا حال ہور وضع کیا ہے سو بول چھپا توں نکو مج تے دل کھول کھول

ہم راز شدن سیف الملوک با شہزادی

وو امرت کے گن کی سگی مہربان فراست سوں اس کا جلیا دل پچھان
کہی یوں کہ بیٹی ہوں میں لاج کی میر اندپل کے ملک کے راج کی
ہمیں در اصل تین بھاناں اتھیاں سو یکدن رضا باپ کی لے وتیاں
گیاں باغ میں سیر کرنے کے تئیں (۲۱۰) لگیاں تیرنے حوض خانے میں وہیں
سو در حال وہاں ایک بارا اوٹھیا چمن در چمن سب دہولارا اوٹھیا
سو اس دہول میں تے جناور بڑا اچا کر منجے لیگیا ویں اڑا
ہوا پر چلیا دوڑ پنکھ مار مار رکھیا منجکوں لیا کر سو اسٹھار اتار
انگے ہو ہیرے آکیا ویں سلام کہیا ڈر نکو اے چنچل نیک نام
کہ عاشق ہوں میں تج اتم ماہ کا کہ بیٹا ہوں پریاں کے میں شاہ کا
بڑا بھائی جو یک منجے آج ہے وو دریائے قلزم کیرا راج ہے
اسی محل میانے ہے میرا مقام نہ میرا ہے یو بلکہ تیرا مقام

یو جاگا جزیرا ہے اسفند کا — فرح بخش ہور لاکہہ آنند کا
رکھیا یوں لیکر آکے اسٹھار منج — کیا یوں بلا ہیں گرفتار منج
مہینے کوں یک بار آتا ہے وو — منجے دیک پھر پھر کے جاتا ہے وو
ہیں اس کا کہیا ناسوں دیک کر — غُصا بے نہایت پکڑ منج اوپر
منتر سوں میری نیند کوں باندیائے — یکیلی منج اس محل میں چھوڑ جائے
سوتوں جس پٹی کوں سٹیا چھوڑ کر — بندیا تھا میری نیند اس کے اوپر
اسی وضع سوں برس بارا ہوئے — میرے دیس چپکی آوارا ہوئے
کہوں کیا تجے کہنے کی بات نیں — کدیاں اختیاری میرے ہات نیں
دل اپنا توکل سوں کئے ہوں گنبھیر — کہ نیں منج خدا باج کُٹی دستگیر
نکو جادو دیس اچھہ میرے پاس توں — نکو لیا لے کچ دل میں وسواس توں
وو آسے نہ اجنوں نہ ہو گھا پرا — اجھوں دیس باقی ہے یک سا ترا
دے شہزادے کوں دہیر اس دھات سوں[۱] — اُٹھی بول پھر یوں میٹھی بات سوں
کہ اس وقت پر ہیں تجے لے جواں — تیری موہنی کے جو دیونگی نشاں

۱۔ جو احوال اپنا سب اُس دھات سوں (ح)

کھونگی جو باغ ارم کی خبر　　تو کیا انپڑیگا منجکوں اس کا ثمر

خبر دادن شاہزادی از بدیع الجمال سیف الملوک را

وو گنونت سکی جو کہی اپنی بات　　خوشی سوں پھُلی شاہزادے کی ذات

ادب کی رَوِش سات سرکھیں پر دَھر　　دعا ہور ثنا اسکوں لئی دہات کر

کہیا یوں کہ اے موہنی نیک نام　　فدا تج پو ہتے جیو میرا تمام

اگر توں کہے گی منجے اسکی بات　　تو دیگا خدا تج جزا ہاتے ہات

جو دیگی توں اس موہنی کا نشاں　　کریں گے دعا تج زمیں آسماں

جو خبراں کہیگی توں اس حور کے　　تو اُتریں گے تج پر طبق نور کے

رہیا ہوں بہوت کچ آوارا ہو میں　　اسی تا مَیں پھرتا ہوں بارا ہو میں

پریشان اس کا ہوں ملکے ملوک　　بھریا ہے رگے رگ منیں اس کا دوک

میرا دو کہہ گنوا توں کہ ہے تج ثواب (۱۲۴۰) منجے تیری دولت سوں کر کامیاب

دیکھی عاجزی اس کی جیوں او تپیا　　سو دل میں تھے وہیں مہر کا جوش اٹھا

لگی کھول کہنے کوں سن اے جواں　　کہ منج بیٹھے کی تھی نھنی ایک بھان

ہمن تین بہناں میں وو خوب تھی　　سو ہنڈیل عالم میں محبوب تھی

تن اس کا نچھل (صفائی) مکھ مکاتا (چمکتا) اچھے ‏ ‏ ‏ ‏ عنبر مشک کا باس آتا اچھے

ہنسی سات گلریز جیوں باغ تھی ‏ ‏ ‏ ‏ کلیجاں پہ حوراں کے جیوں داغ تھی

سو یکدن لے سنگات ہمنا کوں مائی ‏ ‏ ‏ ‏ خوشی سات یک باغ میں لیکر آئی

کیتک دیس وہاں شادمانی کئے ‏ ‏ ‏ ‏ ادک (بہت) جشن وال خرّدانی سے کئے

یکایک عورت اک اس ٹھار پر ‏ ‏ ‏ ‏ ہرے جھاڑ پر سے تھے اُتر آئیکر

اگے ہو میری ماں کوں کیتی سلام ‏ ‏ ‏ ‏ اُٹھی بول اس دہات ہو ہم کلام

کہ پریاں کے راجا کی عورت ہوں میں (۱۲۵۰) دیکھن آئی ہوں تیری بیٹی کے تئیں

سکل (تمام) شہ پریاں میں میرا ناؤں ہے ‏ ‏ ‏ ‏ میرا گلستانِ ارم ٹھاؤں ہے

جو ہے منج کنے ایک بیٹی نہنی (چھوٹی) ‏ ‏ ‏ ‏ سو ہے وو میرے نین (آنکھوں) کی روشنی

رکھا ناؤں اس کا بدیع الجمال ‏ ‏ ‏ ‏ ہے اس سات میرا محبت کمال

بہوت دن تھے اچھتی (رہتی) ہوں اس ٹھار میں ‏ ‏ ‏ ‏ ادک خوش کئے ہوں یو گلزار میں

تجھے دیکھ میں ذوق پر ذوق پائی ‏ ‏ ‏ ‏ اچھو قائم یو آج تھے آشنائی

یو بیٹی سو تیری ہے بیٹی میری ‏ ‏ ‏ ‏ پو بیٹی سو میری یو بیٹی تیری

پلا پیار سے دود تیرا اُسے ‏ ‏ ‏ ‏ کہ میں دیونگی دودھ میرا سے

کر اس وضع سوں بات اکھیں کرل ایک ‏ ‏ ‏ ‏ رہے دو جنے مل اپس ایکوں ایک

لگا جیو وو یوں میری مائی سات — کرن آوے مہینے کوں یکبار بات
بڑی ہوئیگی وو چنچل آج کوں — اچھیگی سورج تے چنچل آج کوں
عجب شہ پری ہے وو صاحب جمال (جمال) — کہیں جگ میں ہوسے (ہوسکے) نہ اس کا مثال
میں اپنے نگر بیچ اچھتی جو آج — تو کرتی ہر یک وضع تیرا علاج
کہتی ہوں ہور یکبات سن اے عزیز — اگر تج سکت ہے تو دے مج تمیز

سو شہزادہ سن کر ہوا یو خوش حال[1] — کہیا سن اے روشن تن صاحب جمال
کہ میں عرض کرنے بھی منگتا ہوں تج — اگر خوش زباں کھول فرمائے مج
خدا مشکل آسان کرنہار ہے — نرادھاریاں (بے سہاروں) کوں وو آدھار (سہارا) ہے
کہی موہنی بول کیا ہے سو مج — کہونگی میں اس بات کا جاب (جواب) تج
کہا جب وو دیو آوے اس ٹھار پر — سو توں پوچ (پوچھ) لے اس کے جیو کا خبر
میرا جیو تج ہات میں ہے یہاں — تیرا جیو معلوم نئیں مج کہاں
یو خوبیں خبر او سنتے ہے مج کنا (کہنا) — تو میں کر سٹوں (پھینکوں) اس کوں تل میں فنا
یو سن موہنی کہی (کہی) شکر لب کوں کھول (کھول) — لئے ہوں خبر او سنتے کہی (اچھی طرح) بول کھول

---

[1] نوٹ:- وجدی نے ان آٹھ اشعار کو بھی الحاقی لکھا ہے اور کسی دوسرے نسخہ میں بھی درج نہیں کیا۔

کہ یک دیس مجکوں رکھیا سو پڑا　　لگیا مج سوں باتاں کرن بھو تیرا (بھیرا)
کہیا یوں کہ تج بن نہیں کوئی منج　　تیرا عشق کافی ہے جگ دوئی (دونوں) منج
بہوت ہے میرا جیو تیرے اوپر　　ولے نیں تیرا جیو میرے اوپر
ہیں اس بات کوں جا دی یوں پیارا　　کہ منج پر اگر جیو ہوتا تیرا
تو[ف] البتہ اپنا کتا راز منج　　دتیا اپنے باطن تھے آواز منج
تیرے ہات ہیں ہے میرا جیو توں یاں　　ولے کہہ منجے ہے تیرا جیو کہاں
اگر[ع] آدمیاں تھے پریاں کوں حیات　　اچھے زیاست تو کیا ہوا نیں نجات
دو دن کی دنیا کوں نکر اعتبار　　کہ جینا ہمارا ہے دو دن ادو ھار (وام)
ہیں آگے پیچھے جا نہارے ہمیں　　سچ لیویں آپس میں بارے ہمیں
سنیا منج زباں تھے ادو باتیں (چھوں)　　اٹھیا بول کر پھیر منج سات یوں
کہ ہے سچ تیرا جیو میرے ہات میں　　ولے نیں (جواب میں) میرا جیو تیرے ہات میں
میں اے موہنی تج تے اب کیا چھپاؤں　　کتا ہوں میرا جیو رہتا سو ٹھاؤں

ف توں تا نہیں منج تے راز توں　　کتا کھول اپنا مجے راز توں (ح)

ع اگر آدمیاں کوں پریاں تے حیات (ح)

کہ ہے ایک صندوق شیشے کیرا — سو اس کے درونی اہے جیو میرا
وو صندوق سو ہے دریا کے بھیتر — انگوٹی سلیماں کی کوئی اگر
دریا کے نزیک جا کے دکھلائیگا — نکل او سنگا تیج اوپر آئیگا
بزاں واں تھے اے موہنی مہرباں — میری زندگانی سری کر پچھان

کشتہ شدن دیو از دست سیف الملوک

سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں — کہیا خوش ہو اُس پدمنی ذات کوں
کہ اے موہنی پاک داماں کی — انگوٹھی تو حضرت سلیمان کی
میرے پاس حاضر ہے وب ہیں اتال (۱۲۹۰) توں کیوں منجکوں سنبھالتی سو سنبھال
سلیماں کی اُس انگوٹھی کوں دیکھ — ہوئے شاد بھوتیچ اکیس تے ایک
زمانہ جو آخر ہوا مہرباں — سو دونوں کو ہمت دیا آسماں
پکڑ ہات ویں بات سارو ہوئے — مل اپنے درد دوکھ کے دارو ہوئے
یکس کوں یکن جلد ہو پاؤں سار — شتابی ستی آئے دریا کنار

عن۔ پہر تہار ہوں تج ادب میں اتال (ح)

دکھائے دریا کوں انگوٹی پچھل — سو درحال صندوق آیا نکل
جوں یکبارگی پائے دونوں جنے — اوچاکر لیکر آئے دونوں جنے
وو صندوق جیوں دیکھئے کھول کر — جناور اتھا ایک اوس کے بھیتر
سٹے اُس جناور کی مونڈی مروڑ — کئے چور صندوق کوں توڑ پھوڑ
سو درحال پیدا ہوا ایک غبار — برسنے لگا میہوں لہو بے شمار
پہاڑسار کا سر اک انزال سے تھے — (۱۲۰۰) پڑیا سو ہلیا دہرت پاتال تھے
دیا جھڑ بریا جیو اپنا تروت — سو اس کے مرگ تھے ہوئے خوش بہوت
خدا اس بلا تے کیا جیوں خلاص — سو چلنے کوں واں تے کئے فکر خاص
عن دونوں ویں نہنی ایک ہوڑی کئے — جواہر کنکر اس میں کچھ بھر لئے
کر اللہ کا شکر واں بے شمار — ہوئے خوش دونوں کے ہوڑے سوار
قضا پر نظر رکھ توکل ستیں — دریا پر چڑھے فوج کے بل ستیں
چلیا باد بیگ ہوڑے کوں کاڑ — عجائب کیتیک دیکھتے جھاڑ پاڑ

عن گیا جیوں وو دنیا تے نابود ہو — ہوئے مرگ تے اُس کے خوشنود یو (ح)

عن نہنی ایک ہوڑی نوی راس کر — جواہر کنکر خاص چن اُس میں بھر (ح)

چھ مہینے تلک دو کھ جفا دیک دیک　　النگتے عجائب جزیرے کیتک
نتھی سُد کدہر موج کیوں آو تے　　نہ تھا فام یوں کچ کدہر جاؤ تے
ہو ماندے بہوت یک جزیرے میں آئے　　کیتک دیس رہ وہاں اسن پائے

رسیدن سیف الملوک و ملکہ بشہر واسط و ملاقی شدن تاج الملک

جوں اقبال کا در کھولا غیب تھے (۱۳۱۰) چڑیا دو کھ کے ملہ پر کلا غیب تھے

خوش اُس ٹھار روزی فراغت ہوا　　پریشان خاطرکوں راحت ہوا
سو یکدن نکل شاہزادا وہاں　　ہلوں سیر کرنے لگیا جان تہان
سو آدم کیتک واں پڑے دشت تل　　یکا یک خوشی آئی من میں ادِل

۔ تماشا کئے پھیر پھیرے کیتک　　صفا دار الُنگتے جزیرے کیتک (ح)

سلامت سوں ایسے جزیرے میں آئے　　جو واں من کے مقصود کا کھوج پائے (ح)

ع۱۔ نوٹ:۔ یہاں پر وجدی نے حسب ذیل عبارت حاشیہ پر لکھی ہے۔

"اینجا چند ابیات الحاقی بودند مہمل ۔ من نہ نوشتم آں را۔"

سو نزدیک جا سب کوں کیتا سلام — کہے مل علیک السلام اُس تمام

وجاہت اوپر اُس کے رکھ انکھڑیں — مل ایک ٹھار بیٹھے سو نا بھایا کڑیں

فراست میں دیک اس کوں عالی وقار — لگے بھیجنے مرحبا بے شمار

ہوئے پاک جہت سات جیوں ہم کلام — سو لیا اونن دہر دوک اپنا تمام

جو بیچارگی لوگ اُس ٹھار کے — سنے قصے اس کے ہور اُس نار کے

سو کاٹے ہات سوں دل ہیں دوک آن لے — کتے وضع سیتی بُرا مان لے

کہے یوں کہ او جگمگا تے شمیں (۱۳۲۰) سمجھتے ہیں کس نہ ہم کے سو ہیں

ہے بیٹی ہمن راج کے بھائی کی — جنی مائی جیتی ہے اُس جائی کی

سراندیل میں بادشاہی سنگات — ہے اُس کا جیتا باپ حالی حیات

چچا اُس نہنی کا سو ایکچ ہے — دو واسط کتے سو نگر بیچ ہے

نکھا ناؤ اُس کا ہے تاج الملوک — عجب کچ ہے اس کا مروت سلوک

ہمیں سب رعیت ہیں اسکی تمام — یہاں تے اُسی کا ہے آگیں مقام

جیوں ایسی خبر خلق تے پا لیا — سو دوڑ اُس سہیلی کنے آ گیا

---

(۱) — اٹھیا بول سب خلق اس دہات سوں — کہ ہم جانتے ہیں سب اُس نار کوں (سعا)

کہا کھول درحال احوال اُسے — خبر دے کیا بہت خوشحال اُسے

فراغت کے مل دونوں ہوڑی (کشتی) پہ چڑ — چلے وانتے راحت کی دریا میں پڑ

چلے شہر واسط کدن (کی طرف) ذوق سوں — لگے باٹ (راستہ) چلنے کوں اَت (بہت) شوق سوں

کہیں بات منزل میں آلیں نہ کر (۱۳۳۰) شتابی سیتی اپنڑے جا اوس نگر

کیتک دن پچھیں شہر واسط کوں پائے — پہر حال اُس کی حویلی میں آئے

جو نزدیک اُس شہر کے خاص باغ — اتھا (تھا) سو رہے واں لگے دیک چراغ

رَین جاگ ربّی کے فرمان سوں — جو آیا نکل سور آسمان سوں

سو اُس شہر کا بے بدل شہریار — نکو کار تاجن ملک نام دار

اُسی[۱] باغ میں خسروی داب سوں — کرن سیر آیا بڑے لاب سوں

سو[۲] ناگہہ نظر اس کی اس ٹھار پر — پڑی شاہزادے کے دیدار پر

سونیاں کوں اُس کے لگا سب کچھ تت — بلا اُس بجھانے (بغور دیکھے) لگیا موکھ (چہرہ) بہت

بڑا[۳] بجھوتر کوئی ہے کر پہچان — نزک بیلا اُس کہیا اے جواں

ع۱ - سو اس دیس تاج الملک شہ سوار — سو نکلیا اتھا کھیلنے تئیں شکار (س)

ع۲ ہوا شاہزادے کے تئیں سامنے — سو اُٹھکے ہو تسلیم کیتا ادنے (س)

ع۳ - بلا اسکوں نزدیک تاج الملوک — محبت سوں دکھلا کے اپنا سلوک (س)

کہو کاں تے آیا ہے لے جواں توں　　سو منگتا ہے جانے کوں کس ٹھاؤں توں
کیوں آنا ہوا یاں تیرا بول منج (۱۳۴۰) جو کچ ہے تیرا ماجرا کھول منج
جو اس وہات کا اُس تے پایا سلوک　　لگیا بولنے حال سیف الملوک
کہ اے شاہ غمگیں ہو سنسار تے　　میں آیا ہوں یاں مصر کے شہار تے
میرا قصا ہے سخت دور دراز　　لگیگا کہنے بار اے شاہ باز
کہ بہتے دن تے پھرتا ہوں غربت منے　　جنم سب گنوایا ہوں شدت منے
کہو سے نہ مج سار دو کھیارا کہیں　　نہ مج سار و تیاگ ماریا کہیں
بہت رنج دیکھیا ہوں میں بھار بٹار　　نہیں ہے میرے دوک کوں کچ شمار
نہ میری جفا رنج کوں ہے شمار　　نہ سینے کوں ٹھنڈک نہ دل کوں قرار
میرا درد کئی نا سنے تو بھلا　　سنے تو بلا ننک اٹھے تل ملا
جو خاطر میں لیا وے میرا رنج کوئی　　تو اُس کا سینا پھاٹ جیوں پھوٹ ٹئی
خبر جس کوں ہوئے ہے میرے و تیاگ تے (۱۳۵۰) تو جل را کھ ہوئے دو کہہ کی آگ تے
خبر ہی میری کھول کہنے منجے　　ادک شرم آتی ہے کیا کوں تجے
سنیا یو جو تاج الملک شہ تول　　دریغے سوں من میں تے آئے اول
کہ بولیا زباں کھول سن لے جواں　　نکو ڈر کہ اللہ ہے مہرباں

کہ غمناک ہوں میں بھی لئی سال تے
خبر کچ نہیں مج میرے حال تے

بھتیجی میری ایک صاحب جمال
گنوائی گئی سو ہوئے بارہ سال

دوک اس کا کروں مجکوں چھاتی نہیں
کہ اجنوں وو کہیں پائی جاتی نہیں

یکائیک گم ہو گئی باغ تے
کہ مرتا ہوں میں نس دن اس داغ تے

موئی ہے کہ جیتی نہیں کچ خبر
بڑا دکھ ہے یو مج کلیجے بھیتر

جو یو بات پھر اس پریشان کوں
لگیا تیر ہو دوڑ جا کان کوں

سو جلتی درونی سوں جل آہ مار
البنڈ یا انکھیاں میں تے دکھ بسیار

کہیا دکھ نہ کر اے سکھی راج توں
خوشی کر یو دکھ چھوڑ دے آج توں

کہ تیری بھتیجی کوں لیایا ہوں میں
کوں ہٹار تے اسکوں پایا ہوں میں

سو کیوں اُس کے لیکھے سگا بھائی ہو
بچایا ہوں سو جانتی مائی ہو

تجے آج تے ذوق ہے لاکھ لاکھ
ولے میں سو ہوں غم تے نت چاک چاک

جتا کچ ہے نازل دو دکھ آفاق پر
جمیا ہے دو دو دکھ میرے سینے بھیتر

ازل تے لیو آیا ہے بانٹا بیرا
کہ پنجیا ہے کانٹیاں سوں چھپا تا بیرا

دو دو دکھ سوں اس وضع گذراں بات
ل اکیس کوں ایک ہات میانے لے ہات

چلے اشتیاقی سوں دونوں جنے
وہیں آئے اس پاک دامن کنے

دیکھیا جیوں بھتیجی کوں آپیں چچا ۔۔۔ سو پتلی کر انکھیاں کی لیتا اُچا

گلے لاگ اڑڑا کے رونے لگیا ۔۔۔ (۱۳۷۰) فدا اُس کے اَپرال ہونے لگیا

دل اُس کا بہت دہات سوں ہات لے ۔۔۔ کلیجے کے ٹکڑے کوں سنگات لے

لیکر آئیا گھر میں تعظیم سات ۔۔۔ گیا[ن] شہر میں لے کے تکریم سات

گھر آیا سو ہوئی شادمانی بڑی ۔۔۔ کیا شہر میں میزبانی بڑی

نوازیا اَدک شاہزادے کے تئیں ۔۔۔ رکھیا جیو کر دو کہہ زادے کے تئیں

دیا بھیج قاصد کوں پیں بھائی پاس ۔۔۔ مہرباں اس کی جنی مائی پاس

ہمائے سعادت اثر کھول پنکھ ۔۔۔ اوڑیا جیوں سرانذیل کی دھرتنک

سرانذیل کا بادشاہ تخت ور ۔۔۔ سنیا اپنی بیٹی کیرا جیوں خبر

یناکچ ہوا خوش جو بولیا نہ جائے ۔۔۔ مگر غیب تے لاک گرگوٹ آئے

لگی[ن] جھڑتے ابرتے رحمت کی بھوئی (پھوار) ۔۔۔ جلنہار سینے کوں ٹھنڈیک (تلطے / ٹھنڈک) ہوئی

―― (x) ――

ن ۔ کیا شہر میں لک خوشی دہات دہات (س)

ن ۔ بھیا وصل کا باؤ جیوں اُس نزدیک ۔۔۔ جلنہار سینے کوں دوڑی ٹھنڈیک (س)

آمدن برادر شہزادی و بردن شہزادی و سیف الملوک را پیش پدر

بھیا وصل کا باؤ چوندہیر سے تے (۱۳۸۰) سو کا باغ من کا کھو لیا پھیر تے
ہوا فرح روزی جینی مانی کوں تمام اس کے بھاناں کوں اور بھائی کو
قبیلے کوں سب آبروئی چڑی ہوئی سب سراندیل کوں شادی بڑی
عزیز ارجمند اپنی بیٹی کے تئیں بلا بھیجنے کا کیا فکر وئیں
بلا بھیجنے اُس او تم جائی کوں کیا مستعد اُس کیرے بھائی کوں
دے سنگات لشکر کے دل بیحساب بڑے دبدبے سات بھیجیا شتاب
جو مشتاق ہو بھائی لیانے چلیا سگی بہان کے نئیں لولانے چلیا
چچا کے نگر بیچ جیوں آئیا سو دیک اُس چچا جیو کر پائیا
ہزار آرزو سات دونوں ملے خوشی کے کلیاں ہر طرف تے کھلے
بولیا گھر کوں لیا سو ملے بھائی بہان بکس کوں بکیں دے لئے جیو داں

ن سوانپڑیا چچا کے نگر بیچ جا سونیا سو گیا ہیش ہونے چچا (ح)

جو کچ دکھ انھا آپنے دل منے (۱۳۹۰) سٹے کاڑ سینیاں ہیں تے تل منے

لگیا دل کوں ہم بہان ہم بھائی کی　　چو پھر کر جنے سیٹ تے ائی کی

گم یک ساترا الاک عشرت سنگات　　دعا لے چچا ہور چچانی کے ہات
(دوبارہ جنم حاصل کیا)

نکل واں تے سنگات لے بھان کوں　　چلیا مل کے سیف الملوک جان سوں

پنتے پنت تینو کنتھے کھولتے　　گماتے وقت ہور قصے بولتے
(راستہ — اپنا اپنا دکھڑا بیان کرتے)

سراندیل کے آئے جیوں دو نزدیک　　اُمس پا جنا باپ خوش ہو ادیک

نکل گھر تے لاک انتظاری سنی　　سو دوڑیا وہیں بیقراری سنی

جگر گوشہ کوں اپنے جیوں پائیا　　چھتر کرا ئیں اس کے سر چھائیا

سینے سوں لگا اس پری چہر کوں　　اولینڈن لگیا مہر پر مہر کوں

بڑے دبدبے سات لیایا اُسے　　سو پھل نیر سوں مکھ دھولایا اُسے

جیوں آیا گیا سو رتن ہات ہیں (۱۴۰۰) نوا جیو آیا تیوں ہوا ذات میں

ع‌ن - جو پھر کر چلیے اس طرف مائی کی (س)

ع‌ن - سو سن یو خبر خوش ہوا باپ ادیک (س)

ع‌ن - نین کا سو کر نور پایا اُسے (س)

ملیا دل سوں سیف الملوک جان سوں — ہوا آسماں اُس جلی بھان کوں
حقیقت کوں اُس کے اپنڑ خوب آپ — دیا دہیرک اس جیوں دویں مائی باپ
رکھیا اُس ہتیلی کے پھوڑے نمن — ہو درمان اُس کا کیا دُکھ ہجن
کرم اُس کے حق حد تے پیلاڑ کر — سٹیا[1] گرد یکدہر ٹھٹے سب جھاڑ کر
عزیزاں ہیں سب دے بڑائی اُسے — عنایت کیا پیشوائی اُسے

داستان ملاقی شدن ساعد

کہانی کہن ہار اس وہات کی — چلاتا ہے خوش بات ہر بات کی
کہ یک دیس سیف الملوک شہ سوار — نکل آئیا بہار کھیلیں شکار
یکائیک بازار میں یک جواں — نظر تل پڑیا زار ہور ناتواں
مسلم ہے دلگیر ہور بے قرار — وجاہت منے عین ساعد کے سار
کیا یاد ساعد کوں اُس دیکھ کر (۱۴۱۰) اُنجھو لائیا دوک کے نین بھر
اپس میں اپے بہائیا سرد اساس — کیا آپ نے من میں غم بے قیاس

---

[1] سٹیا کا نٹے سینے میں تے کاڑ کر (س)

کہیا اپنے لوگاں کون جا اس کوں لاؤ　　اَپے آئے لگ گھر لجا بیسلاؤ

اُسی دہات جا اُس بلا لا ئیے　　لجا ایک جاگے پہ بسلائیے

کہ جیوں اس مبارک سواری کوں پھیر　　جیوں آیا شتابی سوں اپنے مندہیر

کیا یاد آتیچ اوس جان کوں　　بولایا نزیک اس پریشان کوں

شفقت جو اس کی غریبی پہ آئی　　کہیا کوں ہے توں سو مج بول بھائی

سوویں وو پریشان جبل آہ مار　　اوٹھیا بول کریوں کہ اے کامگار

کہوں گا اگر میں میرے درد کوں　　تو طاقت نہ رہسے کسی مرد کوں

بھریا ہے سینا پور اس دکھ سنگات　　کہوں میں تجھے کھول کس مکھ سنگات

میرا یار اک شاہزادا اتھا (۱۴۲۰) وو ملتا تو مج دو کھ نہ ہوتا یتا

میں اُسکی جدائی تے لئے ہوں ہلاک　　جل اُس کے بدل میں تلملتا کوں راک

نہ جانوں کہ وو سور کس ٹھار ہے　　مج اُس باج عالم سب اندکار ہے

وو یا دوک سوں ہے یا کہ اقبال سوں　　نہ جانوں وو اچھتا ہے کس حال سوں

ملن ۔ بلا بھیجیا بیگ اوس جوان کوں　　نزیک بیسلا اُس پریشاں کوں (س)

ملن ۔ کہیا کاں تے آیا ہے توں اے جواں　　توں کاں کا ہے کی مجکوں کچ دے نشاں (س)

ہے فرزند وو مصر سلطان کا   ہوں فرزند میں اس کے پردہان (وزیر) کا
نیکا (نیک) نانوں (نام) اُس کا ہے سیف الملوک   ہوں میں بے خبر اُسکے تئیں جھوک جھوک
میرا نانوں (نام) ساعدو بے بخت نئیں   کروں کیا کہ وو یار اس وقت نئیں
ہیں اپنا ملک سٹ (چھوڑ) ہوئے تیرا (۱۳) سال   نہ کس کوں میرے او دسے کا ملال
یکیلا ہوں اس شہر میں میں غریب (مسافر)   نہ کوئی مج اقارب نہ کوئی یاں حبیب
کہ پھرتا ہوں نت (ہمیشہ) یاں دوکانے دوکان   نہ پیونے (پینے) کوں پانی نہ کھانے کوں کھان (کھانا)
جو اپنی غریبی وو بولیا تمام (۱۴۳۰) سو وو شاہزادا اوتم نیکنام
گلا یا (گلے لگایا)[ن] درونا سو ناتاب لیا   گلے لا اُسے آنکھ میں آب لیا
کہیا یوں کہ اے یار اب چھوڑ دو ک (دل میں)   تیرا یار سو میں ہوں سیف الملوک
ہمارے نصیباں منے جیوں خدا   لکھا تھا سو انپڑیا وو ل خدا
ہمیں سر جھاوے پھنکایا (علحدہ کیا) سو وو   سلامت سوں پھر لا ملایا سو وو
پھنکانے (جدا کرنے) کے کام ہور ملانے کے کام   خدا باج (بغیر) بھی نئیں کسے اور فام (معلوم)
پوجیو اس کی قدرت پہ قربان ہے   کہ صاحب بڑا وو مہربان ہے

عنٹ۔ سُن لے بات اٹھیا شاہزادا شتاب   گلے لیا اُسے رو دیا بے حساب (س)

ملے وتک یک جیو کے دوئی یار — ہوا خوش سراندیل کا شہر یار
جو ساعد آ او ارا ہو دوک در وہیں — ڈوبیا تھا جو غربت کیرے گرد میں
سو حمام میں گرم لے جا اُسے — کئے خوش دہلا انگ ہلکا اُسے
نچھل خوب کسوت شہانی پنائے — رنگارنگ مجلس نورانی بھرائے
منگا نقل بدمست آرام سوں — دونو یار بیس آپنے کام سوں
پیالے لگے جھیلنے ذوق سوں — قصے لیا کہیانے سٹے شوق سوں
توں جان سیف الملوک جگ اوجال — بجد ہو کہ ساعد کوں لاگیا دُہنال
کہ مج تے بچھڑ توں پھریا کس وضا — کھڑیا آ تیرے سراو پر کیوں قضا
چھپا توں نکو مج تے تقدیر کوں — جکچ ہے سو کہہ کھول مج دہیر توں
گنی یار ساعد دیک اُس کا خیال — لگیا بھار بھانے کوں دل کا اُبال
غریبی کے باتاں لگیا بولنے — کنتھا اودسے کا لگیا کھولنے
کہ اے شاہزادے جدہاں تے جو میں — چلیا بھاک کر تیری صحبت سوں میں
چھوٹیا جہاز حکم خدائی ہوا — تداں تے تجے مج جدائی ہوا
سو بے سد ہو طوفان کے باؤ سوں — پڑیا ایک جزیرے میں جاناؤ سوں
کیتیک بار کوں دیکھتا ہوں جو واں — سو چوندہیر چھپایا ہے زور دُھنواں

ہواباں ہو اُڑتے ہیں واں سانپ سب — لئے ہیں جزیرے کوں ان ڈھانپ سب
نہ اسمان دستا نہ کہیں دھر تری — چھٹی سیس تے پانو لگ تھر تھری
گگن سارا و نچے کیتک ڈونگراں — پڑے اسپیہ بھُسکارتے اجگراں
بتا کچ وہاں دیکھیا ہیں عذاب — جو نیں اس عذاباں کوں حد ہور حساب
پڑیا جا بلایاں کے بھونرے منے — بڑیا جا کے لے لے جزیرے منے
بہت دن بہت ٹھار قافے دیکھیا — کہیا جائے نا ایسے واقے دیکھیا
برس دن ہوا آکہ اس شہر ہیں — ملے شکر بارے ہمیں ہور تمیں
ولے[ن] کچ غنیمت مجے آج ہے — گدا ہیں تیرا توں مہاراج ہے
ولے اس پریزاد کا کھوج کیں (۱۴۶۰) توں اس حد تلگ اجنوں پایا کہ نیں
کہیں گلستاں ارم کا نشاں — کنا تجکوں سنپڑیا کہ میں اے جواں
بزاں وو اتم جان سمرت گنبھیر — کھیا کھول اس دہات ساعد کی دہیر
کہ مج پچ بنایا سو پروردگار — مج امید کا رُک سولیایا ہے بار
توں کچ خوشی پائی یاں جائیگی — وہ دو دن کوں اس شہر میں آئے گی

ن - بڑا کچ غنیمت سو مج آج ہے (ص)

آمدن بدیع الجمال بہ سراندیل

سعادت کے جیوں دیس اُنگے آئے
بخت روشنائی سوں جھلکائے

سو لکھن ونتی دہن بدیع الجمال
یکا ایک یک دن خیالیں خیال

نپٹ دلربائی کے طناز سوں
لٹکتی اُبیہیں اپیں ناز سوں

سراندیل کے راج کے گھر کوں آئی
سو گم ہوئی سو اس شاہزادی کوں پائی

سگی بھان کر جانتی تھی اول
بڑی کر اُسے مانتی تھی اول

بڑی دردمندی سوں غمخوار ہوی (۱۴۷۰)
یکیٹ دل سوں مل جا او سوں ملی رہی

کہی اے سنگاتن تیے دیس توں
اتہی کس وضا ہور کس بھیس سوں

نکل اُس بلاکن تے کس دہات آئی
چھٹک اُس کے ہاتاں تے کس وضع پائی

سراسر مجے کہہ چوٹک اہن یا یو
دکھی دل کوں میرے سکھی کر بسا تو

ن لکہا اقبال چوندہیر تے دیکھلائیے۔ (س)

ن ۔یکا ایک یکدن بدیع الجمال — محبت سوں من ہیں خیالے خیال (س)

ن ۔سو جا دوڑ چھاتی کوں لاگی اُسے (س)

سو وو شاہزادی اٹھی بول یوں — حقیقت سو اپنا کہی کھول یوں
کہ اے موہنی من کی صاحب جمال — جو تیرا محبت ہے مج سوں کمال
سدا یو محبت سو قائم اچھو — جھمکتا تیرا حسن دائم اچھو
جو میں ہات ہیں اس بلا کے ہلگ — گرفتار ہو کر جو تھی آج لگ
ایکا ایک اس ٹھار پروردگار — نظر جو کرم کی کیا ایک بار
سو فریاد رس میری فریاد کوں — دیا بھیج یک آدمی زاد کوں
سو آ بھار کاڑیا مج اس ٹھار تے (۱۴۸۰) ہوں شرمندی ہیں اس کے ایکار تے
بیتا کچ کیا مج پہ احسان وو — بیتا کچ دیا مج کوں جیول دان وو
جو تل اس کی انرائی ناہو نے پاؤں — کہ جگ میں کیا وو بڑا اینک ناؤں
سن اس بات کوں کئی بدیع الجمال — کہ آدم کوں آنے نہ تھا وان مجال
سو کس وہات اس ٹھار وو آ پڑیا — نہ تھی بات سو باٹ کیوں پائیا
عجائب یو لگتا ہے اس ٹھار مج — کتا کھول کر توں یو گفتار مج
کہی شاہزادی کہ اے موہنی — بڑی بات ہے یو نہیں کچ نہنی
کہیا مج تے جاسے نہ یاں اس وضا — کہونگی سکنے کا اہے جس وضا
دونوں مل کے چل ایک گلشن میں جائیں — دو باتاں کریں وقت اپنا گمائیں

کہ ہر بات میں عشق کا راز ہے — سن اس ازکوں تو ل کہ تج سار ہے
کراس دہات سیتی خبردار اُسے — (۱۴۹۰) لجانے منگی بیچ گلزار اُسے
جو واں یک فرح بخش گلزار تھا — صفا دار اتھا ہور ہوا دار تھا
اُسی ٹھار کر شاہزادا مقام — گمنہار تھا ذوق سوں صبح و شام
جنی مائی کوں لے ویں اپنے دنبال — چلی واں آپے ہور بدیع الجمال
سو چمنے چمن گشت کرنے لگیاں — کلیاں چون چون گود بھرنے لگیاں
کہوں واں کے چمناں کوں میں کیوں چمن — کہ تھا ہر چمن صاف یکیک گگن
بھر امرت سوں چمپاں کے میانے تمام — جڑت کے اتھے حوض خانے تمام
نبے بن برک لہلہاتے اتھے — کلیاں پر کلیاں بار آتے اتھے
پون جھولے کہا پھول کی ڈال ہل — سو پڑتے اتھے پھول ہر جھاڑ تل
مگر آنبر کے چتارے تمام — چمن میں بچھائے تھے تارے تمام

ملٹ۔ دنیا میں وہ گلزار انوار تھا۔ (س)

عٹ۔ کہ ہر یک چمن تھا گگن کے مثل (س)

مٹ۔ جڑت کے نکل حوض خانے تمام — اتھے پور اس باغ میانے تمام (س)

اتھے بند شبنم کے یوں پات میں　　رتن خاص خوباں کے جیوں ہات میں
الٰہی کے ہو ذکر میں مست حال　　پنکھی غل اُچاتے تھے خوش ڈال ڈال
وو عاشق سو معشوق کے دھیان سوں　　منیا ہو اپس میں خوش الحان سوں
جھیا خیال اس دہات گاتا اتھا　　جو ہر روکھ کوں حال آتا اتھا
پنکھی گم ہوئے تھے وو الحان سُن　　بہتا نیر بہتا نہ تھا تان سُن
سنی وو گلا جیوں بدیع الجمال　　گلی اُس گلے کے اوپر رکھ خیال
کہی ہاں یو کس کا ہے نادر گلا　　کیا ہے میری روح کوں مبتلا
گلا یو نہ ہوئے کچ بلا ہے گنبھیر　　کہ پانی کیا گال میرا سریر
روم روم مج ذوق سارا ہوا　　یہی روح کوں میرے چارا ہوا
کہی شاہزادے کی ماں تب اُسے　　یو نادر گلا اُس کسی کا دِسے
جنے میری بیٹی کو لیایا اسے　　دے جیو دان سر تے بچایا اسے

ن ۔ تھے سب پیس کے ذکر میں مست خیال (س)
ن ۔ پیالے پی مدرس کے متوال ہو　　اَپس میں اپے سخت خوش حال ہو (س)
ن ۔ جا عشق کا خیال من میں تجمل　　سو گاتا اتھا سوز سوں بے بدل (س)

جو دیکھے گی تو اسکوں دکھلاؤنگی — نزیک اُس کے ڈیرے کے لیجاؤنگی
سو ویں آسرے تے وو چندر بدن — دیکھن آئی سیف الملوک کے کدن (طرف)
جو دیکھی بنجھا خوب اُس کا جمال — دیوانی ہو در حال ہوئی بِنڈ ہال
پڑی اُس کے عشق کے دام میں (بخور) — ولے ٹک رکھی تھی اَپیں فام میں
دل اُس کا لگیا تلملن تن منے (تلملانے) — کیا ٹھار عشق اس کیرے من منے (جگہ، دل)
لگا جیو باطن میں اُس سات ویں (ساتھ) — چلے سیر کرتے ہلویں ہور کیئں (آہستہ)
ولے شاہزادے کوں ان آئی سو — دَرس دیکھ دل آپ سوں لائی سو (صورت)
نہ تھی کچھ خبر مست تھا اپنے ٹھار — اَپس میں اپیں کھینچتا انتظار
عن جیوں اس سات وہ چلبلی دل لگائی — سو وو شاہزادی اسی وقت پائی (تاڑگئی)
بلاویں نزیک اُس پری زاد کوں (نزدیک) (۱۵۲۰) — اوتم دلربا سرو آزاد کوں (نیک)
کہی یاد ہے یک حکایت مجھے (وہیں) — سنینگی اگر توں تو کونگی تجھے (کہونگی)
عن سُنی ہوں کہ کوئی مصر میں بے نظیر — ہے عاصم گنی سو لول شہ گنبھیر

عن بدیع الجمال اس سوں دل لائیکر — تگاتن دو سنگات کی پائیکر (۳۵)
عن کہ تھا مصر میں کوئی راجا گنبھیر — سو عاصم کر اُس ناؤں تھا بے نظیر (۳۶)

سبی کچ خدا اسکوں بخشا انھا ولے اس کے تئیں کوئی فرزند نہ تھا
نوجہ ولیاں سات دہرتا اتھا بہوت خیر عالم میں کرتا اتھا
کیتک دن پچھیں تے خدا اُس اُوپر نظر کر جو فرزند دیا بخت ور
سک[ن] اپنا پرایا دیکھت وو سکھیا اُسے نانو سیف الملک کر رکھیا
جو تھا[ن] اُس کنے ایک دانا وزیر ہوا اُس کو فرزند یک بے نظیر
وو ساعد کر اُس کا رکھیا نانوں سو جو اپنے[ن] بڑے بزرگی کوں یک ٹھانوں دو
کیتک دیس کوں وو جو سیانے ہوئے ہر یک علم میں خوب دانے ہوئے
جوان ماہر کامل
سو[ن] دونوں پہ وو خسرو گن نداں ہزاراں شفقت سوں ہو مہرباں
بولا بھیج خلعت دے زربفت ایک دیا سو اتھی صورت ایک اُس ہیں نیک
کہ وو علین تیرتج صورت اتھی وو تخ شہر پری کیچ مورت اتھی
تیری ہی

[ن] خبر بادشاہاں میں ہوی ٹھاؤں ٹھاؤں سو سیف الملک کر رکھیا نیک نانوں (س)

[ن] اتھا ایک صالح کر اس کا وزیر۔ (س)

[ن] لگے پالنے دوکوں یک ٹھاؤں سو (س)

[ن] سو بکدیس انکوں بلا بادشاہ محبت سوں ہور پیار سوں خوش نچھا

دیکھت شاہزادا وو صورت وہیں — سو عاشق ہوا بالضرورت وہیں
چڑھیا جیوں اُسے عشق یکبار سر — لے سنگین وتیاگ کا بھار سر
جدا ہوئیکر اپنے گھر بار تے — نپٹ توڑ لے جیو سنسار تے
اپے ہور سا عد سینا سخت کر — برہ سوں کلیجے کوں صد لخت کر
جہاں در جہاں پھیرتا پھیرتا — دریا بیچ پڑ ڈوبتا تیرتا
نہ چھندتا سمجھتا نہ سورج کی آنچ — اوک بے خبر ہو بلایاں تے باچ
تجے ڈھونڈ لیتا کہاں تے کہاں — ہلاکی سبتی آئیا ہے یہاں
کیا یوں اُسے عشق تیرا اشتال — نظر سو تیری تجت اس کے اتال
وو عاشق سچا ہے تیرا جھوٹ نئیں — ذرا اس کے تو عشق تیں توٹ نئیں
جنے جیو دیا اس الہی کی سوں — لگیا جیو باندیا ہے وو دل تسوں

ن - جدا اپنے گھر دار تے ہو بُسکر — جنم تیرے تیں سر لسر ہوئیکر (س ا)
ن - اپے ہور سا عد سینا کرلے گھٹ — لے وتیاگ بارہ برس تھے نپٹ (س)
ن - جفا سوستا کھیکے دکھیتا (س)
ن - پرت ہیں تو اس کے ذرا ٹوٹ نیں — کہ یو بات ہے ساچ کچ جھوٹ نیں (س)

کہ دکھلاؤنگی کر تجے یک نظر — ہیں آتے یراں آئی ہوں قول کر
خدا جانتا ہے اُسے قول تے — فراغت سوں ہوئی فارغ اس حال تے
دکھا ہر سند موکہہ یکبار اُسے — بن آدہار ہے دے توں آدہار اُسے
میرا ہور میری مائی کار کہہ رواج — مہرواں ہو ہر طریق اوسپہ آج
یہی عرض میرا بڑا آج ہے — اگر ہیں تو مجکوں بڑا لاج ہے
وو چندر بدن گن بھری یان کی — وو نرل رتن حسن کے کہاں کی
خوش اس دہات سیتی اٹھی بول کر — دیے جاب ایسی زباں کھول کر
کہ اے بھاگونتی سنگاتن میری (۱۵۵۰) مہروان دکھ سکھ کی ساتن میری
جو توں مج پہ اظہار یوراز کی — سرافراز کی مج سرافراز کی
ولے ہیں پری ہور دو سو بشر — گھڑی کیوں کہ دونو میں لیئی ہے انتر
یکایک یو انتر ستون کاڑ کیوں — پڑوں بہار پردے کوں میں بہاڑ کیوں
اگر یو ستیں گے میرے مائی باپ — گلینگے جیا سوں وو آپیں میں آپ

ن۔ چھٹک پائیکر ہیں اسی تول تھے — خلاص اس بلا کی ہوی ہول تھے (س)
ن۔ دیکھا ہر سند موک اُسے ایک بار — نکر اس کے مگ تے مجے شرمسار (س)
ن۔ اپس کوں اُسے کیوں دیکھوں یک نظر (س)

میرا حال رہ سے نہ کچ ٹھار تھے — گذر سے نہ دو میرے آزار سے

دوجے یار کوں بھیج دیسیں نہ بھی[ن] — میرا ناؤں دسوں سوں لیسین نہ بھی

نکو ہونوں اس بات کے پے منے — کہ ہرگز نہ آسوں نبرے کئے منے

دو ظاہر تو یوں اعتراضی اتھی — ولے دل سوں باطن میں راضی اتھی

سمج عقل سوں خوب اس کا خیال — سو ماں ہور بیٹی لگے پھر دنبال

کہ اے شہری کار سٹ دغدغا (۱۵۶۰) نکو اپنے عاشق کوں دے توں دغا

نکو سھر دیڑ لاج سے تے گرم ہو — کہ ہے پھول تے نرم توں نرم ہو

ہمن باج کوئی تجکوں ہمراز نئیں — نہ کر سیں ہیں فاش یو راز کئیں

لجائینگی تج ایسے خلوت کے ٹھار — جو کوئی نا اچھے باج پروردگار

دکھا یک نظر ٹک دیدار اُسے — بن آدھار ہے وو دے آدھار اُسے

بہر حال پھسلا کے راضی کیاں — لگا عشق اُس سر تے تازی کیاں

ہوئی دیکھ عاشق کی وو مبتلا — ہیں جانتیاں تیو نچ کیتاں کلا

ن - ہور در ہم ایس ہیں اپے کھینچ کر — دوجے بار دیسیں نہ یاں بھیج کر (س)

وصالِ سیف الملوک و بدیع الجمال

جن اس باغ کی باغبانی کرے　　یوں اس باغ کی گل فشانی کرے
کہ جیوں وو چھبیلی چنچل گلعذار　　قرار آپنا چھوڑ ہوی بیقرار
او نالی ہو عاشق کے دیدار کی　　ستی لاج ہوئی یار نی یار کی
بیقرار
بکیلی ن نرک جا ادہی رات کوں (۱۷۰) اوچا اوس سنگا تن او تم ذات کوں
اٹھا　نیک
کہی یوں کہ میں تو تیرے بول پر　　جو تھی گانٹھ دل میں ستی کھول کر
گنواؤں بتیے دن کی کیوں آشنائی　　کہ بج گی ہے عالم میں سب پوشنائی
بج گئی　تنہائی
پھروں کیوں نہ میں آج تج بات میں　　کر سنپڑی ہوں یاں خوش تیرے ہات میں
جو دیکھوں اُسے یک نظر آج میں　　کہ ہوں اس کے درشن کی محتاج میں
دیدار
نہ جانے لمتن کوئی ل جائیں چل　　اُسے دور تے دیکھ پھر آئیں چل
دیپا
کہ نوں ہو شتالی ہے جیب تلے مجے　　نہیں ذرّہ آرام تب تے مجے

ن۔ سو پری لگی اُس کے نیٔں جھپٹی　　ادہی رات کوں دیں اکیلی اٹھی (س)

[ن] یو گت کیا چھپاؤں تج انگے اپنال — کہ ہوی دیک بے سُدہیں اس کا جمال
نجانوں اُسے کس گھڑی ہیں بجھائی — ہنیں نیند انکھیاں کوں تیری دوہائی
تسوں تل کسے ہیں اگرچہ بیٹھی ہوں ہاں — ولے دل میرا سیر کرتا ہے واں
لگی اُس کے دُنبال پڑ ہات پاؤں (۱۵۸۰) چلی لے اُسے ڈھونڈتی ٹھاوں ٹھاوں
جو عاشق کے ڈیرے کے نزدیک آئی — خبر ہوئے نا ہنوں اُسے خوش بجھائی
سو بیٹھا دیکھی مست اُس ٹھار اُسے — چڑیا ہے بدن کا سو خوش لہار اُسے
نجلا اوپر مکھ برستا ہے خوش — لیاں انکھیاں ناز دن ہنستا ہے خوش
لگے ہیں شمے چوکدن نور کے — [ن] جھلکتے ہیں رخسارے جیوں سور کے
اپن من ہیں جھلبتا اتھا مست خیال — سو ڈھلکی ہے پگڑی کھلیا ہے جال
کھولے ہیں صفا کے کواڑاں تمام — دیوے جلوہ ڈیرے کے باڑاں تمام
کھلے ہیں رنگارنگ چمن آس پاس — سو مہکتا ہے مہکار واں بے قیاس
ڈوبیا ہے سبی باغ خوش باس ہیں — سو دوڑیا ہے مہکار آکاس ہیں

عن۔ جتا گوندر کھنی ہوں اپس سنبھال — تو ہرگز رکھیا جاؤ نا ہیں اپنال (س)

عن۔ سو دستے ہیں رخسار جیوں حور کے (س)

نظر جو پڑیا یو تماشا محال | سو اُس چلبلی کا ہوا ہور خیال
دیکھت یو تماشا بدیع الجمال (۱۵۹۰) ہو حیران آپسکوں نہ سکسی سنبھال
متی ہو کہ وہاں یار کے پاس تے | پڑی تھی جو پھولانکی جیوں اِس تے
نہ تھی کچھ خبر اُس کے تن کی اَسے | زمیں سیج تھی اُس چمن کی اُسے
کھڑی تھی سو ویں سرد دھاکر اساس | پڑی جا چمن میں ہو پھولانکی راس
جو سیف الملک عاشق بخت ور | مدن مد کی مستی تے پایا خبر
یکایک سحر گاہ بے اختیار | درونی تے ڈیرے کے نکلیا بہار
چلیا سیر کرنے کوں چپنے چمن | سو وو شہپری نار چندر بدن
پڑی تھی سو دیکھیا نزک جا اُسے | بدیع الجمال ہے کہ سمجیا او سے
اگرچہ نہ دیکھیا اتھا اُس اول | ولے اُس کی بے مثل صورت نچھل
جو بی اُس کے نیناں میں بے اختیار | پڑیا ویں زمیں کے اوپر بے قرار
جو دیدار کا شوق او بلیا ادیک (۱۶۰۰) درس دیکھنے تئیں جو آیا نزیک
عجب نور کیرا اتھا مکھ پہ تاب | کہ قربان اُس مکھ پہ لک آفتاب
بھریا نور اُس کا اتھا پور لوں | او بلتے تھے اسماں کے سمدور جیوں
منور ہوئے تھے مکاناں تمام | عرش ہور کرسی کے تھیاناں تمام

ٹ ۔ رتن کے جھلکتے تھے کہاں تمام (س)

سمن پت بھری ہے او یک نازتن — سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن
دو رخسار روشن امولک ہلال — سو ہے نانو جس کا بدیع الجمال
کو نے تو بہوت میٹھری نار ہے — شکر ہور نمک کا جوں انبار ہے
زمیں آرسی نمنے تا قاف سب — جھلکتے تھے اس وہات ہو صاف سب
آئینہ مثل
جو دستے اتھے لوگ پاتال کے — کہ جیوں موتیاں ڈہال بیچ تھال کے
نیچے
دیکھیا جیوں چندر اوس منڈی کاڑ کر — سٹیا پیرہن اسمان کے پھاڑ کر
چاند اسنہ نکال پھینکتا
ستارے دیکھ اُس کا جھل نور سب (۱۶۱۰) لئے ہات شرمندہ ہو چور سب
صافت
کلیاں سب چمن کے دیکھ اس جھاں کوں — کیاں چاک اپنے گریباں کوں
جتے سرواں کے ڈلنہار تھے — فدا اُس کے قد پر دو سارے اتھے
ڈلنے والے
دیکھ اُس کے نین بن کے نرگس تمام — ہو بیہوش لڑتے تھے کھن کھن تمام
چشم گلشن
دیکھت اُس کے پیچاں بھرے کنڈلاں — سب آئے تھے کل بر زمیں سنبلاں
زلف
پون اُس گل اندام کی خاص باس — بھنور ہو کہ پھرتا اچھے آس پاس
ہوا بھونرا
دیوانے ہو جھاڑاں کے پاتاں تمام — دعا سوں اوچائے تھے ہاتاں تمام
پتے اُٹھائے
کہ وو نار او نار کچ حور تھی — نہ کچ حور دو عین سمندر تھی
سمندر
رُتی دیک کر اُس کوں عاشق گنبھیر — لگیا رو ڈُنے اُس پے چو پھیر پھیر
سُوتی اطراف پھر پھر کر

نظاریاں کی پیے میں ہوا ذوق سات لگیا وار نے عشق کے شوق سات

[۲]دو دیداں کے انجھواں سوں مشغول کر (۱۶۲۰) جھنکنے لگیا شبنم اس پھول پر

جو وو شہپری پاس آدم کی پائی یکایک اٹھی ناز سوں دی جمائی

انجھا دیکھتی ہے جو انکھیاں پسار نزیک آ کے بیٹھا ہے وہ دوستدار

گھونگٹ میں چھپیا مکھ وہیں ناز سوں ہلوں کھول ادہر نرم آواز سوں

کہی یوں تو واجب نہیں ہے تجے جو نزدیک آ کر نجھاوے مجے

[ن]ہیں عورت شرم کی ہوں ہور مرد توں نہ ہیں تجکوں جانوں نہ توں منجکوں

چنچ میں توں آدم ہے ہور میں پری نہیں محرم آدم سیتی کئیں پری

سبب کیا اتھا آ نے اس رات کوں [ن]کنا مجکوں تیں کھول یو بات توں

وفادار او عاشق نامدار جو معشوق تجتے پاتیا یو ادہار

سو خوش بے نہایت ہو پایا اُہس رگے رگ میں دوڑیا نوا رنگ رس

[ن] - مونث حیا کی ہوں ہور مرد توں (ح)

[ن] - کنا کھول مجکوں یو گفتار توں (ح)

[ن] - چڑیا اُس کے من کوں اُسس پر اُہس (ح)

زباں کھول باتاں لگیا بولنے (۱۶۳۰) رتن جیو کے راز کے رولنے

کہ اے بے بدل موہنی جگ اوجال جو ہے ناؤ تیرا بدیع الجمال

ترے ناؤں پر تھے ہوں بلہار ہیں سٹوں جیو کوں تج اوپر وار ہیں

نظر کر میری دہیر جو امن پاؤں دیکھوں دید پر دید ٹک دکھ گنواؤں

کہ دہرتا ہوں سینے میں دکھ کٹر زیں ہوا ہوں پرت اگ میں جل بھڑ زیں

اپتا کچ بھریا ہے میرے من میں سوز جو سلگی انسوں لاک بھڑکے ہر روز

انجھو مج نین تھے جو ڈھلتے اہیں تیرے عشق کے واٹ اُبلتے اہیں

تیرے لئیچ پھرتا ہوں میں رات دیس لیا ہوں تیرے لئیچ وتناگ بھیس

نفیس جان میں عاشق پاک ہوں تیرے عشق کا پاک بے باک ہوں

تیرے لئیچ بتا رنج دیکھیا ہوں میں جو دیکھیا نہیں کوئی دنیا میں کئیں

نہ بوکوچ آیا ہے مج دہیر تھے (۱۶۴۰) کہ نازل ہوا ہے یو تقدیر تھے

تیرے وصل کا دیک مج من کوں آس دیا ہے خدا بھیج مج تیرے پاس

نکو دیک آپس تھے بیگانہ مجے بھلا ہے جو اپنا کوانا مجے

بچن بول او عاشق اس دہات سوں ہوا اس پہ قربان سب ذات سوں

بدلے۔ جو تسلیم کر چپ رہیا بات سوں (ح)

چتر چلبلی دہن بدیع الجمال　　چھپا من میں رکھ یو محبت کمال

اپلتے پرت کوں سو من میں جبر و　　بہانے سیتیں یوں اٹھی بول دو

کہ اے شاہزادے گنی بخت ور[ن۱]　　اکیس من کے سو رات پر رکھ نظر

تو مج سات تو عشق لایا نہ دیک[ن۲]　　تسوں عشق کیوں صاؤں میں یک بیک

اگر تج سوں نسبت کچ اچھتی مجے　　میں اپنا کر ہر وضع پاتی تجے

یکا ئیک تیری بات کوں کیوں نتیاؤں　　یکا ئیک تج سات کیوں من لگاؤں

بھریا ہے بہوت ملک توں لوٹ کر (۱۶۵۰) مبادا ترا دل اچھے جھوٹ پر

سنی ہوں بشر میں نہیں کچ وفا　　تسوں جیو لیائی تو کیا ہے نفا

توں جایا تنے سنبھال لے آپ کوں　　کہ ڈرتی ہوں میں اپنے ان باپ کوں

اگر کوئی دیکھیں گے یاں میرے لوگ　　تو آزار اپر ٹائینگے دونوکوں ٹھوک

سلامت سوں مشکل ہے پھر باچنا　　سمج لے توں عاقل ہے تج کیا کنا

چپ ازماؤنے کوں کتی تھی ولی　　در دل میں اسے تھی ادک تلملی

ن۱ ۔ کہ اے ساہیاں گن بھرے بخت ور (مں)

ن۲ ۔ دلیک (ح ۔ س)

لگارو نے سیف الملک سن یو بات — نکل تن تھے گئی بتوں ہوا اُس حیات

غوطا کھائیا وہیں منڈی ڈھال کر — سٹیا برہ اگن سوں اپس جال کر

ہوا سر تھے سنگین دوک اُسپہ یوں — رکھے پارڈ کوں لاکے کاڑی پہ جیوں

رہیا جیو ہونٹاں منے آ او سے — ہو بے سد عقل سر چڑھی جا او سے

دیک اپسے حال موہن بدیع الجمال (۱۶۶۰) — ہوہن ہیں مسلّم پریشان حال

پچھانی کہ یو کچ تو بازی نہیں — حقیقی پریت ہے مجازی نہیں

اوچائی نزک جا اُسے ہات سوں — گلے لاگی جیو کے سورات سوں

دیئی لک وضا سات جیو دان اُسے — سو تحقیق کر پائی ایمان اُسے

محبت جو جاگہ کیا دل منے — رکھی پاؤں یاری کے منزل منے

پلو سات انجو اُس کے پونچن لگی — بھروسا دے دھیرک سوں بولن لگی

کہ اے میرے من کے سنگاتی اتال — نہ کر دوک توں ہور نکو ہو نڈھال

توں عاشق میرا کر سچی پائی ہیں — یقین تج سوں ایمان جیو لیائی ہیں

ولے کیا کروں نئیں مجھے اختیار — پریاں مج موکل ہیں کئی لک ہزار

ن۔ نکو دوکھ تلیں پھوڑ چھاتی اتال (ح)

نہ تدبیر ہے کچھ جو حیلا کروں — یکایک تسوں کیوں وسیلا کروں
میری ایک وادی سو ہے ایک ٹھانوں — شہر بانو اُس کا اہے نیک نانوں
جو سیمیں ٹپن شہر ہے ایک گنبھیر — وہ کرتی ہے واں خسروی بے نظیر
ہے ساروں کوں اس کا بڑا اعتبار — کہ ہے سب قبیلے کی او نامدار
ولے جاں تلگ شہر کی باٹ ہے — وہاں لگ اگن کا چ یک گھاٹ ہے
سکت ہے جو پارا جہاں بھر سکے — ولے نئیں یو قدرت وہاں پھر سکے
کہ دریا اگن کی اُبلتی ہے واں — زمیں گرم تانبا ہو جلتی ہے واں
کہی تیوں کرے گا جو لے جاں توں — کئے تیوں ہے لک مج پہ احسان توں
بھلا ہے جو واں لگ لیے جائے توں — کہ حال آپنا مدعا پائے توں
[1] کہ انپڑیگی وو تیرے احوال تئیں — قبولیگی وو تیرے اقوال تئیں
کہ دوگن بھری سجت ور نیکنام — کریگی تیرا کام ہر کیوں تمام
کہ دھرتی ہے او دوست انسان کوں — کریگی بہوت پیار تج جان کوں
جو تیری زباں تھے او روشن ضمیر — سنیگی ترا قصہ یو دلپذیر

---

[1] یہ شعر وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں نہیں ہے

تو ہر کیوں کرے گی تجے سرفراز — کہ ہے شاہبازاں میں توں شاہباز [بہت عشق بازاں]

(ن) ہمری مائی ہور باپ کوں منگلے [ہر طرح] — ملایک کرے گی مجے ہور تجے

کہ دہرتی ہے قدرت دو اسباب کا [رکھتی] — ہو خوشحال توں وقت ہے لاب کا [فائدہ - نفع]

ولے تج یکیلا کیرا نیئں ہے کام [تنہا کا] — جو ڈھنڈ کر سکے کاڑ اُس کا مقام [نکال سکے]

سلامت سوں انپڑائے تج میت کوں [دوست] — دیونگی سنگات ایک عفریت کوں [جن]

نہ آزار ہوئے تیوں تیرے بال کوں — وہاں بھیج دیونگی تج لال کوں

(ا) جکچ غم ہے دل میں سو توں کاڑ سٹ [نکال پھینک] — گرد درد کا مکھ پو تھے جھاڑ سٹ

(ن) تیرے تئیں وو شہزادی ہور اُسکی مائی — بہوت کچ سفارش کیاں تجکوں آئی

کیتے وضع سوں کر سفارش تیرا — پڑی تھی گلے انت لینے ہیرا [بھید]

(ن) ولے کوچ خاطر میں تالائی میں — تغافل میں سوں کر اپس بھائی میں [حسن] [ڈالی]

(ن) میرے باپ ہو زمائی کوں دے فریب — تیرے من کے مطلب کوں دیویگی زیب (ح)

ا - یہ شعر وجدی کے نسخہ میں نہیں ہے۔

(ن) جرا وشاہزادی او تم ذات کی — اپیں اپنی ماں مج سوں یو بات کی (ح)

(ن) سو ہرگز نہ دی انت اُس سات میں — تغافل میں بھائی تھی وہ بات میں (ح)

ابھی توں نکو بول کچ اُن کے دہیر — خجل کر نکو گال میرا سر بر

کہیا شاہزادہ امیرا کیا مجال — جو ٹھیلوں تیری بات اے جگ اوجال
(ر دتیروں)

تیرا امر مج سر پہ جیوں تاج ہے — مجے تج طرف تھے رواج آج ہے
(ن۲ ہزاراج)

بچن[ن۱] گھٹ کرے یوں ہوے ایک دل (عہد) — صبا لگ گمیں باغ ہیں دوئی مل

اُجالا ہوا جگ میں جیوں صبح کا — رہے لبٹ اپن ٹھار انجان جا

آوردن مادر شاہزادی بدیع الجمال را نزد سیف الملوک

علامت سوں نیک اختری کا ظہور — کیا جیوں جہاں میں جہانتاب سور

سو اُس کی سنگاتن سوں مل اسکی مائی — بھینتر[ن۳] اُس پریزاد کے ڈیرے آئی
(اندر)

دعا کر کہی یوں کہ اے گلعذار — عجب آج کا دیس ہے کامگار
(دن)

ن۱ ۔ کئے دونوں مل عہد یوں استوار — صبا لگ گئے باغ میں ایک ٹھار (ح)

ن۲ ۔ جو برکت ہوا ویں شبستان جا (ح)

ن۳ ۔ صبا اُس دلارام کے گھر کوں آئی (ح)

غنیمت ہے یو فرصت آرام کر   توں کل شرط کی تیوں پنچ اب کام کر

کہی شرط کل کی بجا لیاؤ نا   تیرا درس اُس آج دکھلاؤ نا
  (صورت)

نکو ٹھیل دے توں میری بات ٹال   میرا دد پی ہے سو کرنوں حلال
  (رد کر) (اب)

جو بیٹی میری بہان تیری اہے   توں اُس مجھ سگی میری بیٹی اہے
  (بہن) (حقیقی)

کلیجا کتے سو میرا توں ہے آج   سچ ایمان مج جیو کیرا توں ہے آج
  (کہتے) (جان سنگا)

توں آج اُس دکھی یار کوں یاد کر   دکھا درس تیرا اسے شاد کر

جدائی تو نیں کچ ہمن تین ہیں   توں یک نام کرلے دنیا دین ہیں
  (ہم)

کہونگی تجے تو بدیع الجمال   جو اس بیوا کوں کرے گی نہال

منت میری خاطر ہیں لیا ہر سند   کہ رہگا تیرا ناؤں ازل تا ابد
  (التماس) (نام)

جیوں اس بات پر مجتے چھوٹی گدگلی   سو راضی ہوئی وہ چینچل چلبلی

محبت منے دیک اُس کا خیال   قبولی دو کئے بتوں بدیع الجمال
  (کہنے کے مطابق)

جا کر خوشی من کے سو رات کی   کئے گرم مجلس خوش اُس رات کی

کدورت سوں جیوں آرسی پاک ہو   اثر سات سر سوں طربناک ہو
  (یعنی غم و غصہ) (آئینہ) (پھر سے) (خوش)

سو چار و ملے خوش ہو دیں ایک ٹھار   سو بیٹھے لطافت سوں مجلس سنوار

ادیک گرم صحبت سو خوش سات ہوئی   ٹلیا دیس باتاں میں سو رات ہوئی
  (بہت) (دن)

ڈوبیا سور مہتاب آیا نکل — برسنے لگیا صاف چندنا نچھل

ستارے جھلکنے لگے ٹھار ٹھار — چھپیا جا کے ظلمات میں اندکار

اوجالا ہوا صاف یوں چوکدن — زمین کوں مگر لائے تھے گھن چندن

صفادار اس بزم کے نور تھے — جھمکتے اتھے شمع خوش دور تھے

ہر یک ٹھار پر شمع کی روشنائی — جکا جوت سو چوکدھن جگمگائے

منگائے نچھل مست رنگیں شراب (۲۰،۱۷) — صراحیاں بھرے پاچ کیاں بیحساب

پھرانے لگے پیالے یاقوت کے — سٹے میانے بادام لیاقوت کے

وو گنونت شہزادی ہور اسکی مای — ادھی رات لگ وقت اپنا گمای

رضا لے چلیا واں تے اپنے مندہیر — ہوئی یاں خوشی زیاست دونوکوں پھیر

اتر بھید من میں ہوئے مست خیال — وو سیف الملوک ہور بدیع الجمال

جو دیکھن لگے خوب اکیس کوں ایک — انکھیاں میں رہے کھوب اکیس کوں ایک

کہ تھے ایک تے ایک صاحب جمال — متی ہو محبت کے اوجگ اوجال

ہلوں ہلت میں ہات لینے لگے — چمے لگ محبت سوں دینے لگے

بدن دو طرف تھے جو آیا اوبل — ہوئے محو آپس میں آپیں پگل

بدن، بدن پاک دو دہرا ملنے لگیا — بیکس کا سو یک دل پگلنے لگیا (ح)

ہوے سُد گنوا بے خبر دو جنے — سُتے مل کے دیں یک بچھانے منے [ہوش] [سوتے]

ولیکن اُنن میں نہ تھا کچھ خیال [وصال] — کہ[۱] مجھنے پاک دامن ہیں دونوں کمال [بستر]

جکوئی پاک عاشق ہے باول نہیں [دیوانہ] — وو سنگین ہے کچھ اوتاول نہیں [بردبار] [بیقرار]

یقیں جان توں عشق جاں پاک ہے — طلب نفس کا اُس انگے خاک ہے [کے آگے]

صبا جو رین میں تھے پیدا ہوا [رات] — جو مشرق کدن تے ہویدا ہوا

چھپا چاند جا سور کی تاب تھے — یکایک اُٹھے جاگ وو خواب تھے

چلے اپنے خیماں میں جھٹ پھاک ہو — رہے دونو دو و ہیر تھے دو آنک ہو

سو سیف الملک رات کے ذوق سات — کلینے لگیا اس وضع شوق سات [کہنے لینے]

کہ کیا کچ مبارک تھی رات آج کی — مگر حور آئی تھی معراج کی

عجب فیض پایا ہیں اس رات میں — کہ معشوق آیا تھا مج ہات میں

مجے عشق کا مست انپڑیا شراب — سُتا تھا میرے گود میں ماہتاب

یہی ذوق جیتا ہوں لگ بس مجے — یہی[۲] رنگ بس ہے یہی رس مجے

۱۔ اوتو پاک دونوں جنے ایک حال (ح)

۲۔ کہ ہے آج اُس سن پہ اُس مجھے (ح)

چڑیا تن کوں کس دل کوں اُمس ہوا بڑا جس ہوا منج بڑا جس ہوا

فرستادن بدیع الجمال سیف الملوک را
در شہر سیمیں پٹن

جو اُس باوری کا پری زاد کوں[1] لگیا باؤ اُس سرو آزاد کوں
چڑی عشق کے خوش ہنڈولے منے پڑی جا محبت کے جھولے منے
ہوئی جیوں کہ لیلی سو اس لال کی بھنور ہو کے اُس پھول کی ڈال کی
پریشانگی میں لگی پھیرنے لگی برہ دریا منے تیرنے
غُطے بے سُدی ہو جو کھانے لگی سو حیرت میں پڑ رنگ پھرانے لگی
دیوانی ہوئی سدھ سٹی ذات کی لگی خوب صحبت اثر رات کی
جو پائی خبر پھر کنیک بار کوں خبردار ہوئی جوں صبا ٹھار کوں
سگی اپنی دادی کوں تب یاد کر ربی نام لے نامہ بنیاد کر

[1] نوٹ: ۔ ذیل کے گیارہ اشعار نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے صرف ایک نسخہ میں ہیں اور آغا حیدر حسن صاحب کے پاس کے نسخہ میں جو وجہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

کری خوش عبارت سوں تحریر یوں (۱۷۵۰) لکھی عشق تازہ کی تقریر یوں

جو ہر بول پر او پگل نیر ہوئے　　پگل نیر ہو آپنے دہیر ہوئے

لکھی ہر سطر سو سطر سحر کی　　اُس او پرال دیں مہر کی مہر کی

نچھل گن بھری شہ پری بے مثال　　سو لکھن چتر دہن بدیع الجمال

ادب کی روش سوں سیرا بے حساب　　لکی اپنے ہاتاں سوں دادی کوں جاب

بلا کر کہی ایک عفریت کوں　　میرا میت ہے ایک اس میت کوں

لیجا کاڑ سبیں ٹپن لگ شتاب　　ملا میری دادی سوں ہور لیا جواب

کہہ اُس شہر بانو کوں میرا سلام　　جکچھ مدعا ہے سو اُس کا تمام

لیکر آو لے اپنے خاطر منے　　کہ آیا ہے دو آس کر تج کنے

دو فرمائی تھی تیوں چ عفریت سو　　ملک زادے کن آئیا دوڑ دو

کہا اے جگاجوت نوری نہال (۱۷۶۰) منجے بھیج دی ہے بدیع الجمال

تجے اپنی دادی کن انپڑاؤ کر　　خبر انپڑیا سو ترت لیاؤ کر

چل آتوں میرے سات یک تل منے　　تج انپڑاؤنگا اس کی دادی کنے

ن۔ دو عفریت فرمان بردار دیں　　چلیا اُس کے من میت کے ٹھار دیں (ح)

نظر راکھہ سیف الملوک برقضا   سرانديل کے شہ سے لینا رضا

وو ساعد کتے سو ننھے بھائی تھے   دو شہزادی ہور اُس کیری بائی تھے
کہتے چھوٹا

دعا منگ لے عفریت کی پیٹھ پر   چڑیا جو کہیا او انکھیا مونچ کر
کی بالیں بند

جو سیف الملوک جیوں انکھیاں مونچیا   وو عفریت ویں واں تے حملہ کیا

اُڑایا کبوتر کر اُس جان کوں   چلیا ہور لگیا جا کہ اسمان کوں

النگ آگ کا گرم سمدور گھاٹ   پکڑ راست سیمیں ہٹن دھیر باٹ
پھلانگ سمندر سیدھا کی طرف راہ

جیوں اُس شہر کیرے نزیک آئیا   انکھیاں شاہزادے کوں کھولو کہیا

اُتاریا جو اس شہر میں جا اُسے (۱۷۰) عجائب دسیا واں تماشا اُسے

دیکھیا جیوں انکھیاں کھول سیف الملوک   سو لاگے عجب واں کے برست لوگ
دیکھے عجیب چیزیں

پریاں کا چ غوغا ہے در ہر مکاں   نہیں آدمی زاد کا کئیں نشاں
کانچ شور

زمیں واں کی دستی ہے جوتی تمام   کہ کنکر نہ تھے واں تھے موتی تمام
چمکدار سنگریزے

عن۔ سگفتہ ہو سیف الملوک لال وہیں   سرانديل کے شہ سے درحال وہیں (ح)

عن۔ رضا لیکے ہمت سوں دل دھیٹ کر   چڑیا جا کے عفریت کی پیٹ پر (ح)

عن۔ پون ہو گیا جا خوش آسمان کوں (ح)

سکل کوٹ چوگرد بھنگار کا   برستا ہے واں نور کرتار کا

مرصع کے چونا ہیر تھے بھانج اسے   رکھے ہیں ازل تھے نگر بانج اُسے

بندے ہیں چھجا اُسپہ الماس کا   منڈپ او سپہ تانے ہیں اکاس کا

سونے کی ہے چونا ہیرا اونچی دوار   جڑت کے کنگورے اوپر ٹھار ٹھار

لگیا ہے بڑا باغ اُس آس پاس   صندل عود اگر کے بیرک بے قیاس

ہر اک ٹھار امرت کی تاثیر کے   بہتے ہیں نخل کالوے نیر کے

دیے ہیں ہر یک ٹھار ڈیرے بلند (۱۷۸۰)   تناباں مرصع کے تنیاں کوں بند

نہ تھا شہر عالم میں اس دہات کیں   ہوا دیک شہزادا حیران وہیں

لگیا فکر کرنے جو اُس ٹھار پر   کہ خیما شہر بانو کا ہے کیدھر

دیا اُس کوں عفریت جیوں آ نشان   سو نزدیک شہزادا آیا پچھان

اکھنڈ پاچ کا واں دیکھیا ایک تخت   اُس اُپر ال او ماولی نیک بخت

شگفتہ ہو بیٹھی ہے خوش داب سوں   کھڑیاں ہیں پریاں سب ل آداب سوں

ن ۔ کھلے ہیں چمن درچمن بے قیاس (ح)

ن ۔ موتیاں کا

مکلل ہے کسوت منے نور کی — تجلی دیپے مکھ اوپر سور کی
او عاشق جلنہار عفریت سات — کھڑیا سامنے جا روش ریت سات
انگے ہو کیا شاہزادہ سلام — سو دیتی علیکی پھر او نیک نام
کہی توں سلام آنہ کرتا منجے — تو کرتی بلا عذر ٹکڑے تجے
کہ دیواں و پریاں کوں اس ٹھار پر (۱۷۹۰) سکت نیں ہے آنے کی یوں بے جگر
اتھا سخت تیرا کلیجہ بڑا — جو آکر میرے سامنے توں کھڑا
سو یوں آ کہا شاہزادا او سوں — کہ منج تے ہوا ہے گنہ بخش توں
بدیع الجمال اس لکھی سو جواب — دیا ہات میں جا کر اس کے شتاب
پڑی سر سیر جواب وو کھول جیوں — رخ اس کی طرف کر اٹھی بول یوں
دیکھی حرف در حرف مشغول ہو — سو خاطر میں اپنی کھلی پھول ہو
وو مطلب اسے خوش موافق لگیا — یو عاشق او معشوق لائق لگیا
دیک اس کے کد ہن مہروانی ہیں آئی — نزک بیلا ہمزبانی میں آئی
شکل صورت اس کی نجھانے لگی — اوک فرح پر فرح پانے لگی

ن ۔ جو اس جاب کوں کھول پڑنے لگی — نہایت کوں اس کے انپڑنے لگی (ح)

کہ توں (ن۱) کون ہے ہور کدھر کا اہے | جو عشق اس سہیلی سوں دھرتا اہے
تیری ذات آدم دسے وو پری (۱۴۰۰) | تسوں جفت کیوں ہوڑے وو گن بھری (دکھائی دے)
کہ ہے وہ چنچل پدمنی آتشی | تج آتش سوں گمنے (میل) کوں کیوں ہوئی خوشی
کیوں اس نار سوں ہوسکے جفت توں | کہ دیکھیا اہے یو مگر مفت توں
میری جان کوں بہوت مشکل دسے (کس طرح) | کتا (کہنا کس طرح) کیوں وو تج یک تن (ایک قالب) یک دل دسے
سنی ہوں پریاں تھے مجے یاد ہے | بڑا بیوفا آدمی زاد ہے
وفا آدمی زاد میں کچ نہیں | جہاں کچ وفا نئیں وہاں کچ نہیں
میں (ن۲) کس دہات بر لیاوں تیرا مراد | کہ مج دل کوں لگتا نہیں اعتماد (مزا)
سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں (طریقہ) | اٹھیا بول اس وقت اس دہات سوں
اگن عشق کی پھیر اس بات تے | اٹھی سلگ کر اس جلے ذات تے
کہ اے بحورنائی گن گیان کی (عقل و تمیز) | توں سمدور سچلی ہے عرفان کی (دریا، سچی)
اچھو عمر دنیا میں تیرا دراز | کہ توں (ن۳) فی الحقیقت ہے آدم نواز

ن۱ - کہی تو کہاں کا ہے خاکی نہاد | جو دھرتا ہے اس نار سوں اتحاد (ح)

ن۲ - سو کس دہات اے مرد خاکی نہاد | ترے دسوں برلیاوں تیرا مراد (ح)

ن۳ - کرے رحم الٰہی تجے سرفراز (ح)

جلکچ توں کہی سو مجے سچ کہی　　　ولے سُن کہتا ہوں تجے ہیں سبی
لگیا ہے مرا دل اوسوں صبح و شام　　　بھری ہے میری ذات میں اوتمام
اگر پوچھتی ہے تو منج بالے بال　　　بدیع الجمال ہے بدیع الجمال
میں اُس نار کا پاک عاشق ہوں کر　　　بجا ہے ڈھنڈورا تو آکاس پر
اوتم ذات اونار آتش نہاد　　　ٹھنڈی منج لگی آب تھے بی زیاد
نہ کچ منج میں ہور اس منے فرق ہے　　　بو تن اس کی پیرت منے غرق ہے
بجیا ہے میرا ناک ملکے ملوک　　　مدن کا منتا میں ہوں سیف الملوک
میں وو آدمی ہوں جو سب تھے اوّل　　　دیووں جیو اس شہپری کے بدل
جم اُس موہنی کا وفادار ہوں　　　سدا جیو سوں اُس کا خریدار ہوں
بہوت دوکھ دیکھیا ہوں میں اس کے تئیں　　　جنگل[ن] گھاٹ کوئی نئیں دیکھیا سو میں
پھریا ڈونگراں ڈونگراں دور کے　　　کیا دوڑ لئی گشت سمدور کے
کہ اُس کے بدل میں جفا سیں لے　　　جیا جالیا ہور سینا چیں لے
پھریا سر لے میں دوکھ کے ڈونگراں　　　کیا تل اوپر سات میں سمدوراں

[ن] جنگل جاکیاں ہور سو ڈھونڈیا ہوں میں (ح)

بہوت مارکاں بیچ کے دیکھیا — تماشے تماشے جگہ دیکھیا
میرے درد و کہہ کوں نہایت نہیں — میرے اودسے کوں جو غایت نہیں
توں ہی تیوں سینگی میرا درد اگر — عجب کیا جو جاوے سینا ترخ کر
غریبی مری کچھ لبسرنے کی نیں — حکایت میری بیگ سرنے کی نیں
بچن بولنا ہور روتا اتھا — بھرا رنگ تغیر ہوتا اتھا
جو یاد آئی وو دہن سو ہو چرچ وہیں — ہوا بے خبر پھر سینا ترخ وہیں
دیکھی شہر بانو کہ سینچ بیچ یو — (۱۸۳۰) ہوا ہے گم اس کے پیرت بیچ یو
سمج لی اسے عاشق پاک کر — ہوا ہے برہ کھرگ تھے چاک کر
کہی جو بھلا اس کے حق پر اتال — جو واقف ہوا اس کو کروں میں نہال
نزیک آپنے پیار سوں وہیں بلائی — بہوت مان دے تخت پر بیلائی
کہی غم نکو کر توں خوشحال آچھہ — کھلیا تازہ جیوں پھول کا ڈال آچھہ
کہ ہر کیوں کرونگی تیرا کام میں — دلاونگی تج اود لارام میں
کھلاونگی غنچہ تیرے آس کا — دباونگی تاراتج آکاس کا

ر۱۸۳۱۔ کہی بعد ازاں یوں کہ اے غم زدے — ہیٹ ہات اپس بیخودی کے نہ دے (ح)

لگاؤنگی مرہم تری ریش کوں ‏ ملاؤنگی تج سوں تیرے خویش کوں
جنی ماں ہو فرزند پایئی آسے ‏ دے اس دہات تقویٰ جلائی آسے
بحد اُس کی ہوئی کارسازی منے ‏ چیت اُس کی رکھی فرازی منے
طلب سارے دیواں کوں کر ایکبار (۱۴۴۰) جما کر نے فرمائی سب ایک ٹھار
تمام اپنے لشکر حشم بہار سوں ‏ مل اس تملاتے جلنہار سوں
ہوا کے اوپر دو طرف باند صف ‏ چلی وہیں گلستاں ارم کی طرف
نزک گلستاں ارم کے جیوں آئی ‏ سو یکیٹھار شہزادے کوں ہیبلائی
چلی شہر ہیں آپ خوشحال سوں ‏ ملی جاکہ فرزند شہبال سوں

بستہ بردن دیوان سیف الملوک را پیش پادشاہ دریائے قلزم

جہاں جانیاں جس نگہبان ہے ‏ نہ اُس کی کدہیں ذات کوں زیان ہے
عجب کچ سمایا ہے اس ٹھار کا ‏ عجب کھیل کچ پایاں ہے کرتار کا

ن۔ اپیں اپنے دل ہور اقبال سوں ‏ چلی ملنے فرزند شہبال سوں (ح)

کہ جس ٹھاؤں او عاشق نیک نام 	ایکیلا رہیا جو اتھا کر مقام
سو وو ٹھاؤں اوتار کچ ٹھار تھا 	جنت کے گلستان کے سار تھا
کھلے تھے کیتک جنس کے پھول واں 	بو کے بن نہ تھی ناؤں کوں ہول واں
ڈلے تھے چمن بسر پھول میں 	کتے جنس کی باس ہر پھول میں
پون باج واں کوئی مالی نہ تھا 	کسی پھول تھے بن وو خالی نہ تھا
کہیں رائی چنپا کہیں سیوتی 	کہیں موگرہ ہور کہیں رینوتی
کہیں یاسمن ہور مدن بان کئیں 	کہیں تاج سرخ ہور ریحاں کئیں
کہیں لال ہور کیں رنگیلے گلال 	کہیں پھول صد برگ کے بے مثال
کیتک اس منے پھول کیتے کلیاں 	دیکھیں تو نین کوں اٹھیں گد گلیاں
کہیں تختے انگور کے بے بدل 	کئیں انجیر و انار شیریں پھل
کہیں سیب ہور کئیں اناس خوب 	کیتک جنس کے میوے خوش باس خوب
کئیں اخروٹ، بادام، پستے نفیس 	کہیں جوز چلغوزہ ستے نفیس
خوش ایسے اچنبے گلستان میں 	لگیا سیر کرنے اپن دھیان میں
ٹھنڈی کچ ہواواں کی جیو لسکوں بھائی 	سو یک جھاڑ تل خوش اسے نیند آئی
قضارا او اسفند کیرا پرا 	جو اس شاہزادی کوں لیکر اوڑا

رکھا جو اتھا قید کر بندسوں — جو نیند اس کی باندیا انھا دندسوں [دشمنی سے]
دوکھی اس پرے کا بڑا بھائی ہو — مسلم ستک [بالکل] آرام [چین] تھتے ہات دہو
طلب کر پریاں کوں سو کئی لک ہزار — کیا سب کو تاکید یوں بے شمار
کہ مارے جو ہے بھائی کوں میرے کوئی — سو وو آدمی باج [بغیر] دسرا [دوسرا] نہ ہوئی
ڈہونڈو جا کے مشرق تے مغرب تلک — کرو تل او پر ملک یکد ہرتے جگ
تفحص [تلاش] سیتی ہر سند پاؤ اسے — میرے پاس جیتا پکڑ لیاؤ اسے
چلیاں دیں پریاں ڈہنڈلیتیاں اسے — سو پھرنے لگیاں پوچھتیاں ہر کسے
ان میں تھے کیتک پریاں پائیاں — ملک زادے کے حق پہ اودہائیاں
یکائیک آیاں اسی بن منے (۱۸۷۰) سنا اس کوں پایاں اسی بن منے
نزیک آ تمام اس کوں کیتا ہشیار — کہیا کون ہے توں تیرا کون ٹھار
نہ تھا اس بچارے کے تئیں [کرکے] فام کچ — یکائیک کھڑا سر پہ آ کام کچ
سمج یوں پچھانیا [معلوم] کہ سب یو پریاں — اسی ٹھار کیا ہوئینگی سندریاں
جکچ تھا قصا [قصہ] آپنا سر بسر — کہیا اس پریاں دہیر نا جان کر
وہیں وو پریاں اس اپر ٹٹ پڑیاں — ہوا کے اوپر لے [سے] آسے ویں اڑیاں
چلیاں گلستان ارم تے النگ — پچھونڈے بندیاں زور و زور تنگ

پڑی اُس کے گردن پہ جیوں یو بلا ۔۔۔ نہ سہہ سک جفا تلملا تلملا
کہیا شاہزادا یو کیا حال ہے ۔۔۔ یو کیا قہر ہے جو مج اُپرال (اوپر) ہے
دیاں جاب سب وو پریاں یوں اُسے ۔۔۔ توں سنپڑیا ستم پوچھتا ہے کسے
پڑا جو موا ہے تیرے ہات سوں ۔۔۔ لگیا ہے فکر اس کیرے (کے) بھائی کوں (جواب)
وو دریائے قلزم کیرا (کا) راج (راجہ) ہے ۔۔۔ شہاں میں بڑا سو وہی آج ہے
ہمیں اُس کے فرمان بردار سب ۔۔۔ تجے ڈھونڈتے تھے ہر یک ٹھار سب
لجاتے ہیں تجکوں اُسی پاس اب (اب) ۔۔۔ بجانے تیرا کس وضا ہوئے حال
بہرحال اُس لیگیاں راج پاس ۔۔۔ سو دیک راج اُسے تند (غصہ) ہو ہپقیا بس
او ماتم زدا جیوں اُسے دیکھیا ۔۔۔ سو ٹکڑے کرو کر اشارت کیا
کہیا[ن] بیگ جلاد کوں مار اُسے ۔۔۔ وو جلاد تا مار کر پیار اُسے
کہیا[ن] اُس شہنشہ کوں اِس وہات جا ۔۔۔ کہ اس مارنا خوب نئیں اِس وضا
سو رکھیں جیوں اُس کے تئیں بند کر ۔۔۔ جو جھُر جھُر عذاباں تھے یو جائے مر

عن[ن] اٹھا ایسے میں پردہان اس کا گنبھیر ۔۔۔ پوچھا آگ اُس کا ٹھنڈا کر سر پر (ح)
عن[ن] کہیا یوں کہ اے خسرو جن و انس ۔۔۔ دنیا میں بڑی اک بلا ہے یو جنس (ح)

اسے مارنا خوب نیئں ایک بار عذاباں سوں رکھنا اسے ایک ٹھار
جو جُھر جُھر اپس میں اپیں صبح و شام دیوے چھوڑ دقّت سوں جیوڑا تمام
اگر مارتے ہیں تو ایکیچ بار وہیں جیو دیکر سو مرتا ہے ٹھار
کہے تیوں بند اُس سزاوار ہے ولے کیا رضا شہ کی اسٹھار ہے
جو جلاد تھے شہ سنیا یو بچن[ن] سو فرمائیا تیوں چ کرنے جتن
رکھیا[ن] شاہزادے کوں جیوں بند میں بہر یاد وک بندے بند کے پیوند میں
بڑا اور واُس عاشق پاک کوں ہوا بند میں اُس دردناک کوں
لگیا روُنے ہور سینا پھاڑلے سکت نیئں جو واں نے اپس کاڑلے (نکال)
دھسے بخت (قسمت) پھر اُس پہ و ند کے سار سو مرنے کے کارن ہوا اختیار
خدا باج (دشمن کی طرح) بھی اُس نہ تھا کوئی تزک کرے[ن] یاد اُس شہپری کوں اوک
دکھوں تے اپس میں ہوا یوں ملول نہ تھا آدمی کا کچ اُس میں اصول

۱ن۔ سُن اس بات کوں وو غضبناک وہیں سینے کوں غضب نے کیا پاک وہیں (ح)
۲ن۔ نہ دار اُس رکھو کر کہیا بند میں رکھے بند میں سو رہیا دند میں (ح)
۳ن۔ لگیا تلملن گھابرا ہوا دیک (ح)

پڑیا دور جیوں آپنے خویش تے (۱۹۰۰) سو نازا کیا ریش کوں بیش تے

نہ کچ فہم اس میں نہ کچ گیان تھا — اُسے قُوت معشوق کا دھیان تھا

جو وو ماولی گن بھری بے نظیر — سو لکھن ونتی شہر بانو گنبھیر

سو اُس پاک عاشق جلنہار کوں — گرفتار ہو تلملن ہار کوں

رکھے ٹھار پر بھیج کر جان لے — خوشی بے نہایت اپس آن لے

ملی جا کے جیوں اپنے فرزند کوں — نچھل نور دیدے خرومند کوں

ہوا اباکوں دیک شاہ یوں شاد ماں — جو گل گل ہو کیتا دعا آسماں

او نزبات میں وو ٹھنڈی پیٹ کی — کہی حال اُس جان کے بنٹ کی

سو کرسی اوپر بیلا بات کوں — کئے شاد شہبال کی ذات کوں

کہی حال سیف الملوک کا تمام — سنائی قصا اس کے دوک کا تمام

سو شہبال او سات اُس تل منے (۱۹۱۰) محبت پکڑ آپ نے دل منے

کہیا اپنی ماں کوں کہاں ہے وو جواں — دیکھن اُس کوں تپتا ہے میرا اِراں

کہی شہر بانو میں اُس جواں کوں — سو آتے وقت سات لے آئی ہوں

فلانے چمن میں رکھی ہوں اُسے — یکایک ڈری لیانے تج کن اُسے

کہ آدم ہو وو آدمی سو کہیں — کسی وضع ہمنا سنپڑتا نہیں

مبادا کرے گا توں اُسکوں ہلاک　　بہت یک میرے دل منے تھا یو دہاک (خوف)

سو درحال شہپال شہ بختور　　پریاں کوں دیا بھیج اُس لیاؤ کر (لانے کے لئے)

بولا بھیجیا بھیج کیتاک پری　　سو جا اُس گلستان میں گن بھری

جو آئیا تھا شاہزادا جہاں　　وہاں جائیکر دیکھیا ئے وہاں

دیکھے ڈھنڈ چمنے چمن ٹھارے ٹھار　　نپائے کہیں سو لگیا خار خار (کھٹکا)

کہیاں شاہ شہپال کو جائیکر (۱۹۲۰)　　کہ وو جان دستا نئیں (نظر آتا نہیں) اس ٹھار پر (اس جگہ)

فکر زاد (فکرمند) ہو پھر کہ آتے پراں　　کہیا یک پر اسا منے ہوکے واں

کہ دیکھیا ہوں میں خوب آس (وقت) جاں کوں　　نچھل حسن کے اُس او تم بھان کوں (خوب سورج)

پری یک جماعت کی (گروہ کے ساتھ) جاتی اتھی　　ہوا پر اُڑا اُس (اُسے) لجاتی اتھی

شگفتا نہ تھا سخت دلگیر اتھا (بحال)　　ولے میں نہ پوچھیا سو تقصیر اتھا

سُن اس دہات (طرح) اُس جواں کے حال کوں　　کہے آئے کر یو سچ شہپال کوں

سو شہپال بن شاہ رُخ جیوں یو بات　　سنیا سو لگیا تلملن (اسی طرح) دہات (طرح) دہات (طرح)

جو تھا شاہ خوشحال جیوں پھول کھل　　سٹیا سوچ آپیں ہوا وین خجل (ڈالا سو یو بات سن کر)

کہ شہر بانو کی بیٹی وہیں　　پریشانگی دل میں بیٹھی وہیں

جو اس حال تے دہن بدیع الجمال　　خبر پائی سو سد (ہوش) گنوا ہوی نڈہال

پڑی بہیں اوپر جو نہ تھا تاب اُسے — سو چھڑکیاں پریاں مو کہہ گلاب اُسے

کیتیک بار کوں پھر جو ٹک ہوش پائی — سو اٹھ کر بلوں اپنی دادی کن آئی

کہی اے سکی کیا کروں میرا تال — کہ دستا ہے اُس باج جینا محال

میرا جیو تھا سو وہی پیو تھا — کہ اُس پیو پیہ لئیے مرا جیو تھا

اُسے واں سکیت چھوڑ کی آئی توں — سنگات اپنے کی نا اُسے لائی توں

کیتی کس وضع کام توں ہائے ہائے — کہ یاں نیں رکھی فام توں ہائے ہائے

کری کام آما نہ پورا کری — دہنورا دسے مجکوں دیوانا کری

دیوانی ہوں ہیں وو دیوانا کہاں — وو دانشوری کا ہے دانا کہاں

کدہر گئی وو روشن ضمیری تری — یو کس دہات کی دستگیری تیری

ادہر لگ میرے لیا کہ امریت کوں — پھرا کر لیکر گئی توں اس ریت کی

اگر ہوسے تو پھر تج سوں ہونا یو کام — نہیں تو مرا کام ہے یاں تمام

جیوں اس دہات دو چلبلی بول اٹھی — چھپے راز کوں آپنے کھول اُٹھی

سو لک دہات دلگیر وو ماولی — ہوئی ویں پگل نیر وو ماؤلی

لٹ۔ پریشان مج دسے دہنورا کری (س)

چلی آپ نے پوت شہبال کن | جکا جوت اوخسروی لال کن
کہی اے میرے من کے بن کے نہال | کہ یو کام تجسوں ہے نسبت اِتال
یکا یک جو یا نتے ہوا غیب وو | سو تج شاہ کوں ہے بڑا عیب یو
ترے ملک میں تے ہے قدرت کسے | جو یوں کاڑ چوری لجاویں اُسے
ہر ایک دہات سوں کر تو پیدا اُسے | تفحص ستی ہر سند پا اُسے
کہ عاشق ہے اس کی بدیع الجمال | میادا ہووے اُس کے تیں پائمال
مگر شاہ دریائے قلزم کے لوگ | عداوت سوں سوراکتے ہیں یو روگ
کہ اس کے جیوں مارکر بھائی کوں (۱۹۵۰) | سراندیل کے راج کی جائی کوں
یکیلا اچھیں کاڑ لیا یا اِتھا | سو ماباپ سوں لیا ملایا اتھا
اُسے مکر سوں دیند کر اودندی | کیا آج تج تے مجھے شرمندی
توں فرزند ہے گر مرے پیٹ کا | تو یاں نیٹ کر وقت ہے ہیٹ کا
مہروان ہو اُس دردمند پر | توں اپنا چ کر جان فرزند کر

ن سنی شہربانو جو اُس کے بچن | پشیمان ہوئی شہبال کن (س)

ن۔ نہ دیکھی کدھیں کام ایسا محال۔(س)

ن۔ اسے توں اپے آج ماباپ ہو | کہ تج بن نہیں کوئی ماباپ سو (س)

کر اس وقت پر اس کی حق یاوری / دکھا آج جگ میں تیری داوری

میرے من کوں سنتوس سوں پور کر / یو شرمندگی مج تے توں دور کر [دل — بمعنی اطمینان]

کہ نادان بالی بدیع الجمال / تیرا جیو ہے ہور تیرا ملک و مال [کم عمر — جان]

اُن اپس میں جو ہونا کہتی ہوئینگی / وہی پیو ہو نا کہتی ہوئیں گی [کہتی]

جہاں تھے کھڑیا آج یو کام یوں / توں کہہ تا تجے ہووے آرام کیوں [کس طرح]

لگا عشق اُس جان کا پھر اُسے (۱۹۶۰) مسلم دیوانا کرے پھر اُسے

انگے سر تے جیو توڑے آپنا / وو کوملا سینا چھوڑ لے آپنا [پھر سے — نازک]

دنیا بیچ یوں بول رہ جائے گا / خلق کوچ کا کوچ کہہ جائے گا [میں — بات — کچھ]

کر استھار پر سبی توں آپ ہو / ترت اُس بچارے کوں ماباپ ہو [جلد]

سو شہبال شہ فتح کے کھرگ کا / دلاور نپٹ باگ کے ورگ کا [بالکل — شیر]

فتح کے دیامے پہ لکڑی کوں ٹھوک / چلیا لاٹ کا ٹھاٹ سنگات لوک [نقارے — ٹھاٹ]

غصیالا ہو شمشیر کوں ہات لے / سُرب دل کوں سب اپنے سنگات لے [غصہ میں آکر — تمام — لشکر]

سلح ہور سنجوت سوں سربسر / پریاں ہور دیواں کوں مستید کر [اسلحہ بمعنی آلات حرب — تیار]

یکا ایک جاگے پہ تے جیوں ہلیا / جیوں اسمان بادل کے دل سوں چلیا [جگہ]

مبادا تو ٹی کر زمیں بہار سوں / ہوا پر رہیا آپنے بہار سوں [اوڑیا — بڑے ٹھار]

جو دیکھے دل اُس شاہ کے کوٹ کے (۱۹۷۰) سو سچلکے ملاک عرش کے گوٹ کے

دکھیت سلح سنجوت کا لک لکاٹ
گیا سو رکیرا سینا پھاٹ پھاٹ

یکایک نظر جیوں پڑیا وو ہجوم
ہوئے گھابرے کھلبلا سب نجوم

اُٹھیا غل جہاں کا نہاں بے قیاس
گئی یو خبر شاہ قلزم کے پاس

کہ شہبال بن شاہ رُخ بادشاہ
دلاور جہانگیر انجم سپاہ

تیری سب ولایت کوں پامال کر
وو آتا ہے تیرے اوپر جال کر

سنیا شاہ قلزم جو اس بات کوں
دیا بھیج حاجب کوں اسد ہا سوں

کہ آنا تمھارا ہوا کیا سبب
مرے من کوں لگتا ہے بہوتیچ عجب

کسی کوں نہ تھا آج لگ یو مجال
جو مج ملک اُپرال کر آئے چال

خلاصا جو کچ ہے سو کہہ کھول کر
شتابی سیتی بھیج دیو بول کر

کہ خوبی نہیں کچھ تمیں آئے سو (۱۹۸۰) شباشب یو الغار کر دھائے سو

خبر اس وضا کی لے حاجب شتاب
جو حاجب انھا لیونے کوں جواب

سو شہبال شہ خسرو بے نظیر
دیا جاب حاجب کوں یوں کر گنبھیر

کہ تم جو گلستاں ارم سے جسے
پکڑ لیائے ہیں بھیج دیو و اُسے

عـ ـ سنگات اپنے لے بے نہایت سپاہ (س)

جو وو آدمی ہے مرے پیار کا   نہیں کوئی دنیا میں اُس سار کا
(مانند)

مروت سوں دیو نیکے تو جاؤں گا   وگرنئیں تو تمنا پہ چل آؤں گا
(حملہ کروں گا)

ویں یکدہر تے دریائے قلزم کوں جال   کرونگا تمن سب کے تئیں پائمال
(ایک دم ۔ جلا کر ۔ تم)

دیے باج اُسے یاں تے ہلسوں نہ میں   کہ گاڑیاں ہوں رن نہانٹ ٹلسوں میں
(بغیر ۔ ہل سکوں ۔ میدان جنگ تئیں ٹل سکوں)

دو حاجب جیوں اُس دہات پایا جواب   کہیا آپنے شہ کوں یوں جا شتاب

رکھیا ہے جیسے توں نیٹ بند سوں   اُسی آدمی زاد کے دند سوں
(بالکل ۔ قید ۔ دشمنی)

ادک[1] گرم ہو نج پہ آیا اہے (۱۹۰) اُسے بھیج دیوکر کوایا اہے
(بہت ۔ غصہ ۔ کھلایا)

وگرنئیں تو منگتا ہے لڑنے تسوں   سرب دل سوں اپنے جھگڑنے تسوں
(تجھ سے ۔ تمام ۔ توج)

بہت[2] لشکر آیا ہے اُس کے دنبال   یکایک اُسے یاں تے جانا محال

سُن اس بات کوں شاہ قلزم وہیں   نہ لیا تاب پھر ہو کے برہم وہیں
(تجھے)

کہیا جا کے اِنیار یوں بول اُسے   کہ آیا ہے توں دھنڈ لیتا جسے
(اس بار یتہ)

سلامت سوں وو نئیں ہے اُس ٹھار پر   کہ بہت دن ہوئے اُس جیوں مار کر
[3] سہوا ہے دو آدم تو ۔ (بہت ۔ جان سے)

---

[1] ۔ دوکر چال آیا ہے تیرے اوپر   کتا ہے اپس کوں اُسے دیوکر (س)

[2] ۔ کہ سمجھا ہوں میں خوب اس کا خیال (س)

توں اپنے سب دل سوں جایاں تے بھاگ
نہیں تو تجھے میں کروں گا ہلاک

نہ ہو اُس کے پیچے چھوڑ دے یو جبال
جیوں آیا ہے تیوں جا توں یاں تے سنبھال

نکر تیز آپس اس شتابی سنتی
نہ ہو تند جا ایک رکابی سنتی

پھرا آ نہ ہو چھوڑ دے شاند توں
عداوت نہ لے منج تے باند توں

نکو کھول فتنے کے موندے کواڑ (۲۰۰۰) نکو توں ستم منج کوں بہار کاڑ

کہوں آفت روزگار آج ہیں
جو نکلوں سب دل سوں بہار آج ہیں

تو پکڑ پھیر تے ویں خرابی کروں
دندے کے اوپر فتح یابی کروں

غصے سات اس بات کہہ بھیج دیں
ہوا مستعد بیگ لڑنے کے تیں

جنگ کردن شہبال با شاہ قلزم

وخلاص نمودن سیف الملوک

کہنہار یوں قصہ حرب کھول
کہے اُس وضا سوں زباں چرب کھول

کہ شہبال بن شاہ رخ بے نظیر
جو حاجب تے کڑوے سنیا بول پھیر

نپٹ زہر سوں تلخ کر بات کوں
لیا پیچ جیوں اژدہا ذات کوں

ہوا تند ہور تیز ادک آگ تے
غصالا ہو کر اژدہا باگ تے

اوچایا شطت کا علم اس وضا | جو حیراں ہوا خلق آیا کر قضا
اوچا دل پہ دل خوش چپا راستا | کیا ہر طرف تے صف آراستا
ہوئے جمع جنگی ہزاراں تمام (۲۰۱۰) | قوی دست خونخوار شیراں تمام
یکیک جان یک گوٹ لے برز جیوں | لئے ہات میں فتنے کے گرز جیوں
کئے رخ دندے پر جو ہر ٹھار تے | زمیں بس گئی تھی اسی بھار نے
غضبناک ہو جیوں آنگے دل ہوئے | کلیجے پہاڑاں کے پھٹ چل ہوئے
ترائی تفیراں سو جیوں پُر غماں | ہوا گھا پرا جو کہ پڑ آسماں
سلح پوش پولاد کے کوٹ جیوں | بڑا شور سمدور کی لوٹ جیوں
اُتالے ہو آوتے بھرے عزم سوں | کھڑے آ کے میدان میں رزم سوں
بھبیا یوں جوں قہر کا شور سات | شطت کی اگن سلگ اوٹھی زور سات
اُٹھیا غل جہاں کا تہاں مار مار | قیامت زمیں پر ہوئی آشکار
جھلک دیک بجلیاں سی ترواراں کے | اوڑے فاختے سخت سنسار کے
جو دوراج دو دھر تے یرہم ہوئے (۲۰۲۰) | گگن سات تو ہیبت تے درہم ہوئے
غصے کا جو بارا اٹھیا زور سوں | پڑیا اُس کے لشکر پہ جا قہر سوں
سٹیا اُس کے لشکر کوں جیاں تاں بکھیر | لگیا توڑنے تول سوں گھیر گھیر

جو دوڑ اُس کے صف پر دلیراں پڑے   تو بکریاں اوپر جا کے شیراں پڑے

سٹے خاص ہور عام کوں کاٹ کاٹ   جو کسکوں نہ سمجھا انتھا باٹ گھاٹ

دلیراں جو شہبال کے پائے بل   سو فوجاں کوں یکدہر تے اُسکے کھندل

سٹے دہڑ پوتے یوں منڈیاں کاٹ کاٹ   نہ تھی باٹ جانے کسے واں تے نھاٹ

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا   گگن اُس پہ کشتی ہو چلنے لگیا

سراں تیرتے لہو کے سمدور تے   جو دستے اتھے بُڑبُڑے دور تے

دَہڑاں سب نپٹ موج کے لوٹ مار   تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

بلایاں کے پاتاں کوں جیوں آگ لائی (۲۰۳۰) زمیں ہور زمانے کوں ونیاگ لائی

غضب پر غضب کا جو بارا ہوا   سو ایسا بڑا کچ دہولارا ہوا

دنیا غیب ہوی اُس دہولارے منے   گنواتا گیا دیس اندہارے منے

لیا گرد جا ڈہانپ اسمان کوں   دہنواں سانپ ہو نگلیا بہاں کوں

سو دریائے قلزم کوں ہیبت چھوٹی   زمیں کے تلے گائے اڑرا اٹھی

بڑا رن پڑیا سخت رگڑا ہوا   کہیں نئے سو نادر یو جھگڑا ہوا

ہو دیواں کے پاتاں کے برہم تمام   گیا اوٹ دریائے قلزم تمام

فتح پائے شہبال کے لوگ سب   کیے چور شمشیر سوں ٹھوک سب

چڑے پیٹھ ہور جا کہد پڑے وہیں — سو حلقا ہو چوندہیر پڑے وہیں

جو قدرت کے بل سوں ادک فتح پائے — پکڑ شاہ قلزم کوں درحال لیائے

نظر اس پہ شہپال کی جیوں پڑی (۲۰۴۰) سو ارواح اُس راج کی جیوں اڑی

بولا کر نزیک اُس اٹھیا بول یوں — کہ اے بے کٹر ناجواں مرد کیوں

توں اُس جان کوں مار ضایع کیا — سو دیک دیک جیو اس کا کیونکر لیا

کہ اوتار تھا جگ میں او نیک نام — وفادار انتھا آدمیاں میں تمام

تجے چھوڑ ہرگز نہ دیسوں اتال — کروںگا ملا دھول میں پائمال

کہ سپڑیا ہے توں آج مج ہات میں — توں سچ بول جھوٹا نہ ہو بات میں

اُسے کیا کیا مار کر کان سٹیا — یکایک عصا اُس پہ تج کیوں چھٹیا

رنجانیاں عذاباں دے کس دہات سوں — دکھایا توں کس دہات کے گھات سوں

جو وو مجکوں یاد آتا اہے — تو سینا مرا پھاٹ جاتا اہے

گلے پڑ لگیا یوں ہسلم دنبال — سو وو راج ہے تیوں کہا کھول حال

کہ وو جان تیرا جو مینتا اہے (۲۰۵۰) موا نئیں کہ اجنوں وو جیتا اہے

اسی کے بدل میں منگایا انتھا — جو بھائی کو میرے وو ماریا انتھا

عصا تھا سو بند میں رکھیا ہیں نہ مار — سلامت سوں ہے وو جتن ایک ٹھار

جو تج تے رضا ٹک اگر پاؤں میں — تو لیا اس کوں درحال دکھلاؤں میں
ولے تو ج شہ کو روا یوں نہ تھا — یک آدم کے تئیں تج دو کھانا نہ تھا
میرے سب پری ہور دیواں کوں مار — کیا نیست نابود ویں ایک بار
ہٹیلا ہو میرے اوپر ہٹ پکڑ — کیا شہر ہور ملک ہیرا اُوجڑ
جو یو بات خاطر میں آیا اُسے — لگے عذر خواہی سوں لایا اُسے
کہا یوں قضا آگہر یا نا گہاں — نہیں مار نے دم سکت کس یہاں
اوبل کر گیا دو طرف تے اوبال — نہ کر فکر دل میں توں ہرگز اپال
بولا بھیج اُس میری من میت کوں (۲۰۶۰) محبت سوں کر تازہ پھر ریت کوں
جو توں ہور ہمیں سر تے پھر شاد ہوئیں — عزیزی میں بھایاں کبرے ناد ہوئیں
یکایک کھلے بخت کے جیوں کواڑ — سو لیائے اُسے بند میانے تے کاڑ
دکھیا جیوں او دیدار شہپال کا — کھلیا سر تے ویں پھول جیوں ڈال کا
پڑیا آئیکے شاہ کے چرن پر — کہیا یوں کہ اے خسرو بحر و بر

ن جو یو بات سُن مہر آیا اُسے (س)

ن نظر جو پڑی اُس پہ شہپال کی — ضعیفی گئی اس کے سب حال کی (س)

بڑے بخت میرے دیکھیا آج تج — پُھگی بازواں لگ خوشی آج مج
گیا سب میرا غم تیرے دہیر تھے — کہ جیو دے بچایا مجے سیر تھے
جو اخلاص میرا او سیا تجکوں خاص — کیا خوش مجے بند میں تے خلاص
ہوا ذوق اسی بات تے اُس زیاد — سو پایا اُسے اپنے فرزند کے ناد
اوچالے کے چھاتی کوں لایا وہیں — کہ اوتار کچ ہے کہ پایا وہیں
فضیلت میں ازما کے دیکھن لگیا (۲۰۷۰) جکچ پوچھیا سو وو بولن لگیا
ہر ایک بات پر اُس کی حیراں ہوا — کہلیا سر تے تازہ گلستاں ہوا
کیتے لک خوشیاں دل منے آن کر — کیتک دیس اُس شہ کوں بہو مان کر
دِئے اس کا ملک اس روانا کیا — اپیں آپ نے ملک جانا کیا
اُٹھیا فتح کے جیوں دمامے کوں ٹھوک — ہوئے شاد تر لوک میانے کے لوگ

عٹ۔ شہ اس بات تے ذوق پایا بے شمار (س)

عٹ۔ جو دیکھیا فضیلت میں اُس آزما — فضیلت کے تھا اوج کا دو ہما (س)

عٹ۔ خوشی دل منے لاک لاک آن لے — اودک شاہ قلزم کوں بھو مان دے (س)

عٹ۔ خوش اُس کے ملک کوں روانہ کیا (س)

فلک رخش ہو ران تل آئیا　　زمانے غاشا اسگے دھائیا

چلیا آپنے شہر ہیں نیٹ سوں　　لے سیف الملوک لال کوں پیٹیوں

بلند عرش لگ یو آوازا ہوا　　زمیں آسماں سر تے تازا ہوا

خلق سب گلستاں ارم کا تمام　　ہو خوشحال پایا انند خاص و عام

بدیع الجمال آپنے من منے　　کھلی جیوں کلی پھول کی بن منے

اونم شہر بانو گنی حق گذار　(۲۰۸۰) رو بار وم پائی خوشی بے شمار

کتی لگ وضا ذوق کے حال سوں　　دعا آپنے فرزند شہبال کوں

کہی یوں کہ اے شاہ آفاق گیر　　فدا ہر گھڑی تج پہ میرا ہر یہ

جو کنولی سہیلی بدیع الجمال　　ہے پتلی تیرے نین کی جگ اجال

کتے دہات سوں بے نہایت سرائی　　سو دیں خواستگاری کے باتاں چلائی

کہی اے تجلی میرے نین کے　　کہ آرام مج جیو تابین سکے

جو بیٹی ہے تیری بدیع الجمال　　سو سیف الملک سوں ملانوں اتال

دو سیف الملک جان روشن ضمیر　　سمد گیان کا عاشق بے نظیر

دو ایکس کوں یک دو نو عاشق ہیں پاک　　سو باطن ہیں پی ہیں عشق سوں چاک چاک

او نو دونو یک ہوو ناساج ہے　　دنیا دین ہیں یو بڑا کاج ہے

سو شہبال ہاتے سنیا یو جو بات (۲۰۹۰) قبولیا وہیں لاک خوشیاں سنگات

ہاں سے — قبول کیا۔ راضی ہوا

کتخدائی سیف الملوک و بدیع الجمال

مدد فیض جوں آسمانی ہوا — زمیں ہور زمانا نورانی ہوا

سعادت کے تازی ملے ایک ٹھار — سو پرگٹ کیا ذوق کیرا ابھار

نیک بختی — گھوڑے — جگہ — ظاہر

خوشی کے کھلے پھول پھانٹے تمام — کئے شکر چیاں ہو کانٹے تمام

کا — شاخ — خار — زبان

ملک فال دیکھ عرش پر غل اوچائے — فرح پا وہیں مینر مانی گنائے

دوڑ

خبر یو ترت جگ میں جانے لگیا — زمیں کا نکل گنج آنے لگیا

جلد — خزانہ

خبر پائے دریا کے موتی تمام — رتن کہان میانے کے جوتی تمام

ہیرے — معدن — چمکدار

تری ہور خشکی تے پڑ بہار سب — سو شہبال کے آئے دربار سب

میں

ہر یک چرخ تل صرف ہونے لگے — تجلیاں میں گھل گھل پرونے لگے

کام میں آنے

نگر سب گلستان ارم کا تمام — ہوا صاف جیوں جام جم کا تمام

شہر

پرے ہور پریاں جگ کے سارے ملے (۲۱۰۰) بھرائے مجالس و لے در و لے

تمام — زنانے — محلہ محل — محلہ محل

پریاں چلبلیاں کا کس بھا سازسوں — لگیاں ناچنے مل کے یوں ناز سوں

نِکلے ہِنک جڑت کے صد جگمگاٹ لگیا ہونے چوکدن تم تماٹ
(پردل، جڑادی، چمک — چوطرف، ہنگامہ)

پرّیاں بے بدل تہیاں سو دہائیاں تمام جو اہیر کے کاس بھایاں تمام
(لاجواب، تھیں، آئیے — جواہر، ڈالے)

دہن تنگ تر بانگ باریک تر بنئے قدر تے بال تاریک تر
(سے، شب)

ہوئی مست مجلس خوش آواز سوں دِوانی کیاں پاتراں ناز سوں

ڈھکنیاں ملیاں ڈومنیاں لولیاں شکر شہد شیریں تے مٹھ بولیاں
(مراثن، شوخ — میٹھے، سخن)

بکس ایک تے ایک ترنیاں اہیں سو کرنار کیاں مور ہرنیاں اہیں
(طاؤس، ہرن)

سو پر پیچ زلفاں کوں ڈیک گال پر کنڈل گھال بیٹھیا بھجنگ مال پر
(عارض — پٹا، ڈال، کالا سانپ)

پڑے بال کالے سو جاں تاں تلے سو جیوں ناگ لڑتے ہیں پاواں تلے
(سانپ)

نجانوں کہاں کوڑ منتر سکیاں (۲۱۱۰) پدم پاؤں ناکس کے جنتر سکیاں
(جاہل، جادو، سیکھے — سحر)

لگیاں ناچنے تیں چو صدرے صدر ترنپنے لگیاں خوش جدہر کا ادہر

جو گتن لے اٹھے منڈلے پھر تمام سٹے ہوش جاگے پوتے گھر تمام
(راگ، قسم باجا)

مندل کاڑ مندل بجانے لگے گیتاں کاڑ بکر یاں سولیانے لگے
(باجے کی قسم، نکال — گیت)

ن۔ جو یکہ ہیر تھے ریج مجلس تمام سٹے ہوش بیٹھے ہی کھس کھس تمام (س)

ن۔ جو تپہ اٹھے منڈلے بے نظیر ہوئے بادل آسماں کے گل کے نیر (س)

جنتر کار سوزاں او چپائے ہلول — سو مجلس کوں مستی میں لیائے ہلول
جو کھولن لگے نغمے ہر ٹھار تے [ن۱] — ہلیاں سُن چتر پوتلیاں ٹھار تے
کیتاں جو انچھیں تان پرتان کیاں [ن۲] — رہیں ڈال پنکھ سو راسمان کیاں
سزاوار شاہی کوں یو ساز وار — ہنرمند جو سارے ہور رازدار
دیک اُس بزم کا خوش سہاوا و نور — لگے بھیجنے مرحبا چاند سورج
جو مجلس کوں کھانا کھلانے پہ آئے — صفا خوش کندوریاں سولیا لیا بچھائے
کندوریاں شہانے سو لاک جنس کیاں (۲۱۲۰) رنگا رنگ شیرنیاں ہر اک جنس کیاں
رکھے شیرنیاں لا ایک ٹھار ٹھار [ن۳] — گگن او نچے راساں نہ کئیں اس شمار
جو پھل نیر سوں ہات سب کے دھولائے — کندورے کھلانے لجا بیلائے
رنگا رنگ لک جنس کیاں نعمتاں — جو ہر ایک نعمت میں کئے لذتاں
سو آسمان بادل کوں سنگات لے — چندر سور کے جام دو ہات لے
کمر باند خوش ہو اپیں آبدار — نظر ساری مجلس پہ رکھ ٹھار ٹھار
جل امرت لیا لیا پلانے لگیا — پلا پیاس بھر بھر چلانے لگیا

ن۱۔ جو نغمے سنہاں خوش چتر کار تھے (س)

ن۲۔ جو تاراں تے یارا بہیا تان کا — رہیا ڈال پنکھ مورا سمان کا (س)

ن۳۔ لگے باٹنے شیرنیاں

خلائق و لے در و لے خاص و عام   کندورے تے فارغ ہوئے خوش تمام

جڑت کے طبق ہر یک اسماں تھے   بھر اس میانے تنگٹے بیڑیاں پان کے

عنبر ہور خوشبو کدم پھول مال   پھرانے لگے جان صاحب جمال

جہاں لگ اتھیاں جگ میں پھل پاڑ پاں (۲۱۳۰) جہاں لگ جو گنبھیر پنو اڑ پاں

سویں خرچ تل شہ کے آئے وہیں   جو یک پان ہور پھل او بریا نہیں

منور کئے انجمن کوں تمام   زبرجد کے شیشے زمرد کے جام

مدن مست ساقی چھبیلے جواں   ادک چھند بھرے خوش رنگیلے جواں

مدن مدپیالے بھرا ساز سوں   کھڑے آ کے مجلس منے ناز سوں

پھرانے لگے دور پر دور خوش   کئے ساری مجلس کیرا طور خوش

عجب دور رنگیں مد اثر دار تھا   متا باس تے اس کے سنسار تھا

نقل ناز کا لیا چکھانے لگے   سو بکد ہر تے سب کوں چھانے لگے

پیالے جواہر کے بھرنے لگے   متی ہو کہ جاناں سو گرنے لگے

ن۔ جتے ساقی امرت بھرے واسنچکے   صراحیاں لے ہاتاں منے پاچ کے (س)

ن۔ رنگیں مدپیالے میں بھر ساز توں   پھرائیں لگ دور خوش ناز توں (س)

ن۔ جتیا دیک اثر من میں جھلنے لگے   متی مجلسی ہو کہ ڈلنے لگے (س)

سو پڑتے تھے جاں پد کے بُند توٹ کر   زمیں نا پچتی تھی وہاں اوبھٹ کر
شراب بوند

ہوئے تھے مِتی کئی نہ تھے ہوشیار   جکوئی پیوے وہ کیوں رہے ہوشیار
مست

کئے بخش ساریاں کوں یکہ ہیر تے   ہوئے شاد سب اس جہانگیر تے

الٰہی جو معشوق عاشق اوپر   کرم کر ملاتا ہے یک تِل بہتر
لحظہ بہیں

جلوہ دادن سیف الملوک و بدیع الجمال

تجلی سوں جلوے کی جیوں رات آئی   سو دیں غیب تے فیض لک ہات پائی

جو شب قدر کوں بھی نہ تھا فیض تیا   سرا نا سکوں میں سراؤں جتا
اتنا   تعریف نہ کر سکوں

مراواں جو دہر تے تھے جگ دل منے   سو پائے اسی رات یک تل منے

نظر ہوئی عنایت کی سبحان تے   اترنے لگی رحمت اسمان تے

تجمل روپ کیاں جلبلیاں شہر یاں   اوتم ذات اوتم گیان کیاں گن بھریاں
شان چہرہ تھی   نیک نیک عقل

بدیع الجمال اچپلی نار کوں   ڈوبایاں زر نیے میں جھلکار سوں
عورت   زیور

جو جلوہ دلانے ہو یاں مستعد   محل جلوے کارن کیاں مستعد
تیار   کے لئے

جواہر کے منڈوے سو چھپایاں تمام   مرصع کے پردے بندایاں تمام
قسم آفتاب گیری

ہر یک محل صوفیاں منے رنگ رنگ   جڑت کے رچے لیا کے چھپر پلنگ
جڑاوی   چھپر کھٹ

طبیاں خوش ہو مایاں و بابایاں تمام ۔۔۔ شو آروس کے پاس آیاں تمام [۷]
دنیا اُس گھڑی جاں ہوی سیر تے ۔۔۔ کھلے بخت گوتیاں کے یک بیک پھیرتے
او تم ڈومنیاں مل پلانے لگیاں ۔۔۔ سہیلے شہانے سو گانے لگیاں
نول جاں سیف الملک بختور ۔۔۔ اُمس سات آ بیٹھیا تخت پر
نبی ہور سبے لوک پلانے لگے ۔۔۔ شو آروس کے تئیں سرانے لگے
[۸] سعادت کے ساعت ہویدا ہوا ۔۔۔ سو قاضی مسیحا ہو پیدا ہوا
لیا شو کیرا ہات اپن ہات میں ۔۔۔ [۹] خوشی سوں پڑیا عقد اس سات میں
دعا سر کیا جیوں خوش آئین سوں ۔۔۔ ملائک کئے ختم آمین سوں
ملے شہ کے چوندھیر سب گوتیاں ۔۔۔ لگے وارنے شو او پر موتیاں
[۱۰] چلے جلوے کے محل میں شو کوں لے ۔۔۔ کواڑاں سو اقبال کیرے کھلے

ع۷۔ اوک ذوق پر ذوق پایاں تمام (س)

ع۸۔ جو ساعت شرف کا ہویدا ہوا (س)

ع۹۔ پڑیا عقد رحمت بھری سات میں (س)

ع۱۰۔ جو سیف الملک برج اقبال کوں ۔۔۔ چلے محل میں لے کے اُس لال کوں (س)

کھڑی مشتری ناز کا ساز کر سورج جگمگا تا سو آسمان پر

مشاطا ہو زہرا اتر آئی بیگ چمک نور کا لیا کہ جھمکائی بیگ

تجھل نور کا لیا کہ پردا اُبندائے شو آروس دو نو کوں لیا بسیلائے

جو پردے ملتے ہات ہلنے لگے سو لک دہات پھولاں اُچھلنے لگے

مگر غیب تے جگنے دو نور کے ل اڑتے اٹھے کھول پنکھ سور کے

دے جلوا مشاطا جو نرِدال ہوئی سو بھوگی نول شہ کی واں چال ہوئی

بنی پر ہزاراں درود بھیج ویں چلیا لیکہ آروس کوں سیج ویں

دکھیا نور کا اس تجھل نور تے زیادہ اٹھے نور کے پور تے

جو جلوے تے فارغ ہوئی خلق سب (۱۷۰۰) چلیا شو لے آروس کوں سیج تب

دکھیا موکھ جیوں شو نے آروس کا کھلیا سر تے جیوں پھول فردوس کا

چڑی خوب محبوب دیکھ ہات میں رسچانے لگیا بات کر بات میں

سٹیا ہات جیوں اسپہ طناز سوں لگی شرم کر لاجنے ناز سوں

سو چھاتی کوں چھاتی لگا حال سات ہوا لٹ پٹ اس نور کی ڈال سات

عن - سو آیا اول سمد سنتوکش کا (س)

رلیاں ہیں نپٹ چھند سوں لائیا — جو بن قبہ نور دو پا ئیا

جھٹاپٹ لگی ہوونے دو ہی ہیں — ڈوبے سیس تے پگ تلگ خوبی ہیں

ادھر بد پلا کر کیا مست آسے — ہوئی مست دیکت ہیں کیا وست آسے

چکا جوت موتی پڑیا دیک ہات — بندیا خوش اسی وقت الماس سات

پچھل خوب یاقوت کے بیشمار — یوں اُس ڈہال موتی تے نکلیا بہار

جو الماس تھا سو رہیا لعل ہو (۲۱۸۰) لگیا ڈھلنے او لعل تب ڈہال ہو

کہ ظاہر ہوا لعل کی بیل یوں — بلیاں سب سہیلیاں بایاں خوش جیوں

زیادا خوشی ہوئی یوں مائی کوں — ادک بھی خوشی ہوئی اُس بھائی کوں

پھر اکر گنائے خوشی سیر تے — دیے خلعتاں سب کوں یکہ ہیر تے

ہوئے خلق تازے سو جیوں نوبہار — کہ پھل ہور پاتاں کوں آیا ہے بار

کہ نا ہور پری شہر کے سب بولائے — ہر یک جنس کے نعمتاں سب کھلائے

کہ شہ تے خوشی سر تے تازی کیا — کہ اُس نار سوں پھر کہ بازی کیا

لگیا باس نازک جو اُس پھول کا — کھلیا رنگ اُس خوب مقبول کا

ہلوں بھی اترنے لگی ناز میں — سو چھند بند کرنے لگی نیاز میں

ریجانے لگی شہ کوں خوش نین کھول — پھولانے لگی یوں میٹھے بول بول

کبھی شو کوں کر مست ہم شان ہو (۲۱۹۰) کبھی گود میں لیٹ انجان ہو

کبھی لگ سینے شہ تول جان کے　　ادہر سوں انپڑ دے بیڑیاں پان کے

کبھی شہ گلے ہات کنٹھ مال بھائے　　کبھی شوق سوں گد گلیاں کر ہنسائے

کبھی بھوگ سنگرام خوشحال ہوئے　　سو قرباں کد ہیں شہ کے اپراں ہوئے

دونوں میں کول عشق بازی لگی　　وو بازی مٹھی حق کے تازی لگی

ہوا جگ میں مشہور ہر ٹھانو یو　　بسی لگ دنیا میں رہیا ناؤں یو

شگفتا ہو شہبال شہ نیک نام　　اُس پا کھلایا خزانے تمام

بھوایاں دہرگاں جگ کے سدھ جائے تیوں　　لگیا بانٹنے مال من بھائے تیوں

کسے نورتن ہور کسے موتیاں　　کسے ہت کڑک ہور پدک جوتیاں

کسی کوں جڑت کے اوتم کنٹھ مال　　کسی کوں جڑت کی پٹی جگ اوجال

کسے ذات تیزی کسے مست ہست (۲۲۰۰) کسے خوب تحفے کسے خوب بست

کیا دان بے مثل یک دہیر تھے　　دیا خلعتاں سب کوں یوں سیر تے

کہ مہماں سب کوں کیا سرفراز　　کیا خوش کتے لک وضا سوں نواز

رضا لے جو مہمان داراں چلے　　دعا شاہ کوں کر ہزاراں چلے

تیا کو چ شہ تے سکل دان پائے　　جو گھر ہور عمارت سُنے کی اوچائے

ڈبی تھی سُنّے میں زمیں جاں تہاں — کہ ایسا سنجی بے بدل ہے کہاں
(سونے — لاجواب)

سنگار اُس پھکی بزم کوں دِنہار — دیوے زینت اس دھات سوں ٹھار ٹھار
(سنوارنے والا — طرح)

جو گنبھیر شہبال دانا نزیک — کیتیک دن شو آروس کوں کہہ نزیک
(دلہن)

منگیا بھیجنے اُس کے باباپ پاس — دیا خوب نبتاں جو تھے اپنے پاس
(ماں)

چندر سور سے درچکاں کئی ہزار — جواہر بھرے صندوقاں بے شمار
(جواہر)

کیتیک حبش کے خوب باندی غلام (۲۲۱۰) کیتیک پاتراں جیسلہ نادر تمام
(نایاب)

مکلّل جڑت کی عماری گنبھیر — کرایا تنت سستد بے نظیر
(جڑاوی — جلد)

دعا پڑ دعا کر گلے لائیکر — شو آروس کوں اس میں بسلائے کر
(لگاکر — دولہا — دلہن — بٹھا)

تجمل ستی خسروی ریت کے — چڑا پیٹ اوپرال عفریت کے
(رواج — پشت)

بڑے غلغلے سوں روانا کیا — عجب کاج جگ میں یو دانا کیا
(کام)

نظر میں دسیا سارے عالم کوں یوں — سلیمان شو عاروس بلقیس جیوں
(دکھا — دولہا — دلہن)

جو اپڑے سراندیل کے راج پاس — مہاراج گنبھیر سر تاج پاس
(پہنچے — لنکا)

سو آسامنے خسروی داب سوں — ملیا جیونکہ آفتاب مہتاب سوں
(دبدبے — جیسے)

بڑی شان سوں لائیا شہر میں — ہوا آشکارا یو چوندہر میں
(سارے عالم)

ملا شاہزادی سوں آ بھائی دو — دکھیت بھائی کوں خوش گلے لائی دو
(لگائی)

حرم میں قبیلے کوں شہ کے تمام (۲۲۲۰) سو کہہ بھیجیا بندگی ہور سلام

نیکے یارسا عدو فادار سوں
ملیا خوش سینے لائیا پیار سوں

خوش یک دھر تے ساریاں کوں شادی ہوئی
وو شادی بڑی کیقبادی ہوئی

کیتک دن وہاں باندگی دور کر
سینا ذوق لئی سمد سوں پور کر

سبج خوب ساعد دو کہیا ریکے وہاں
چلایا ہلوں خواستگاری کی بات

سوا و جگپتی راجا راضی ہوا
جکچھ دغدغا تھا سو ماضی ہوا

سبج فال جیوں خیر کے کام سوں
پڑیا خوب ساعد کے آتام سوں

کیا خوش ہو شہ میتربانی شروع
بدہاوا بڑا خسروانی شروع

جو دہم دہم دماسے بجانے لگے
غماں سب نکل بہار جانے لگے

نفیریاں کی آواز سن ٹھار ٹھار
نکل دولتاں غیب تے آئے بہار

صدر پر صدر شاہ کے بخت سنے (۲۲۳۰) اُتر آئے اسمان کے تخت تے

جو زُہرا بھی ہور مشتری گاہنار
کئے گرم مجلس کوں آٹھار ٹھار

جو جاں لگ گلاونت، تے داں بھرے
تمام آپ لے طائفاں سو کھڑے

اُچانے لگے اس دضا تمتمات
جو نر لوک کا ڈال بھریا آکے ہاٹ

جھنکنے لگے زعفرانی شُرآ
کہرا زعفراں ہور سمند دور آ

فلک خوش چندر (چاند) کے دو گلاں تے — لگے میلنے پھول آسمان تے

جو فردوس کا باؤ (ہوا) عطار تھا — محلاں میں شہ کے گنہار (مہکتا) تھا

بھریا باس (بو) خوشبوئی کا ٹھار ٹھار — سراندیل سارا ہوا نو بہار

سو خوش ہور مانا جو ساید (موافق) ہوا — سرافراز اس شہ تے ساعد ہوا

گھڑی ویک خوشی کا سمایا وہیں — قضا دوڑ قاضی ہو آیا وہیں

سعادت کی ساعت میں خوشحال ہوں (۲۲۴۰) پڑیا پھول کا عقد او سٹ ڈال سوں

ملے جیوں او شہزادی ہور یو جواں — ہوا شاد سیف الملک کا پراں (جان، روح)

نہایت (انتہا) کوں انپڑے (پکڑے) دیکا انکا جوال — کیتک دن وو تو بھائی کوں اچ (راجا) وال

سپٹ مال دھن (دولت) واں تے لے بیتاب — چلے مصر کے ملک کوں پھر شتاب

جو عاصم نول شہ دو کہی (رو رو کر) جھوک جھوک — ہوا تھا جو کاڑی نمن (کی طرح) سوک سوک (سوکھ)

یکایک خوشی ہور آنند (آرام) کی — سنیا جیوں خبرا اپنے فرزند کی

پھو گیا (شگفتہ ہوا) ہور آیا رگے رگ پراں (رگ رگ روح) — ٹڈ ہاڈ ہونگ (بوڑھا) تھا سو ہوا پھر جواں

دہیں غم کے حجرے تے نکلیا بہار — لے ارکان دولت کوں سب ایک بار

گیا سامنے ہور بلیا پوت (فرزند) کوں — گلے لا (لگا) کیا پوت کوں گل تسوں

خوشیاں سوں بلا شہر میں لائیا — دے بھوان امیان (بہت عزت) کر پائیا

دیا آپنی بادشاہی اُسے (۲۲۵۰) سلاماں کئے سب سپاہی اُسے
لگیا کرنے سیف الملک راج (حکومت) خوش ہوئی عرش کرسی وو معراج خوش
خدا اُس کے من (دل) کی دیا جیوں مراد دیوے ہر طلب گار کا ووں مراد
کہاں آسماں ہور کہاں دہر (زمین) نبری کہاں آدمی ہور کہاں شہ پری
کہاں لال سیف الملک جگ جال کہاں موہنی دہن بدیع الجمال
کہاں جان ساعد کیتے بے نظیر کہاں او او تم شاہزادی گنبھیر
خدا یوں ملانے جو آتا اہے سو اس دہات سوں لا ملاتا اہے
لکھ اس دہات سوں داستاں بے نظیر (تنظیر) رسالہ لطافت بہر یا دلپذیر
جو لکھنے نہ سک دو رسن (زبان) کا قلم سو باندا (تھک) ہو پڑتا اتھا دمبدم
بجھاں (بغور) دل کے انکھیاں سوں دیکھیں منے تو ہر ایک بیت اس سفینے منے
جکا جوت محبوب ہے بکردار (۲۲۶۰) میرے فکر پردے تھیں نکلی بہار
دیوے دوں جو جلوا عروسی منے جو سد تارے ابنر (آسماں) کے جوسی منے
ملائک سو بالائے چرخ برین کہیں اس سفینے کوں دیک آفریں
رتن پارکے (موتی پرکھنے) بے بدل مشتری مرے جوہراں کا ہوا مشتری (خریدار)
کہ میرے چترشہ (چالاک) نول لال تھیں بلند اُس کے گنبھیر اقبال تھیں

نہ کیں ایسے جوہر ہیں جھلکار کے　　نہ کس کہاں ہیں ہوئیں سنسار کے
کہ نکلے ہیں نادر ہو جوہر مرے　　جتا مول (معدن) اس کا سراؤں سرے
دیکھے یو جواہر جکا جوت جیوں　　ستارے جھمکی ہو رہے ہوت جیوں
ہر ایکس کوں ہے قرب دھن (دولت) مال کا　　مجھے قرب اس جواہراں لال کا
کہ چوراں تے اس مال کوں ہے دغا　　ولے اس جواہر کوں نئیں دغدغا
کہ مالی وو خرچے تو خالی ہووے (۲۲۷۰) ولے یو کدہیں (کبھی) کوں نہ خالی ہووے
جو سلطان عبداللہ انصاف کر　　میرے جوہراں پو نے دل صاف کر
دیوے داد میرا بہوت مان (عزت) پاؤں　　امس (ہمت) دور تھے تا گریبان پاؤں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے　　تو تازا میرا طبع گلزار ہوئے
کہ غمگین ہوں ہیں سخت سنسار تے　　دہروں وغدغے لاک اس آزار تے
پریشانگی ہیں جیا خیال ہیں　　لے آیا ہوں ایسے رتن (سونی) ڈھال ہیں
جو ہوگی نول شہ سیتی فرح (خوشی) پاؤں　　تو اس تھیں رتن خاص ڈھنڈ ڈھنڈ لیاؤں
اگرچہ ہوں شہ کے بندیاں ہیں حقیر　　ولے شعر کے فن ہیں ہوں بے نظیر
کہ مونہہ کھول یوں ہیں کہوں کیا ابیں　　گواہی دیویں شعر ابیں نا چھپیں (چھپ نہیں سکتے)
بہرحال یو نظم الہام سوں　　کیا ہیں نول شاہ کے نام سوں

(۱۰۳۵)
برس یک ہزار ہور پنج تیس ہیں (۲۲۸۰) کیا ختم یو نظم دن تیس ہیں (یعنے ایک ماہ)

جو عارف وجوداں ہیں نازک شناس　　صفا اُس تھیں حاصل کریں بے قیاس

پڑھیاں کوں تو سب آوے یو کام کوں (پڑھنے والے)　　دیوے ذوق ادک (ادیک) خاص ہور عام کوں

لکھنہارا یو لاب پر لاب پائے　　سدا سرخروئی کیرا آب پائے (فائدہ) (کا)

مبارک اچھو شاہ کوں یو مدام (ہو)　　بحق محمد علیہ السلام

مبارک گھڑی میں کیا ہیں تمام
محمد نبی پر ہزاراں سلام

Date	No.	Date	No.